روح الامین کی معیت میں

کاروانِ نبوت

پروفیسر ڈاکٹر تسنیم احمد

مکتبہ دعوۃ الحق

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

ابّاجان اور امی جان کے نام، جن کا نالائق بیٹا اس کتاب کو ترتیب دینے کے قابل ہرگز نہ ہوتا اگر وہ بچپن ہی میں اُس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنا نہ سکھاتے، پس وہ اللہ کے حضور عاجزی سے اُن کی مغفرت اور درجاتِ بلند کی التجا کرتا ہے!

Marfat.com

Marfat.com

DATA ENTERED

روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت

پروفیسر ڈاکٹر تسنیم احمد

مکتبہ دعوۃ الحق

ایچ-۴، ارم ہائیٹس، گلستانِ جوہر، بلاک ۱۳، کراچی-۷۵۲۹۰

Marfat.com

297.9921
51
۱۴۱۸۲۱

جملہ حقوق بحقِ مکتبہ دعوۃ الحق محفوظ ہیں

نام کتاب: روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوّت

مصنف: تسنیم احمد، پی ایچ ڈی

کلیدی موضوعات: نزولِ قرآن، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسلامک موومنٹس جدید و قدیم

اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۶ ھجری، مئی ۲۰۱۵ء

بہ اہتمام: تسنیم احمد

مدیر مکتبہ دعوۃ الحق

ایچ-۴، ارم ہائیٹس، گلستانِ جوہر بلاک ۱۳

کراچی ۷۵۲۹۰

فون نمبر: 0314-2120868

ای میل: tasneem@roohulameen.com

یو آر ایل: www.roohulameen.com

مطبع: ٹائمز پریس، کراچی

مشمولات: ابواب، جدول، تصاویر، نقشے، صفحات ۱۶۰، انڈیکس

قیمت [فنڈ برائے اشاعتِ مزید] ۱۵۰ پاکستانی روپے یا ۱۰ امریکی ڈالر [انگلش ایڈیشن]

کتاب ملنے کا پتہ: آر ایس ۳۳، اٹاوہ سوسائٹی، نزد گلشنِ معمار، کراچی ۷۵۳۴۰

فون نمبر 021-36350100

Marfat.com

إنَّ الحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ: ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ)) ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا)) ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا)) أما بعد:

اس کتاب کے بارے میں ضروری آگاہی

اس کتاب میں جو کچھ معلومات مہیا کی گئی ہیں حتی الامکان کوشش کے مطابق صحیح ہیں، تاہم ہر انسانی کام کی طرح غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے، امکانی حد تک معروف، مستند اور مقبول کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جن وقائع کے بارے میں اختلاف دیکھا گیا یا سننِ الٰہی اور دینی اسلوب کے خلاف آرا پائی گئیں وہاں اسلام کے مزاج سے زیادہ مطابقت رکھنے والی آرا کو قبول کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو لکھنے کے لیے مصنف خود ذمے دار ہے اس میں کسی دوسرے فرد یا ادارے کا کوئی حصہ نہیں۔ اس میں پیش کردہ باتوں کے لیے پرنٹنگ پریس اور ڈسٹری بیوٹر قطعاً ذمے دار نہیں۔ مصنف غلبہ دین کے لیے کوشاں تحریکِ اسلامی پاکستان کا رکن ہے تاہم اس کتاب میں بیان کردہ تمام آرا اور خیالات کا مصنف خود ذمہ دار ہے، تحریکِ اسلامی ان خیالات و آرا کی نہ ذمے دار ہے اور نہ ہی پابند۔

مصنف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دینِ اسلام سے جو محبت ہے اُس کی خاطر یہ کتاب صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے لکھی اور شائع کی گئی ہے، اس کی طباعت اور اشاعت پر جو کچھ خرچ کیا ہے اُس کو اس دنیا میں واپس لینے کا کوئی خیال ہی نہیں اور نہ ہی اس کی تقسیم سے حاصل ہونے والی کسی رقم کو سوائے اس کی اشاعتِ مزید میں خرچ کرنے کا کوئی اور مصرف سامنے ہے۔ تسنیم احمد

Marfat.com

Marfat.com

پڑھنے والوں سے چند باتیں

یہ اُس مالک الملک کا انتہائی کرم اور اعزاز ہے کہ اُس نے اپنے ناچیز اور خطاکار بندے کو اپنے رسول محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور تلاوتِ آیات و تزکیہ نفوس کی داستان ایک انداز سے رقم کرنے کی سعادت عطا کی۔ میرا سر اُس کی جناب میں عاجزی و سپردگی سے جھک گیا ہے اور میں دل کی گہرائیوں سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اُس ذاتِ گرامی سے، جس کا کوئی شریک و سہیم نہیں اور جس نے محمد ﷺ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور اُن پر اپنی کتاب نازل کی، اِس بات کا متمنی ہوں کہ وہ اس کوشش کو قبولیت بخش دے، امت مسلمہ کو واپس اپنی جانب پلٹ آنے کی توفیق دے اور اُس پر سے ذلت و نکبت کے دن ٹال دے اور اپنے اس دین کو دنیا پر غالب کر دے جس کے اظہار[1] کے لیے اُس نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا اور روح الامین علیہ السلام کو کتاب مبین الہام کرنے پر مامور کیا۔

چہ عجب کہ اِس کتاب کو پڑھنے والوں کے دلوں میں کتابُ اللہ کو تھام لینے کی امنگ اور رسولُ اللہ ﷺ سے محبت کے جذبے کو نمو حاصل ہو اور مزدور کو اُس کی مزدوری مالک کی جانب سے مغفرت کی شکل میں نصیب ہو۔ واللہ خیر الرازقین

پیشِ نظر کتاب، زیرِ تکمیل پروجیکٹ کا پہلا جز ہے، منصوبے کے مطابق مکمل کتاب اِس طرح کے دس اجزا پر مشتمل ہونی چاہیے، چار مکّی زندگی کے اور چھ مدنی زندگی کے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مالک کی توفیق سے یہ ارادہ کیا ہے کہ کاروانِ نبوت کی تاریخ کے پسِ منظر میں نزول قرآن کو بھی زمانی ترتیب chronological کے ساتھ بیان کیا جائے۔ یہ سیرت النبی ﷺ پر اس

---

[1] هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿سورۃ التوبۃ ۳۳﴾ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پوری جنسِ دین پر غالب کر دے، چاہے مشرکوں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔

Marfat.com

پروجیکٹ کا محوری نکتہ focal point ہے۔رسول اللہ ﷺ کی متحرک اور انقلاب آفریں داستانِ حیاتِ مبارکہ اور قرآن کے آپس کے تعلق پر میری یہ کوشش شاید دورِ حاضر میں احیائے دین کی تحریکات کے علم برداروں کے درمیان زندہ قلوب رکھنے والے تازہ اذہان میں تفکر وتدبر کی نئی لہریں پیدا کر سکے۔

اللہ کے رسول ﷺ اور اُس کے دینِ سے محبت کرنے والے تمام احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ اس کو بہتر بنانے کے لیے جو بھی تجاویز ہوں اُن سے مطلع فرمائیں اور کسی بھی فروگذاشت کو جلد از جلد مجھ تک پہنچائیں تاکہ آیندہ ایڈیشن میں اُن کی اصلاح کی جاسکے۔

کتابی شکل میں اشاعت سے قبل قسط وار مضامین کی شکل میں اس کے تمام ابواب پندرہ روزہ نشور کراچی میں شائع ہوتے رہے ہیں اور عزیز و محترم جناب علیم الدین قادری صاحب ان تمام کا انگلش میں ترجمہ بھی ساتھ ساتھ کرتے رہے ہیں، اُن کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اللہ کی رضاجوئی کی کوشش کو مالک قبول فرمائے۔اردو میں اس کتاب کی اشاعت کے بعد اللہ تعالی کی مدد سے اِس کا انگلش ورژن بھی شائع کیا جانا پروگرام میں شامل ہے، واللہ المستعان ۔

بات ختم کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ میں اپنے بیٹے صہیب اور اُن کی اَمّی کا خصوصی شکریہ ادا کروں جن کی معاونت سے اس کام میں آسانی ملی، احباب میں سے خصوصاً جناب ڈاکٹر رفیع رضا صاحب، جناب ظفر حجازی صاحب ، جناب مولانا عطا الرحمٰن صاحب اور جناب عبداللطیف انصاری صاحب کا مشکور ہوں کہ اِن چاروں حضرات نے محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے مسودے کو از اوّل تا آخر جانچا اور عمدہ مشوروں سے نوازنے کے ساتھ زبان وبیان کی اصلاح بھی کی اللہ ان کو بہترین اجر سے نوازے۔

تسنیم احمد

۱۶ اپریل ۲۰۱۵ء،

کراچی

Marfat.com

میانِ آب و گل خلوت گزیدم

ز افلاطون و فارابی بریدم

نکردم از کسے دریوزہ چشم

جہاں را جز بچشم خود ندیدم

اقبال

Marfat.com

Marfat.com

فہرستِ موضوعات

باب اوّل

محمد ﷺ کے جدِ اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام ۔ مکہ کی آبادکاری اور یثرب کی تاریخ ۱۷

- نبی ﷺ کی سیرت پر گفتگو سے قبل ابراہیم علیہ السلام ۱۷
- مقامِ پیدائش ۱۷
- اسمٰعیل علیہ السلام کی مکہ میں آبادکاری ۱۷
- اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی اور تعمیرِ کعبہ ۲۱
- یہودیت اور عیسائیت کا آغاز اور پھیلاؤ ۲۳
- تاریخ مدینہ ۲۵

باب دوم

نبی ﷺ کی بعثت سے قبل اہلِ ایمان کی آزمائشیں ۳۱

- حجاز اور اس کے نواح کی تاریخ ۳۱
- اصحابِ کہف یا غار والے نوجوان ۳۴
- بیس ہزار اہلِ ایمان کا آگ میں جلایا جانا ۳۸
- ابرہہ کی کعبہ پر چڑھائی اور ہزیمت ۴۰
- آتش پرست فارس (ساسانی) اور اللہ کی پرستار سلطنتِ روما ۴۵

باب سوم

نبی ﷺ کا خاندان، پیدائش، بچپن، جوانی، تجارت اور شادی ۴۹

- نبی اکرم ﷺ کا نسب و خاندان ۴۹
- آپ ﷺ کی پیدائش ۵۶
- صحرا کی وسعتوں میں شیر خوارگی ۵۷
- آپ ﷺ کے رضاعی رشتہ دار ۵۷
- واپس ماں کی گود میں اور ماں کا انتقال ۵۶
- دادا عبدالمطلب کی زیرِ سرپرستی ۶۱

Marfat.com

○ چچا ابو طالب کے زیر سایہ ۶۱
○ جنگِ فجار میں شرکت ۶۲
○ حجر اسود کی تنصیب کے لیے آپ ﷺ کی ثالثی ۶۳
○ معاشی اور سماجی انصاف کے لیے حلف الفضول میں شرکت ۶۴
○ آپ ﷺ کی معاشی تگ ودو ۶۴
○ خدیجہؓ سے آپ کی شادی اور اولاد ۶۵

باب چہارم

پروانہ نبوت، آغازِ وحی اور اَوّلین ایمان لانے والے ۶۹
○ پروانہ نبوت ۶۹
○ پہلی وحی [سورۃ العلق ۹۶: پہلی پانچ آیات، تیسواں پارہ] قرآن کے نزول کا آغاز ۷۰
○ محمد الرسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والا پہلا انسان ۷۲
○ دو اَوّلین اسلامی خاندان (نبی کریم ﷺ اور رفیق خاص ابو بکرؓ کے گھرانے) ۷۴
○ فترۃ الوحی اور پھر وحی کا نزول [سورۃ المدثر پہلی سات آیات، ۷۴: ۲۹واں پارہ] ۷۵

باب پنجم

رسول اللہ ﷺ کا اہلِ خانہ اور قریبی حلقہ رفاقت میں دعوت کا آغاز کرنا ۸۱
○ سیدنا ابو بکرؓ کی نصرت اور تعاون ۸۱
○ سیدنا صہیب رومیؓ ۸۲
○ ورقہ بن نوفلؓ کا اسلام ۸۳
نبی ﷺ کی دل جوئی اور کامیابیوں کی بشارت: سورۃ الضحیٰ [۹۳: ۳۰واں پارہ] اور سورۃ الانشراح [۹۴: ۳۰واں پارہ] ۸۴
○ سیدنا ابو بکرؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دعوتِ دین میں لگ جانا ۸۷
○ زندگی میں جنت کی خوش خبری پانے والے انسان ۸۸
○ سورۃ الفاتحہ کا نزول [۱: پہلا پارہ] ۸۹
○ تین اوّلین اسلامی گھرانے: [نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ کے گھرانوں کے بعد] ۹۲
○ آنے والے ڈھائی برسوں میں دعوتی اور تربیتی کام ۹۳

باب ششم

سابقون الاوّلون کی پہلے چھ ماہ میں قرآنی تربیت ۹۷

Marfat.com

○ سورۃ الاعلیٰ[۸۷: تیسواں پارہ] ۹۸
○ سورۃ العصر[۱۰۳: تیسواں پارہ] ۱۰۱
○ آسمانی ادب[لوازمِ نجات] سورۃ العصر سے ماخوذ ۱۰۱
○ سورۃ العادیات[۱۰۰: تیسواں پارہ] ۱۰۲
○ سورۃ التکاثر[۱۰۲: تیسواں پارہ] ۱۰۴
○ سورۃ الفیل[۱۰۵: تیسواں پارہ] ۱۰۶
○ سورۃ القریش[۱۰۶: تیسواں پارہ] ۱۰۷
○ سورۃ القدر[۹۷: تیسواں پارہ] ۱۰۸
○ اب تک نازل ہونے والی قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ۱۱۲

باب ہفتم

کاروانِ نبوت میں شامل عظیم ہستیاں جو رسول اللہ ﷺ پر ابتدائی ایام میں ایمان لائیں ۱۱۲
○ دورِ نبوت کے پہلے سال میں شامل ہونے والے رفقائے کار ۱۱۳
○ کیا پہلے تین سالوں میں یہ پاکیزہ نفوس کسی خفیہ دعوت میں مصروف تھے؟ ۱۱۵
○ سہ سالہ تعمیرِ سیرت کا پروگرام ۱۱۶
○ زیدؓ بن حارثہ ۱۱۷
○ خباب بن ارتؓ ۱۱۹
○ ارقمؓ بن ابی الارقم ۱۲۰
○ زبیر بن العوامؓ ۱۲۱
○ عثمان بن عفانؓ ۱۲۲
○ عبدالرحمٰن بن عوفؓ ۱۲۳
○ سعد بن ابی وقاصؓ ۱۲۴
○ طلحہ الخیرؓ ۱۲۶
○ عثمانؓ بن مظعون ۱۲۶
○ ابوعبیدہؓ ابن الجراح ۱۲۹
○ ابوسلمہؓ بن عبدالاسد ۱۳۰
○ عبداللہ بن مسعودؓ ۱۳۱
○ عمرو بن عبسہؓ ۱۳۲

Marfat.com

باب ہشتم

روح الامین جو کچھ آپ ﷺ پر نازل فرماتے رہے ۱۳۶
○ نبوت کے دوسرے سال میں نازل ہونے والا قرآن ۱۳۷
○ ۱۳: سورۃ التین:[۹۵: تیسواں پارہ] ۱۳۷
○ ۱۴: سورۃ الھمزۃ:[۱۰۴: تیسواں پارہ] ۱۳۷
○ ۱۵ : سورۃ القارعۃ:[۱۰۱: تیسواں پارہ] ۱۳۷
○ ۱۶: سورۃ الزلزال:[۹۹: تیسواں پارہ] ۱۳۸
○ ۱۷: سورۃ القیامۃ:[۷۵: اُنتیسواں پارہ] ۱۳۸
○ نبوت کے تیسرے سال میں نازل ہونے والا قرآن ۱۳۸
○ ۱۸: سورۃ الدھر/الانسان:[۷۶: اُنتیسواں پارہ] ۱۳۸
○ ۱۹: سورۃ المرسلات:[۷۷: اُنتیسواں پارہ] ۱۳۹
○ ۲۰: سورۃ النبا:[۷۸: تیسواں پارہ] ۱۳۹
○ ۲۱: سورۃ النازعات:[۷۹: تیسواں پارہ] ۱۳۹
○ ۲۲: سورۃ التکویر:[۸۱: تیسواں پارہ](ابتدائی ۱۴ آیات) ۱۴۰
○ ۲۳: سورۃ الانفطار:[۸۲: تیسواں پارہ](ابتدائی ۸ آیات) ۱۴۰
○ ۲۴: سورۃ الرحمٰن:[۵۵: ستائیسواں پارہ] ۱۴۱

پہلے تین سال کا جائزہ

○ نبوت کے دوسرے اور تیسرے برس کے دوران کارِ تبلیغ و تربیت ۱۴۱
○ دوسرے اور تیسرے برس میں نبی ﷺ پر ایمان لانے والے افراد ۱۴۲
○ نبوت کے پہلے تین برسوں میں تبلیغ کے کام کی حکمتِ عملی ۱۴۵
○ ابتدائی سہ سالہ دعوتی دور پر سیرت نگاروں کا تبصرہ ۱۴۶
○ ابتدائی دور میں کن کو دعوت دی گئی اور کون ایمان لے کر آیا؟ ۱۴۸
○ دارِ ارقم۔تعلیم و تربیت اور عبادت کا پہلا اسلامی مرکز ۱۵۰
○ یہ ابتدائی سہ سالہ دور! ۱۵۰
اشاریہ ۱۵۳
کتابیات ۱۶۰

Marfat.com

باب اوّل

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِّ اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام ۔ مکہ کی آباد کاری اور یثرب کی تاریخ

Marfat.com

۱۶ | روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت، تسنیم احمد، مکتبہ دعوۃ الحق- کراچی، ۲۰۱۵ء

Marfat.com

باب اوّل

ابراہیم علیہ السلام ۔ مکہ کی آباد کاری اور یثرب کی تاریخ

محمد الرسول اللہ ﷺ کی زندگی کی داستان پورے طور ہرگز نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے وہ چند واقعات نہ جان لیے جائیں جن کا تعلق آپ کی مبارک زندگی سے ہے۔ بات صرف اتنی ہی نہیں بلکہ یہ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ جن لوگوں کے درمیان آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اور جن لوگوں سے آپ نے ساری زندگی تعاون حاصل کیا اور جن کے ساتھ کش مکش اور عداوت کا تعلق رہا ان میں سے بیش تر لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پیروکاروں [یا پیروی کے دعوے داروں] ہی میں سے تھے۔

نبی ﷺ کی سیرت پر گفتگو سے قبل ابراہیم علیہ السلام: آپ ﷺ کے ذکر کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کچھ اس طرح لازم وملزوم ہے کہ آپ ﷺ پر نماز میں درود بھیجنے کا جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے ہمیں سکھایا اُس میں ہم اللہ تعالیٰ کی جناب میں اِس طرح درخواست کرتے ہیں کہ اے اللہ آپ ﷺ پر اور آپؐ کے ماننے والوں (آلِ محمد ﷺ) پر درود، سلامتی اور برکت اُسی طرح اور اُتنی ہی ہو جس طرح اور جتنی ابراہیم علیہ السلاّم کے ماننے والوں (آلِ ابراہیم، متبعین، Followers) پر آپ نے فرمائی۔ اس دعا کو درودِ ابراہیمی کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ کو جاننے والا جانتا ہے کہ سلامتی اور برکت کیا چیز ہوتی ہے، جب تک ہم ابراہیم علیہ السّلام اور آپ کے متبعین کی تاریخ نہیں جانیں گے تو نبی ﷺ کی زندگی تو کجا ہر نماز میں پڑھا جانے والا درود بھی ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی اِبراھیم وعلی آل اِبراھیم اِنک حمید مجید

اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی اِبراھیم وعلی آل اِبراھیم انک حمید مجید۔

مقامِ پیدائش: معروف روایات کے مطابق ابراہیم علیہ السلام عراق میں 'اُر' کے مقام پر ایک غار میں

Marfat.com

پیدا ہوئے، تاہم بعض مورخین کے مطابق آپ جنوب مشرقی ترکی (South-Eastern Turkey) میں سان لی عورفہ Şanlıurfa. [ʃan'lɯurfa] میں پیدا ہوئے[2]۔ اُس خاندانی مقام و مرتبے کے باوجود جو اُنھیں ستارہ پرست اور بت پرست معاشرے میں حاصل تھا آپ نے آبائی مذہب کو اختیار نہ کیا، اپنے خالق و مالک کو پہچانا اور سارے جھوٹے معبودوں کی بندگی اور پوجا پاٹ سے انکار کر کے ایک الٰہِ واحد کی بندگی اختیار کر لی، اس جرم میں آپ آگ میں ڈالے گئے جو اللہ کے حکم سے ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی کی جگہ بن گئی۔ بعض روایات کے مطابق[3] آگ پانی بن گئی اور کوئلے مچھلیاں! آج تک مسجد ابراہیم سے متصل تالاب میں

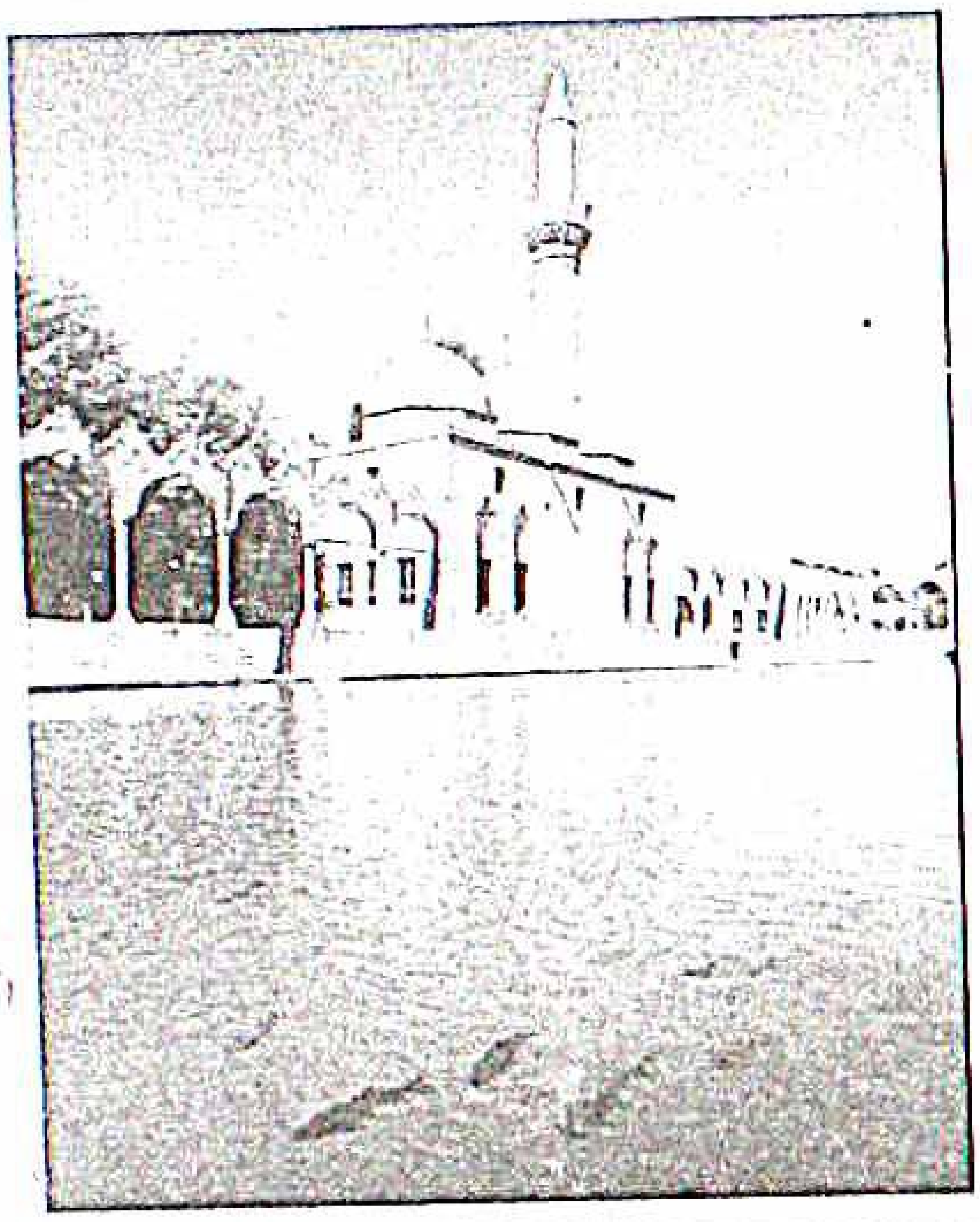

مسجدِ ابراہیم [بہ مقام سان لی عورفہ، ترکی]

یہ پانی اور مچھلیاں ٹورسٹ حضرات کی مرکزِ نگاہ ہوتی ہیں۔ آگ سے نجات پا جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابرہیم علیہ السّلام نے یہاں سے ہجرت کا فیصلہ کیا اور یہاں سے اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے لوط علیہ السّلام کو ساتھ لے کر کنعان[4] کی جانب آئے اور یہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا[5]۔ خشک سالی

---

[2] اس علاقے میں ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا صحیح مقام اللہ ہی بہتر جانتا ہے مسلم مورخین کی اکثریت کا خیال ہے کہ میسوپوٹامیا میں عراقی علاقے 'اُر' کے مقام پر آپ پیدا ہوئے، دیگر محقق مورخین کا خیال ہے کہ اسی علاقے میں آپ ترکی میں سان لی عورفہ کے مقام پر پیدا ہوئے، میں دوسری رائے کو زیادہ قوی محسوس کرتا ہوں، واللہ اَعلم۔

[3] جن کی صحت کا مجھے ہرگز یقین نہیں ہے تاہم قارئین کی معلومات کی خاطر اس بات کو درج کیا ہے۔

[4] فلسطین modern day Lebanon, Israel, the western part of Jordan and south-western Syria،

[5] ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش بلاد الرافدین (میسوپوٹامیا Mesopotamia) میں کسی جگہ ہوئی بلاد الرافدین یا میسوپوٹامیا دنیا کا قدیم ترین تہذیبی ارتقا کا گہوارہ ہے یہ علاقہ دریائے فرات اور دریائے دجلہ (ٹگرس) کے درمیان اور نواح کا علاقہ ہے اس میں ترکی، شام عراق کے مختلف علاقے شامل ہیں جن میں مشہور شہر دیارِ بکر (اناطولیہ)، موصل، کربلا اور بغداد آتے ہیں۔ یہ دونوں دریا ترکی سے نکلتے ہیں اور شام سے ہوتے ہوئے عراق میں آکر سعودیہ اور ایران کے درمیان حائل خلیجِ فارس میں گرتے ہیں

Marfat.com

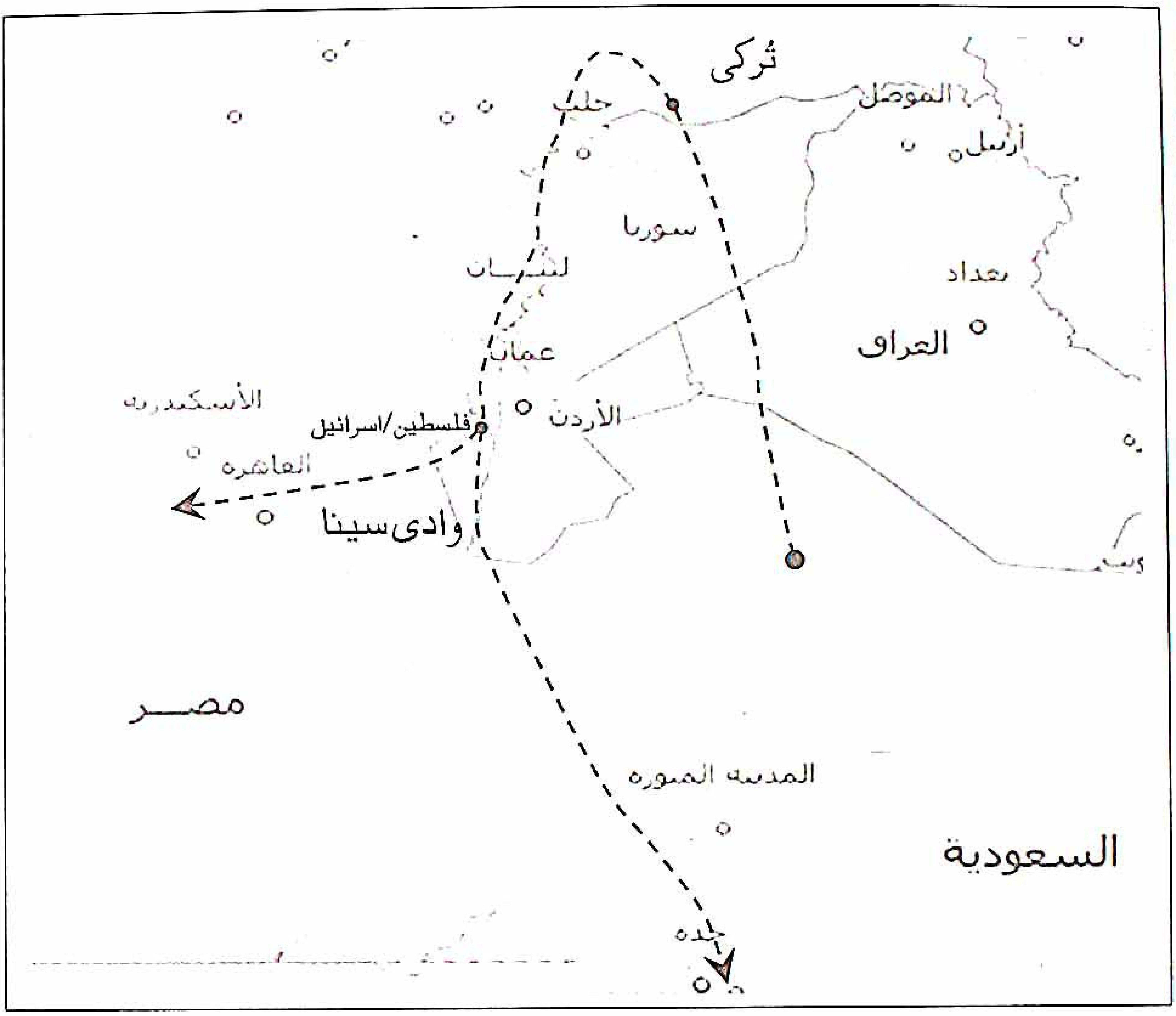

ابراہیم علیہ السلام کے اسفار [اپنے آبائی مقام سان لی عورفہ سے ہاران ہوتے ہوئے فلسطین، وہاں سے مصر پھر واپس فلسطین اور فلسطین سے مکۃ المکرمہ]

یا قحط کے زمانے میں اللہ کے حکم پر یہاں سے مصر کی جانب روانہ ہوئے کہ یہاں کا بادشاہ آپ کے وطن کا باشندہ تھا، آپ نے سوچا کہ شاید توحید کی بات سمجھ جائے گا۔ بادشاہ کی بابت روایات ہیں کہ وہ پہلے آپ کے گھر کی عزت کے معاملے میں بدنیت ہوا مگر جلد ہی اُسے احساس ہو گیا کہ وہ ایک برگزیدہ ہستی ہیں تو اس نے آپ کی تواضع کی اور فلسطین سے آپ کی واپسی پر اپنی بیٹی ہاجرہ کو آپ کے ہم راہ کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑھاپے میں اسمٰعیل علیہ السلام عطا کیے، یہ آپ کے پہلے اور بڑے بیٹے ہیں۔ ازدواجی زندگی کے آغاز کے کافی عرصے بعد گھر میں نیا پھول کھلا مگر ابھی اسمٰعیل علیہ السلام شیر خوار بچے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی بیوی اور بیٹے کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آؤ، یہ روایت بالکل ناقابل اعتنا ہے کہ بی بی سارہ نے جو عرصے سے بے اولاد تھیں، جلن کی

Marfat.com

وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کو اصرار کر کے مجبور کیا کہ بیٹے والی سوکن کو جلاوطن کر دیں۔

اسمٰعیل علیہ السلام کی مکہ میں آباد کاری : حکمِ الٰہی کے مطابق ان دونوں (ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ) کو آپ نے لے جا کر کوہِ صفا کے قریب چھوڑ دیا اور واپس آ گئے۔ یہاں بی بی ہاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑتیں اور بچے کی آواز پر مروہ کے قریب سے واپس آ جاتیں۔ اس طرح تلاش و بے قراری میں آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ اس اثنا میں روتے ہوئے بچے کے ایڑیاں رگڑنے کی جگہ سے اللہ نے اپنی قدرت سے زم زم کا چشمہ جاری کر دیا [جو آج تک جاری ہے]۔ ابراہیم علیہ السلام فلسطین واپس آ گئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلی بیوی سارہ کے بطن سے اسحٰق علیہ السلام عطا کیے جن کو بڑے ہونے پر آپ نے ملک شام میں آباد کیا۔ اِن کے بیٹے یعقوب علیہ السلام تھے جن کا لقب اسرائیل بھی ہے اور ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام ہیں (ابراہیم علیہ السلام کے پوتے) جو کنویں میں ڈالے گئے اور مصر میں تختِ شاہی تک پہنچ گئے۔ مصر میں بنی اسرائیل کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی، اتنی کہ پانچ سو برس بعد جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو محتاط ترین اندازوں کے مطابق اُن کی تعداد ۲ ملین (بیس لاکھ) سے بہر طور زیادہ تھی اور بعض اندازوں کے مطابق ۳ ملین (تیس لاکھ)۔ اللہ کی نافرمانی کی پاداش میں سینا میں چالیس برس صحرانوردی کے بعد جب یہ لاکھوں بنی اسرائیلی مر کھپ گئے اور صحرا کی آزاد فضاؤں میں پروردہ نسل تیار ہو گئی تو پھر یہ فلسطین پر قابض ہو گئی جسے ابراہیم علیہ السلام نے آباد کیا تھا۔ یہ نسل عراق، شام اور ترکی کی جانب بھی پھیل گئی۔

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السّلام اپنی بیوی ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے اسمٰعیل علیہ السّلام کو شہرِ مکہ میں چھوڑ کر واپس فلسطین آ گئے تھے، اُن کی خبر گیری کے لیے آپ نے اپنی زندگی میں برسوں کے وقفے سے مکہ کے تین مزید چکر لگائے۔ ابراہیم علیہ السلام کے اسفار کی تفصیلات[٦] نقشہ پر دیکھیے۔ اس میں اور تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۰۸ کے سامنے دیے ہوئے نقشے میں جو فرق ہے وہ آپ کے آبائی مقام پیدائش کے تعین کا فرق ہے۔

آپ کو اپنے بڑے بیٹے سے فطری طور پر شدید محبت تھی اور غالباً یہ اس لیے بھی ہو گی کہ معصوم

---

[٦] اپنے آبائی مقام سان لی عورفہ سے ہاران ہوتے ہوئے فلسطین، وہاں سے مصر، پھر واپس فلسطین اور فلسطین سے مکہ۔

Marfat.com

کو ویران وادی میں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر آ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مزید امتحان لینا چاہا اور خواب[7] میں آپ کو ہدایت دی کہ اپنے بیٹے کو اللہ کے لیے قربان کر دیں، اور آپ اس کام کے لیے آمادہ ہو گئے۔ یہود نے نبی ﷺ کی رسالت کی نفی کے لیے اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیا اور پوری تاریخ کو مسخ کر دیا[8]، اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دینے کے بعد قربانی کی جگہ بھی مکہ کے بجائے بیت المقدس کو قرار دیا کہ اس کے بغیر کہانی غیر منطقی ہو جاتی۔ مولانا فراہیؒ اور امین احسن اصلاحیؒ نے اس پر معقول نقد کیا ہے۔

<u>اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی اور تعمیرِ کعبہ</u>: جب اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر ۱۳ برس (یا دس برس سے زیادہ) ہو گئی تو ابراہیم علیہ السلام اُن کو اللہ کے حضور اُس کے اشارے پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے، اللہ رب العالمین نے آپ کو آزما لیا اور آزمائش میں پورا اُترنے پر بیٹے کی قربانی کے بجائے آپ سے ایک مینڈھے کی قربانی قبول کر لی۔ اس موقع پر دونوں باپ اور بیٹے کو حکم ملا کہ اللہ کا گھر تعمیر کریں، جس کی تعمیل میں دونوں کعبۃ اللہ کی تعمیر میں مصروف ہو گئے۔ دونوں یہ مستطیل[9] نما عمارت تعمیر کر رہے تھے اور وہ مناجات کرتے جاتے تھے جو سورہ ابراہیم میں منقول ہیں:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَآ اِنِّیْۤ

---

[7] نبیوں کے خواب اللہ کی جانب سے وحی/الہام ہوتے ہیں

[8] کتاب پیدائش باب ۲۲

[9] ابتدا میں جب ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا تو یہ مستطیل ہی تھا، تاہم جب قریش نے اس کو دوبارہ تعمیر کیا تو حلال وسائل کی کم یابی کی وجہ سے کم لمبائی ہی کا ایک مکعب نما کمرہ بن پایا۔ اصل بنیادوں کی باقی لمبائی پر اب [بغیر دروازوں اور چھت والی ذرا سی اونچائی کی] حطیم ہے جس میں جانا آسان ہے اور ہر ایک کو اجازت ہے، اگر یہ جگہ بھی کعبہ کے کمرے کے اندر داخل ہو جاتی تو سوائے بادشاہوں کے کعبے کے اندر کوئی نہ جا پاتا۔ اللہ کا ہر کام حکمت سے معمور ہے۔

Marfat.com

اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ
النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝٣٧ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَ مَا
نُعْلِنُ ؕ وَ مَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ ۝٣٨ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى
الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝٣٩ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖۗ رَبَّنَا وَ
تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝٤٠ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝٤١ (ابراھیم ۱۴: ۳۵-۴۱)

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے دُعا کی تھی کہ "پروردگار، اِس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بُت پرستی سے بچا۔ پروردگار، اِن بُتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا ہے (ممکن ہے کہ میری اولاد کو بھی یہ گمراہ کردیں، لہٰذا اُن میں سے) جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے اور جو میرے خلاف طریقہ اختیار کرے تو یقیناً تُو درگزر کرنے والا مہربان ہے۔ پروردگار، میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ پروردگار، یہ میں نے اِس لیے کیا ہے کہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہٰذا تُو لوگوں کے دِلوں کو ان کا مشتاق بنا اور اُنھیں کھانے کو پھل دے، شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔ پروردگار، تُو جانتا ہے جو کچھ ہم چھُپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور واقعی اللہ سے کچھ بھی چھُپا ہوا نہیں ہے، نہ زمین میں نہ آسمانوں میں" شکر ہے اُس اللہ کا جس نے مجھے اِس بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق جیسے بیٹے دیے، حقیقت یہ کہ میرا ربّ ضرور دُعا سُنتا ہے۔ اے میرے پروردگار، مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی [ایسے لوگ اُٹھا جو یہ کام کریں]۔ پروردگار، میری دُعا قبول کر۔ پروردگار، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اُس دن معاف کر دیجیو جب کہ حساب قائم ہوگا۔

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝١٢٧ رَبَّنَا وَ
اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيْمُ ۝١٢٨ رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٢٩ (البقرۃ ۲: ۱۲۷-۱۲۹)

141821

Marfat.com

ترجمہ: اور یاد کرو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے، "اے ہمارے رب، ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم [مطیع فرمان] بنا، ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا، جو تیری مسلم ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا، اور ہماری کوتاہیوں سے در گزر فرما، تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اور اے رب، ان لوگوں میں خود انھیں کی قوم سے ایک ایسا رسول اُٹھائیو، جو انھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ تُو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔

رَبَّنَا، رَبَّنَا کی پیہم تکرار کے ساتھ للک للک کر اِن دونوں بزرگوں نے جو دعا مانگی وہ پوری ہوئی، مگر کب؟ ڈھائی ہزار برس بعد!!! جب نبی ﷺ بنی اسمٰعیل کے ایک گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اس پورے عرصے میں دو ہزار برس تک یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک سارے نبی اور رسول بنی اسرائیل (اولادِ اسحٰق علیہ السلام) میں آتے رہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے ۵۷۰ برس بعد آپ ﷺ پیدا ہوئے، یوں دعا پوری ہو گئی!!!۔

اسمٰعیل علیہ السلام مکہ ہی میں آباد ہوئے اور پورے حجاز میں آپ کی اولاد پھیل گئی۔ حجاز کے تین جانب سمندر اور خلیج فارس کو چھوڑ کر جس کی دوسری جانب ایران تھا باقی اطراف [عراق، اردن، شام اور بحرِ احمر سے متصل افریقی پٹی جس میں مصر، سوڈان، اریٹریا، ایتھوپیا (حبشہ)] میں بنی اسرائیل آباد تھے جن میں ایک معتد بہ تعداد نصاریٰ (عیسائیوں) کی تھی۔ حجاز میں بنی اسمٰعیل خوب پھلے پھولے خاندانوں سے خاندان اور قبیلوں سے قبیلے وجود میں آتے رہے، آپس میں دوستی اور مودت بھی رہی اور جنگ وجدل بھی۔ مکہ کی وادی سے نکل کر حجاز کے دور دراز علاقوں میں پہنچ گئے۔

یہودیت اور عیسائیت کا آغاز اور پھیلاؤ: ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بیٹوں اور اُن کی نسلوں کی افزائش میں برکت پر ایک اجمالی گفتگو کے بعد ہم اس مقام سے محمد الرسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر گفتگو کا آغاز کر

Marfat.com

سکتے ہیں لیکن مفید اور ضروری بھی ہو گا کہ کچھ بات یہودیت اور عیسائیت کے آغاز اور پھیلاؤ کے بارے میں، کچھ باتیں آپ ﷺ کی آمد سے قبل مکہ اور اُس قرب و جوار کے حالات کے بارے میں اور کچھ باتیں مدینہ کے بارے میں ہو جائیں کہ اِن کی معرفت سے آپ ﷺ کی تحریک (movement) کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔

ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے تقریباً ۵۰۰ برس بعد موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ وہ بنی اسرائیلی جو آپ کے ساتھ مصر سے نکلے تھے وہ تو اپنی غلامانہ ذہنیت کے باعث بزدلی کا مظاہرہ کرتے رہے اور فلسطین کی طرف پیش قدمی نہ کر سکے، جب یہ تمام کم و بیش پچیس لاکھ، چالیس برسوں میں مر کھپ گئے اور اس دوران ایک نئی نسل اٹھی جس نے موسیٰ علیہ السلام سے تربیت حاصل کی تھی اور غلامی نہ دیکھی تھی۔ اس نئی نسل نے فلسطین پر چڑھائی کی اور یوں اسلام نے دوبارہ اپنے سفر کا آغاز کیا، کچھ عرصے معاملات ٹھیک رہے لیکن یہ بھی شرک و بدعات اور فضول رسومات اور فروعی معاملات میں استخواں گیری کا شکار ہو گئے۔ ان کے درمیان پیہم انبیا آتے رہے مگر یہ اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہوتے اور انبیا کو قتل کرنا، حتّٰی کہ جبریل علیہ السلام سے دشمنی سوچ لی کہ ان کے وحی لے کر آنے سے ہمیں انبیا کی مخالفت کر کے گناہ گار ہونا پڑتا ہے۔ قرآن یہود پر پوری چارج شیٹ پیش کرتا اور ان کی بداعمالیوں کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ جو ان شاء اللہ پہلی ہجری کے واقعات اور تنزیلِ کتاب کے ضمن میں زیرِ بحث آئیں گے۔ بنی اسرائیل کی بڑی تعداد بظاہر زبانی کلامی آپ کی ہم نوا ہو گئی مگر ان کی مثال بالکل آج کل کے مسلمانوں جیسی تھی کہ جن کے اعمال بالکل ایسے نہ تھے جو اللہ والوں کے ہونے چاہیے ہیں۔

اس دوران (۴۰۰ برس قبل مسیح) روما کی عظیم الشّان حکومت (Roman Empire) کا پھیلاؤ اور استحکام ہوا جو اٹلی سے نکل کر ایک طرف ایشیا میں ترکی، شام، عراق اور اردن میں نفوذ کرنے، دوسری طرف یورپ میں فرانس اور انگلستان تک اور تیسری جانب نیچے افریقہ میں ساحل کے ساتھ ساتھ موجودہ مصر، سوڈان، اریٹیریا، ایتھوپیا (حبش، ابی سینیا) سے ایک پٹی کاٹتی ہوئی خلیج سویز کے آغاز، بحرِ احمر (Red-Sea) تک آ گئی۔

Marfat.com

یہود کے معاملات کی اصلاح کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ڈیڑھ ہزار برس تک پیہم انبیا آتے رہے اور پھر بنی اسرائیل میں آنے والے آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے جن کو یہود نے ایذائیں پہنچائیں اور اُن کی بات مان کر نہ دی اور اُن کو صلیب چڑھانا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کو صلیب [1] سے بچالیا اور اٹھالیا۔ رفعِ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اسلام نے فروغ پایا اور اس کے ماننے والوں نے غیر مسلموں کے ہاتھوں شدید اذیتیں اٹھائیں زندہ جلائے گئے، بھوکے شیروں کے آگے ڈالے گئے اور ہر طرح کے اُس عذاب سے دوچار ہوئے جس سے وہ دوچار کیے جا سکتے تھے مگر اہلِ ایمان نے بے مثال ثابت قدمی دکھائی۔ آخرکار رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام پھیلنا شروع ہوا لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے اور رومن ایمپائر جو ایک وقت اُس کی سب سے بڑی مخالف اور دشمن تھی اُس کا سرکاری مذہب اسلام (جسے وہ غلطی سے عیسائیت کہنے لگے تھے) قرار پایا، یوں وہ اپنے وقت کی اسلامی حکومت تھی۔ نبی ﷺ کی بعثت کے آغاز کے وقت توحید کی علم بردار سلطنتِ روما اور آتش پرست ایرانی برسرِپیکار تھے اور فطری طور پر مسلمانوں کی ہمدردیاں رومن امپائر کے ساتھ جب کہ مشرکینِ مکہ کی ہمدردیاں ایران کے ساتھ تھیں، یہ اللہ تعالیٰ کا انتظام تھا کہ جب بدر میں مسلمانوں نے کفار کو مغلوب کیا اسی اثنا میں روم نے ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہ عیسائی نجاشی ہی تھا جس نے توحید کے ناطے مسلمانوں کو پناہ دی جب کہ اہلِ مکہ نے تو خون کے رشتوں کا بھی لحاظ نہ کیا تھا!

تاریخ مدینہ: مدینہ، مکہ سے ۳۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر حجاز کا ایک شہر ہے جہاں نبی ﷺ ہجرت کر کے اپنے شہر مکہ سے نکل کر مدینہ تشریف لے گئے۔ اس کا اسلام سے قبل پرانا نام یثرب تھا۔ بعد میں وہ "مدینۃ النبی" یعنی نبی کا شہر کہلایا جانے لگا۔ یہاں دوسری صدی عیسوی میں یہود آ کر آباد ہوئے تھے، یہ زمانہ قریبی علاقے فلسطین اور سینا میں یہود کے عروج کا دور تھا۔ کچھ عرصہ بعد یمن سے سیلِ عرم (عظیم

---

[1] اُس وقت رائج تہذیب کے مطابق کسی کو صلیب کے ذریعے سزائے موت دینا صرف موت کی سزا نہیں بلکہ انتہائی ذلت کا اظہار بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو زندہ رفعِ جسمانی کے ذریعے سزائے موت سے بھی بچالیا اور یہود کے اس ناپاک ارادے کو بھی خاک میں ملادیا کہ وہ اُس کے بندے اور رسول کو رسوا کر سکیں۔

Marfat.com

سیلاب) کے بعد منتشر ہونے والے عرب قبائل (بنو اسمٰعیل) میں سے دو قحطانی بھائی اوس اور خزرج بھی یہاں آکر آباد ہوئے اور ان کی اولاد پھلنے پھولنے لگی مگر یہود کے زیرِ نگیں، تاہم پانچویں صدی میں عرب اتنے طاقت ور ہو گئے کہ انھوں نے یہود پر غلبہ پالیا اور یہود اُن کے زیرِ تسلط ہو گئے۔ شبلی نعمانی نے عربوں کے اس غلبے کی تفصیل لکھی ہے۔ نعیم صدیقیؒ نے 'وفا الوفا' کے حوالے سے اپنی کتاب 'محسنِ انسانیت' میں بھی اس کو نقل کیا ہے کہ: "یہود کے اندر ایک عیاش رئیس فطیون نامی اٹھا۔ اُس نے جبر و قوت سے اپنا یہ حکم نافذ کر دیا کہ اُس کی حدود میں جو لڑکی بھی بیاہی جائے وہ اس کے شبستانِ عیش سے گزر کر ازدواجی زندگی کے دائرے میں داخل ہو، یہود کے بگاڑ کا اس سے اندازہ کیجیے کہ انھوں نے فطیون کے اس حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔ آخر ایک دن اس شیطانی حکم نے عربوں کی غیرت کو چیلنج کر دیا۔ مالک بن عجلان کی بہن کی شادی ہو رہی تھی کہ عین بارات کے دن وہ بھائی کے سامنے سے پورے اندازِ بے حجابی کے ساتھ گزری۔ مالک نے ملامت کی تو اس نے کہا کہ کل جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ اس سے زیادہ شدید ہے چناں چہ مالک نے فطیون کو جا کر قتل کر دیا اور شام کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں غسانی حکم ران ابو جبلہ کا سکہ چل رہا تھا۔ اسے یہ حالات جب معلوم ہوئے تو اس نے حملہ کیا اور بڑے بڑے یہودیوں کو قتل کیا اور اوس اور خزرج کو خلعت وانعامات سے نوازا۔ ان واقعات نے یہود کا زور توڑ دیا اور عربوں کی طاقت بڑھا دی۔

باوجود اس غلبے کے عرب یہود کی علمی موشگافیوں سے بہت مرعوب تھے اور اُن کی زبانی اکثر ایک نبی موعود کے آنے کی خبر سنتے اور ساتھ ہی یہ بھی سنتے تھے کہ وہ جلد آنے والا ہے، اُس کے آنے کی نشانیاں پوری ہو چکی ہیں اور اُن کے اس ارمان سے بھی کہ اُس کے آنے کے بعد اُس کی تائید سے اُس کی قیادت میں یہود اپنے تمام مخالفین بشمول عربوں کو زیر کر لیں گے۔ اہلِ مدینہ کو یہود کی اِن باتوں نے ایک نئے نبی کی آمد پر اُس کے استقبال کے لیے ذہنی طور پر تیار کر لیا تھا اور عربوں کے دو قبائل اوس و خزرج دونوں اس انتظار میں تھے کہ اُس آنے والے نبی موعود پر ایمان لانے اور اُس کی نصرت کرنے میں پہل کر کے وہ نہ صرف اپنے دوسرے ہم عصر قبیلے پر فوقیت حاصل کر لیں گے بلکہ یہود کو بھی پیچھے چھوڑ دیں گے۔

Marfat.com

عرب کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج باہم جنگ و جدل میں رہتے تھے اور یہود ان کے باہمی تنازعے سے فایدہ اٹھاتے تھے۔ ساتویں صدی میں یہود کے تین مشہور قبیلے بنو قینقاع، بنو قریظہ اور بنو نضیر مدینے میں آباد تھے۔ ساتویں صدی کے آغاز، ۶۱۷ء میں مدینے کے دونوں عرب قبیلوں کے درمیان ایک خوں ریز جنگ ہوئی جسے جنگ بعاث کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اِس جنگ میں بنو نضیر کے یہودیوں نے اوس کی مدد کی۔ اِس میں دونوں قبائل کے سردار مارے گئے۔ بظاہر اس میں قبیلہ اوس کو فتح ہوئی یا یوں کہیے کہ اُن کا پلڑا بھاری رہا مگر دونوں ہی قبائل جنگ سے نڈھال اور بے زار ہو گئے۔ جنگ بندی کے ایک معاہدے پر تنازعہ اگرچہ نبٹ گیا لیکن اطمینان کسی کو نہ تھا۔ دونوں قبائل کے افراد کسی ایسی لیڈر شپ کی تلاش میں تھے جو امن و امان قایم کر سکے۔

عبداللہ بن اُبَی بن سلول جسے ابنِ سلول کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا ایک چالاک خزرجی سردار تھا، اوس کے ساتھ ایک جنگ میں جسے جنگِ فجار" (fidjar) کہا جاتا ہے، اِس نے پہلے روز شرکت کی اور دوسرے روز لڑائی میں شامل نہ ہوا اور پھر بعد میں اوپر مذکورہ جنگِ بعاث (۶۱۷ء) میں بھی یہ شامل نہ ہوا اور وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خزرجی بھائیوں کو دشمن قبیلہ اوس کے طرف دار یہود کے پکڑے گئے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع کر رہا تھا اور اس جھگڑے میں ایک ایسی نوبت آئی کہ ابنِ سلول قتل کر دیا جاتا مگر بنو قینقاع کے یہودیوں کی مدد سے اس کی جان بچ گئی۔ خود اس کا کہنا تھا کہ مجھے یہود کے ۳۰۰ مسلح سواروں اور ۴۰۰ غیر مسلح پیادوں کی اعانت حاصل تھی جو اس کی ہر دشمنِ جان سے حفاظت کر رہے تھے۔ جنگ بعاث میں دونوں جانبین کے سرداروں کے مارے جانے کے بعد یہ ایک ایسی شخصیت کے روپ میں ابھرا جو جنگ سے نفرت اور امن سے پیار کرنے والا ہے اور اُسے اپنے قبیلے کے ساتھ یہود کی بھی بڑی حمایت حاصل تھی۔ ابنِ سلول (عبداللہ بن اُبی) کی سخن سازیوں، چکنی چپڑی باتوں اور قائدانہ صلاحیتوں

" یہ وہ جنگ نہیں جو مکہ میں نبی ﷺ کی نوجوانی میں قریش اور قیس عیلان کے درمیان حرام مہینوں میں لڑی گئی جسے جنگِ فجار کہتے ہیں

Marfat.com

اور یہود کی پشت پناہی نے اس کو مدینے کے بسنے والے تمام (جنگ سے نڈھال اور بے زار امن کے متلاشی) عربوں اور یہود کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ اس کو اپنا بادشاہ بنالیں اس کی تاج پوشی کی تیاریاں ہونے لگیں، اس بات کو ہم اُس مرحلے تک کے لیے یہیں اَدھورا چھوڑتے ہیں جب مدینے میں نبی ﷺ کی آمد کا قصہ بیان کرنے کا موقع آئے گا۔ تاہم مدینے کے ان حالات سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو پیدا کرنے سے قبل ہی وہ حالات پیدا کر دیے تھے کہ جب نبی کے شہر والے اُس پر زمین تنگ کریں تو اُس کے لیے کوئی جائے پناہ ہو اور آخری نبی کے لیے وہ حالات پیدا کر دیے تھے کہ ایک اسلامی اسٹیٹ بالفعل قایم کر کے دکھا سکے۔ مکہ میں دعوت کے لیے جتنی مشکلات تھیں مدینہ میں اتنی ہی آسانیاں، مدینے کی زمین آنے والے نبی کے لیے یہود کی ریشہ دوانیوں اور اوس و خزرج کے آپس کے جھگڑوں نے اس طرح تیار کر دی تھی کہ جو نہی اسلام کے سفیروں اور نقیبوں نے اللہ کا کلمہ بلند کیا لوگ ایک اللہ کو ماننے کے لیے ٹوٹ پڑے۔

******

Marfat.com

باب دوم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اہلِ ایمان کی آزمائشیں

Marfat.com

۳۰ | روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت، تسنیم احمد، مکتبہ دعوۃ الحق - کراچی، ۲۰۱۵ء

Marfat.com

باب دوم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اہلِ ایمان کی آزمائشیں

حجاز اور اس کے نواح کی تاریخ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے ایک مختصر تعارف حاصل کرنے کے لیے حجاز کی تاریخ سے تھوڑی ہی سہی مگر آگہی ضروری ہے۔ یہ بات علم میں آچکی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا، یہاں آپ کی اولاد خوب پھلی پھولی اور یمن تک پہنچ گئی اور اوپر اردن کے قریب تک۔ اردن میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام کو دین کی تبلیغ واشاعت پر مامور کیا تھا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ کی بات نہ مانی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی قوم کو ان کے شرک اور دیگر بداعمالیوں خصوصاً ہم جنسی کی پاداش میں پتھر برسا کر ہلاک کر دیا اور ان ہلاک ہونے والوں میں آپ کی بیوی[12] بھی شامل تھی۔ بعض روایات کے مطابق بحیرہ مردار جو دنیا کا انتہائی کثیف پانی والا سمندر ہے، اتنا کثیف کہ اس پر انسان ڈوبنے کا خطرہ مول لیے بغیر بہ آسانی لوٹیں (floating) لگا سکتا ہے، کہتے ہیں کہ یہ کثافت اس میں ان کثیف لوگوں کے ڈوبنے کی وجہ سے پیدا ہوئی، راقم کا اِس پر سے گزر ہوا مگر وہ قریب نہیں گیا کہ دوستوں کا خیال تھا کہ عذاب شدہ بستیوں پر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ قریب ہی میں پیٹرا کے کھنڈرات[13] ہیں جو دنیا کے آٹھویں عجوبے شمار ہوتے ہیں۔

اس بات کا بھی تذکرہ ہو چکا ہے کہ اِسحاق علیہ السلام فلسطین کے قریب شامی علاقے میں آباد کیے گئے، یہاں سے اُن کے بیٹے یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے اور پھر یہاں اُن کی اولاد میں بہت برکت ہوئی اور طویل عرصے تک بنی اسرائیل غالب رہے اور پھر قبطیوں نے اِن

[12] لوط علیہ السلام کی بیوی ایک باحیا خاتون تھیں، وہ اپنے شرک کے سبب عذاب کی سزاوار بنیں نہ کہ فحش کاموں کی بنا پر۔

[13] یہ بھی قدیم برباد قوموں کی باقیات ہیں۔

Marfat.com

پر قابو پالیا اور ان کو غلام بنالیا اور یہ ذلت کی زندگی گزارنے لگے، جس طرح جنگِ عظیم اوّل سے قبل بیش تر مسلم ممالک یورپی ممالک کے غلام بن گئے تھے اور اب بھی باوجود نام نہاد جغرافیائی آزادی کے معاشی اور تہذیبی غلامی کا شکار ہیں۔

یہ ابراہیم علیہ السلام کے انتقال کے تقریباً ۵۰۰ برس بعد کی بات ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کو راہِ ہدایت دکھانے اور غلامی سے نجات دلانے کے لیے بھیجا۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا کے وادی سینا میں لے آئے اور تعاقب کرتا ہوا فرعون اور اس کا لشکر سمندر (خلیج سوئز) میں غرق ہو گیا، اللہ نے اُنھیں من و سلویٰ جیسی نعمتوں، ابر کے سائے اور ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشموں سے نوازا مگر غلامی سے آلودہ بنی اسرائیلی اذہان کفرانِ نعمت پر سرکش رہے۔ اللہ کے مقابلے میں

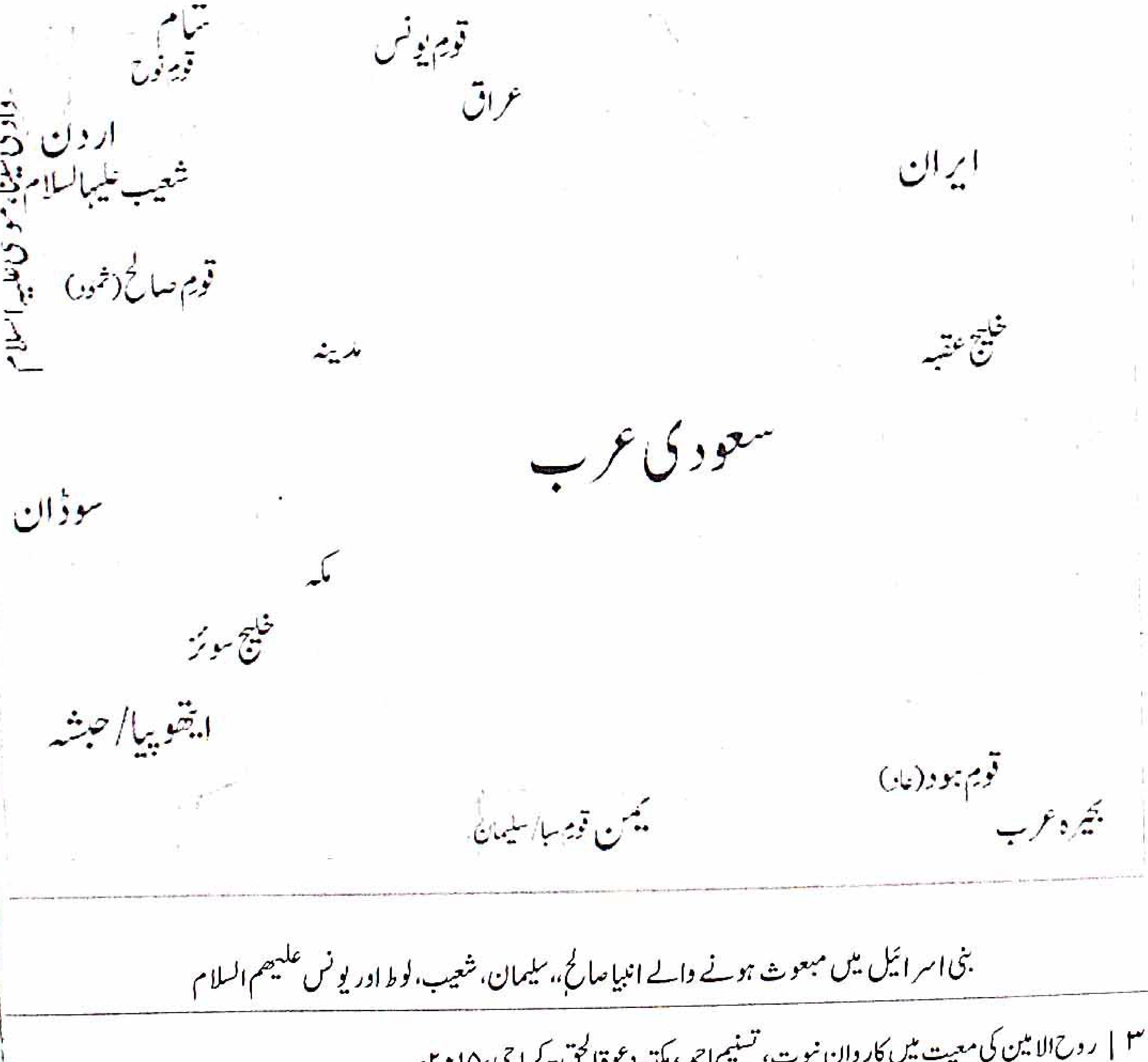

بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے انبیا صالح، سلیمان، شعیب، لوط اور یونس علیہم السلام

Marfat.com

بچھڑا اِن کے دلوں میں آباد رہا اور جب اُنھیں جہاد کے لیے پکارا گیا کہ فلسطین کی طرف نکل جاؤ تو ڈر گئے اور موسیٰ علیہ السلام سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ: فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿المائدہ :۲۴﴾ 'اے موسیٰ بس تم اور تمہارا رب، دونوں جاؤ اور لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں' ، ان کی حرکتوں اور بد اعمالیوں کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو صاف سمجھ میں آجائے گا کہ یہ نبی کے ماننے والے تو تھے مگر بگڑے ہوئے تھے جیسا کہ آج کے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے نام نہاد مسلمان ہیں۔

بنی اسرائیل کی اس روش پر موسیٰ علیہ السلام بہت آزردہ ہوئے اور اپنے اللہ کے پاس واپس پہنچ گئے۔ بنی اسرائیل جہاد سے انکار کی پاداش میں چالیس برس اسی وادی میں سرگرداں رہے یہاں تک کہ غلامانہ ذہنیت کی مالک یہ بگڑی ہوئی مسلمان قوم کی نسل مر مرا کر ختم ہوگئی اور صحرا کی آزاد فضاؤں میں پل کر جوان ہونے والی اِن کی نسل نے فلسطین پر چڑھائی کی اور اُس پر قبضہ کر لیا، یوں دوبارہ بنی اسرائیل کا عروج شروع ہوا۔ ایک ہزار برس کے دوران رشد و ہدایت کے لیے بنی اسرائیل میں بے شمار انبیا ایک کے بعد ایک پیہم آتے رہے۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ کے آنے سے ۵۷۰ برس قبل بنی اسرائیل میں سے آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے۔ بنی اسرائیل میں آنے والے مشہور انبیا میں سے چند ایک یہ ہیں: [صالح، ثمود، سلیمان، شعیب، لوط اور یونس علیہم السلام] پچھلے صفحے پر دیے گئے نقشے میں ان انبیا کی بعثت کے مقامات دیکھے جاسکتے ہیں۔

موسیٰ ؑ کے ماننے والوں نے اپنے آپ کو یہود (ہدایت یافتہ) کہا اور عیسیٰ ؑ کے ماننے والوں نے اپنے لیے نصاریٰ (اللہ کے دین کی مدد کرنے والے) کا لقب اختیار کر لیا، اللہ نے تو ان کا نام مسلم ہی رکھا تھا یہ ان کے اپنے گھڑے ہوئے نام تھے ان ناموں کے لیے اللہ نے اُنھیں کوئی دلیل و سند نہیں دی۔

عیسیٰ علیہ السلام کا اور اُن کے ماننے والوں کا ایمان کے لیے جاں نثاری کا تذکرہ پچھلے باب میں ہم کر چکے ہیں۔ بنی اسرائیل کا تذکرہ اوپر کافی ہو چکا ہے، مزید تفصیل سے جب نبی ﷺ پر سورۃ البقرہ اور

Marfat.com

دوسری سورتوں اور آیات کے تذکرہ کا مقام اپنی زمانی ترتیب پر آنے والے ابواب میں آئے گا تو مناسب تفصیلات وہاں آسکیں گی۔ یہاں آغاز میں ہم چار اہم واقعات کو مختصراً بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اِن کی آگہی سے نبی ﷺ کی مہمات اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب کو سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ یہ چاروں واقعات قرآن مجید میں زیرِ بحث آئے ہیں۔ ان چاروں واقعات کا تعلق اُن اہلِ ایمان سے ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور ہلا دینے والی آزمائشوں سے دوچار کیے گئے۔

یوں تو مکہ میں بھی نبی ﷺ پر ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ مار پیٹ قید و بند اور مقاطعہ جیسی آزمائشوں سے دوچار ہوئے مگر مار ڈالے جانے، زندہ جلا دیے جانے، بھوکے درندوں کے آگے پھینکے جانے جیسے دل دہلانے دینے والے مظالم تھے جن سے اہلِ ایمان کو نبی ﷺ کی آمد سے قبل عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے جرم میں مبتلا ہونا پڑا۔

ان چاروں واقعات میں ایک زمانی ترتیب ہے جسے اصل واقعات کی تفصیل جاننے سے پہلے جاننا مفید ہو گا، اس ترتیب کو کچھ ضمنی مگر متعلق واقعات کے ساتھ ہم اگلے صفحے پر پیش کر رہے ہیں: (ہر سطر کے شروع میں دیے گئے اعداد سنہ عیسوی ہیں)

اصحابِ کہف یا غار والے نوجوان (۲۵۰ء نیند کا آغاز اور بے داری ۴۴۶ء)

مستند تاریخی کتب کے مطابق یہ سات نوجوان[14] تھے جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر مسلم ہو چکے تھے، ان کے معاشرے میں ہر سو شرک اور بت پرستی کا دور دورہ تھا اس وقت (۲۴۹ء) کا رومی بادشاہ دقیانوس (Decius) خود بت پرست اور مشرک تھا، عیسائیوں پر ظلم و ستم ڈھانے کے معاملے میں اس کا عہد بہت بدنام ہے۔ ان ایام میں عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث اس وقت تک ایجاد نہیں ہوا تھا یہ عقیدہ مدتوں بعد چوتھی صدی عیسوی میں رائج ہوا۔ ان نوجوانوں نے جب دیکھا کہ اہلِ ایمان پر کس

[14] تفسیرِ مظہری میں ابنِ عباس سے مروی اصحابِ کہف کے نام یہ ہیں: ۱) میکس لمی نا ۲) یملی خاہ ۳) مرطونس ۴) سنونس ۵) ساری نوس ۶) ذونواس ۷) کعسططیونس

Marfat.com

اہلِ ایمان کی آزمائش کے واقعات کی زمانی ترتیب

- ۵۰ء دقیانوس ظالم بت پرست رومی بادشاہ نے ۳ جنوری کو اہلِ ایمان کو جان سے مارنے کا حکم نامہ جاری کیا
- ۲۵۰ء اصحابِ کہف، چند نوجوان ایمان بچانے کے لیے غار میں آئے
- ۴۴۶ء غار میں سوئے ہوئے نوجوان ۱۹۶ برس بعد نیند سے جاگے، روم میں اسلام غالب آچکا تھا
- ۵۲۳ء یمن میں نجران کے مقام پر ذونواس نے ۲۰ ہزار مسلمانوں کو خندقوں میں جلا کر شہید کر دیا
- ۵۲۵ء جنرل اریاط کی قیادت میں ۷۰ ہزار حبشی فوج نے ذونواس سے بدلہ لینے کے لیے یمن پر حملہ کیا
- ۵۲۶ء ابرہہ نے اریاط کو مار کر حکومت پر قبضہ کر لیا اور قیصرِ روم سے پروانہ گورنری بھی حاصل کر لیا
- ۵۶۳ء رومی عیسائی سلطنت میں افراتفری، فوکاس نے بادشاہ کو قتل کیا اور خود تخت نشین ہو گیا
- ۵۷۰ء کسی عرب نے ابرہہ کے کلیسا کی بے حرمتی کی جس کے انتقام میں ابرہہ ہاتھیوں کے ساتھ ۶۰ ہزار کی فوج لے کر کعبے کو منہدم کرنے مکہ کو روانہ ہوا
- ۵۷۱ء فروری یا مارچ میں کعبہ سے چند کلو میٹر پہلے ابابیلوں نے کنکر برسا کر ابرہہ اور اس کے لشکر کو تباہ کر دیا
- ۵۷۱ء نبی ﷺ کی پیدائش، واقعہ فیل کے پچاس دن بعد
- ۶۰۳ء ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے فوکاس کا بدلہ لینے کے بہانے اسلامی سلطنت روما پر حملہ کر دیا
- ۶۱۰ء نبی ﷺ کی نبوت پر سرفرازی
- ۶۱۳ء خسرو پرویز نے روم کے ساتھ جنگ کو مجوسیت اور عیسائیت/اسلام کے خلاف جنگ قرار دے دیا
- ۶۱۵ء ایرانی فوجوں نے زبردست پیش قدمی کی جزیرہ نما سینا تک قابض ہو گئیں
- ۶۲۲ء ہجرتِ مدینہ
- ۶۲۴ء غزوہ بدر
- ۶۲۴ء رومیوں نے ایران پر فتح حاصل کر کے ایران کی اینٹ سے اینٹ بجا دی

Marfat.com

طرح سختیاں کر کے انھیں شرک و بت پرستی پر ۳ جنوری ۲۵۰ء کے فتوے یا حکم نامے کے مطابق مجبور کیا جارہا ہے تو انھوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے یہ مناسب سمجھا کہ لوگوں کی نظروں سے روپوش ہو جائیں چنانچہ انھوں نے قریبی پہاڑ کے ایک کھلے غار میں روپوش ہو جانے پر اتفاق کر لیا اور اپنے گھر بار چھوڑ کر منتخب کردہ غار میں جا کر پناہ لی اور یہ طے کیا کہ ہم میں سے باری باری ایک شخص اپنا بھیس بدل کر شہر جایا کرے وہاں سے کچھ کھانے کو بھی لے آئے اور اپنے متعلق لوگوں کی چہ میگوئیاں بھی سن آئے اور موجودہ صورت حال سے باقی ساتھیوں کو بھی مطلع کرتا رہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اللہ سے دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ ہمیں اس معاملے میں ثابت قدم رکھ اور ہم پر اپنی رحمت فرما اور ہماری صحیح رہ نمائی کے سامان بھی مہیا فرما۔ نوجوان اللہ سے دعا کرتے ہوئے غار میں داخل ہوئے اور آرام کرنے کی خاطر وہاں لیٹ گئے تو اللہ نے ان پر ایک طویل مدت کے لیے نیند طاری کر دی اور ان کے کانوں پر یوں تھپکی دی جیسے ماں لوری دیتی ہے چناں چہ وہ برس ہا برس تک اسی طرح پڑے سوئے رہے اور یہ ان کی دعا کی قبولیت کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے انھیں طویل مدت تک سلا کر حکومت کے ظلم و تشدد سے انھیں نجات دلائی۔

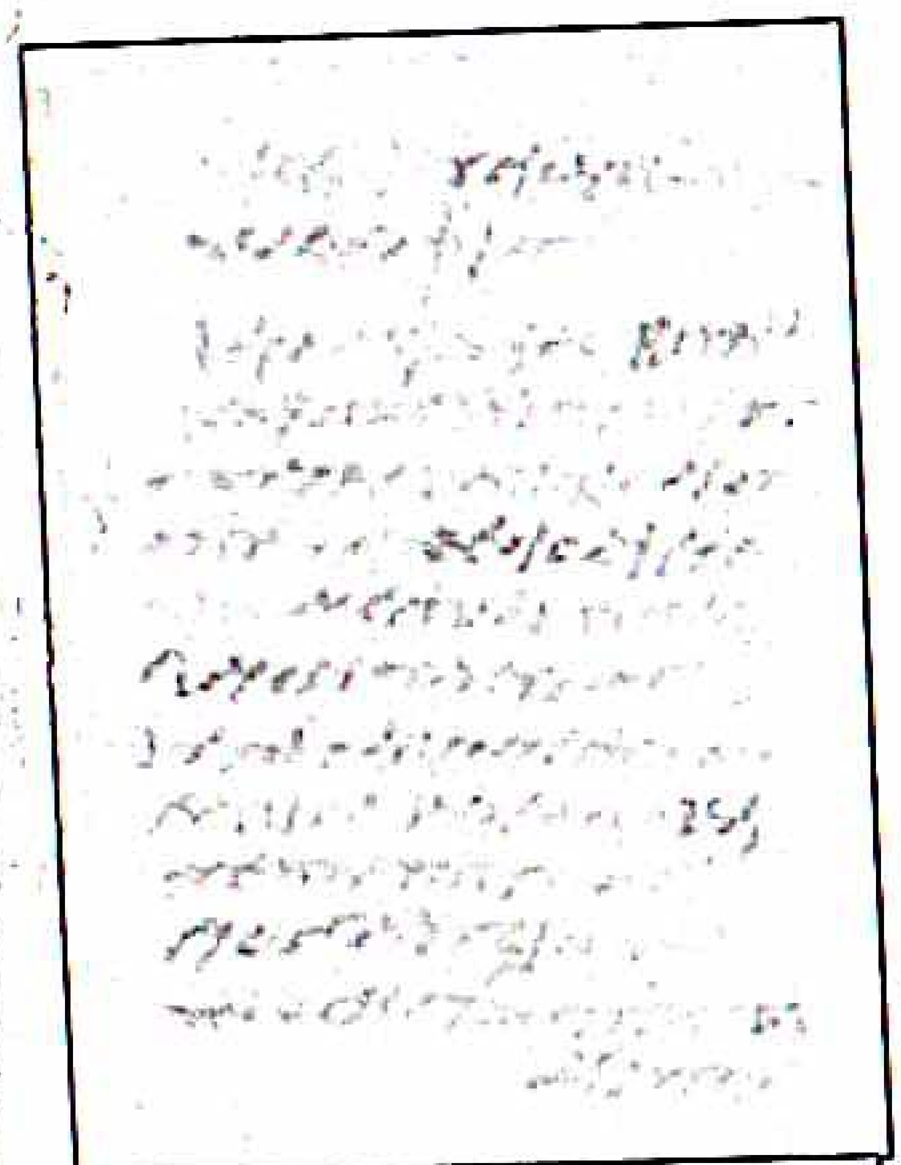

دقیانوس کے ۳ جنوری ۲۵۰ء جاری کردہ فتوے یا حکم نامے کا عکس جس کے تحت یہودیوں کے علاوہ جو بھی بت کے آگے سجدہ کر کے مجسٹریٹ سے سرٹی فی کٹ حاصل نہ کرے گا اس کو موت کی سزا دی جائے گی۔

اگرچہ یہ نوجوان اہلِ ایمان سو رہے تھے تاہم اللہ نے اُن کی آنکھیں کھلی رکھی تھیں جس سے دیکھنے والے کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ وہ جاگ رہے ہیں سوئے ہوئے نہیں ہیں پھر غار کے دہانے پر ان کا محافظ کتا بھی ایسے بیٹھے سو رہا تھا جیسے جاگنے کی حالت میں بیٹھا ہو۔ اس کی آنکھیں بھی کھلی تھیں اور ادھر سے کسی کا گزر ہوتا تو اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غار کے اندر کچھ بارعب و ہیبت لوگ موجود ہیں اور یہ کتا ان کی رکھوالی کر رہا ہے، اللہ نے اپنے ارادے اور قدرت سے ایک پر ہیبت ماحول بنا دیا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ یہ ایسا وحشت ناک منظر اور تصور تھا کہ وہاں کوئی نزدیک پھٹک جاتا تو لمحہ بھر

Marfat.com

ٹھہرنے کی جرأت بھی نہ کر پاتا۔ نیند کے اس طویل عرصہ کے دوران ان کی کیفیت بالکل ویسی ہی تھی جیسے ایک عام حالت میں سونے والے کی ہوتی ہے اور وہ حسب ضرورت اور بہ تقاضائے جسم نیند کی حالت میں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں اپنی کروٹ بدلتا رہتا ہے۔

اسی حالت میں سوئے ہوئے انھیں کم و بیش تین صدیاں گزر گئیں پھر جب اللہ نے چاہا انھیں بے دار کر دیا۔ جاگنے کے بعد ان کا آپس میں پہلا سوال یہ تھا کہ ہم کو اس حالت میں سوئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہو گا؟ اس مدت کے تعین میں ان میں اختلاف واقع ہو گیا اس لیے کہ ان کے پاس یہ مدت معلوم کرنے یا اس کا تعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا سوائے اِس کے کہ وہ دھوپ سے وقت کے متعلق کچھ اندازہ کر سکیں۔ لہٰذا کسی نے کہا کہ ہم ایک دن رات یا اس سے بھی زیادہ سوئے رہے ہیں اور کسی نے کہا اتنا کب سوئے ہیں بس کوئی چند گھنٹے ہی سوئے ہوں گے۔

دو صدیوں بعد ۴۴۶ء میں جب یہ جاگے تو دقیانوس مر کھپ چکا تھا، سلطنتِ روما نے توحید (عیسائیت) کو سرکاری مذہب کے طور پر قبول کر لیا تھا اور قیصر تھیوڈوسیس (Theodosius) ثانی کا دور تھا۔ جاگنے پر آپس میں انھوں نے کہا کہ اب کوئی شہر جائے اور کھانا لائے اور جو شخص بھی شہر جائے وہ ذرا احتیاط کرے ورنہ ممکن ہے کہ لوگوں کو ہمارا پتا چل گیا تو وہ ہمارے لیے کوئی نئی مصیبت کھڑی کر دیں گے اور پہلے کی طرح ہمیں بت پرستی پر مجبور کریں گے۔

جب اُس وقت کے ان مسلمانوں میں سے کھانا لانے کے لیے ایک جوان شہر پہنچا تو وہاں دنیا ہی بدل چکی تھی۔ لوگوں کے تہذیب و تمدن، لباس، وضع قطع اور زبان میں نمایاں فرق واقع ہو چکا تھا جب لوگوں نے اُسے دیکھا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن وہ ان سے گریز کرتا رہا پھر جب اُس نے کھانا خریدنے کے وقت کئی صدیوں پہلے کا سکہ پیش کیا تو دکان دار کو شبہ ہوا کہ شاید اس شخص کو پرانے زمانے کا کوئی دفینہ مل گیا ہے چنانچہ اسی شک و شبہ کی بنا پر لوگوں نے اسے پکڑ کر حکام بالا کے سامنے پیش کر دیا اور جب اس نوجوان نے بھی اپنا بیان دیا تو یہ معاملہ کھلا کہ یہ تو وہی پیروان مسیح ہیں جو کئی صدیاں پیشتر

Marfat.com

روپوش ہوگئے تھے اور جن کا سراغ نہیں ملا تھا اور ان کے بارے میں نسل در نسل بس کہانیاں ہی کہانیاں چلی آرہی تھیں۔

یہ خبر آناً فاناً ساری عیسائی آبادی میں پھیل گئی، چھپتے وقت وہ اس وقت کے معاشرہ اور حکومت کے مجرم تھے لیکن اس وقت وہ سب کی نظروں میں اپنے ایمان پر ثابت قدم رہنے والے محترم اہلِ ایمان تھے۔ کھانا لانے والا بھی واپس غار میں چلا گیا۔ وہ پھر پہلے کی طرح لیٹ گئے اور وہیں ان کی روح پرواز کر گئی، بدعات پسند لوگوں (۴۴۶ء) نے اس غار کے پاس ایک مسجد یا عبادت خانہ[15] یادگار کے طور پر بنا دیا۔ اس واقعے کا مقصد جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں ایمان بالآخرت مستحکم ہو جائے۔ [اس واقعے کی کچھ معلومات پروفیسر عقیل کی کتاب علوم القرآن سے اخذ کی گئی ہیں، www.islamic-studies.info]

بیس ہزار اہلِ ایمان کا آگ میں جلایا جانا (واقعہ اصحاب الاخدود، ۵۲۳ء)

چوتھی صدی کے اختتام (۳۷۰ء) پر عیسائی مشنریز یمن (جس کا پرانا نام حمیر ہے) میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ اسی دور میں ایک زاہد و مجاہد عیسائی مبلغ فیمیون (Paymiyun) نامی نجران پہنچا اور اس نے وہاں کے لوگوں کو بت پرستی کی برائی سمجھائی اور اس کی تبلیغ سے اہل نجران عیسائی ہو گئے۔ ان لوگوں کا نظام تین سردار چلاتے تھے۔ ایک سید، جو قبائلی شیوخ کی طرح بڑا سردار اور خارج معاملات، معاہدات اور فوجوں کی قیادت کا ذمہ دار تھا۔ دوسرا عاقب، جو داخلی معاملات کا نگراں تھا۔ اور تیسرا اسقف (بشپ) جو مذہبی پیشوا ہوتا تھا۔ جنوبی عرب میں نجران کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔

---

[15] مشرکانہ بدعات کے خوگر راہ گم کردہ اہلِ کتاب کی پہلے بھی یہی روش تھی اور آج کے مسلمانوں کی بھی ہے کہ مقبروں پر مساجد بنائیں اور پھر ایک اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر صاحبان قبر کو فریادرسی کے لیے پکارنے لگیں جب کہ اللہ کے رسول نے دمِ مرگ جو وصیت کی وہ یہی تھی کہ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ "اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ" يرويه الإمام مالك في الموطأ

Marfat.com

چھٹی صدی کے اوائل میں (یاد رہے کہ نبی ﷺ اسی چھٹی صدی میں ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے) یمن کا بادشاہ تبان اسعد ابو کرب ایک مرتبہ یثرب گیا جہاں یہودیوں سے متاثر ہو کر اس نے دین یہود قبول کر لیا اور بنی قریظہ کے دو یہودی عالموں کو اپنے ساتھ یمن لے گیا۔ وہاں اس نے بڑے پیمانے پر یہودیت کی اشاعت کی۔ اس کا بیٹا ذونواس اس کا جانشین ہوا اور اس نے نجران پر، جو جنوبی عرب میں عیسائیوں کا مرکز تھا، حملہ کیا تا کہ وہاں سے عیسائیت کا خاتمہ کر دے اور اس کے باشندوں کو یہودیت اختیار کرنے پر مجبور کرے۔ (ابن ہشام کہتا ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے اصل دین پر قائم تھے)۔

۵۲۳ء میں نجران پہنچ کر اس نے لوگوں کو دین یہود قبول کرنے کی دعوت دی مگر انھوں نے انکار کیا۔ اس پر اس نے بکثرت لوگوں کو آگ سے بھرے ہوئے گڑھوں میں پھینک کر جلوا دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا، یہاں تک کہ مجموعی طور پر ۲۰ ہزار آدمی مارے گئے۔ قرآن ان لوگوں کو اصحاب الاخدود[16] یعنی گڑھے والے کہتا ہے، 'گڑھے والے' وہ لوگ ہیں جنھوں نے بڑے بڑے گڑھوں میں آگ بھڑکا کر ایمان لانے والے لوگوں کو ان میں پھینکا۔

نجران کے لوگوں میں اب تک وہ جگہ معروف ہے جہاں اصحاب الاخدود کا واقعہ پیش آیا تھا ام خرق کے پاس ایک جگہ چٹانوں میں کھدی ہوئی کچھ تصویریں بھی پائی جاتی ہیں۔ اور کعبہ نجران جس جگہ واقع تھا

---

[16] قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؕ﴿۹﴾ (البروج)

ترجمہ: مارے گئے گڑھے والے، (اُس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی۔ جب کہ وہ اُس گڑھے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے اُسے دیکھ رہے تھے۔ اور اُن اہلِ ایمان سے اُن کی دشمنی اِس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اُس اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے، جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے، اور وہ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے

Marfat.com

اس کو بھی آج کل کے اہل نجران جانتے ہیں۔ حبشی عیسائیوں نے نجران پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں کعبہ کی شکل کی ایک عمارت بنائی تھی جس کو حرم قرار دیا تھا، اِسے وہ مکہ کے کعبہ کی جگہ مرکزی حیثیت دینا چاہتے تھے۔اس کے اساقفہ (مذہبی رہ نما اور علما) عمامے باندھتے تھے۔ رومی سلطنت بھی اس کعبہ کے لیے مالی اعانت بھیجتی تھی۔اسی کعبہ نجران کے پادری اپنے سید اور عاقب اور اسقف کی قیادت میں مناظرے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور مباہلہ کا وہ مشہور واقعہ پیش آیا تھا جس کا ذکر سورہ آل عمران آیت ۶۱ میں آیا ہے[۱۷]۔

ابرہہ کی کعبہ پر چڑھائی اور ہزیمت (اوائل ۵۷۱ء)

۵۲۳ء: نجران میں یمن کے یہودی فرمانروا 'ذونواس' نے مسلمانوں پر جو ظلم کیا تھا اس کا بدلہ لینے کے لیے حبش کی مسلمان سلطنت نے ۵۲۵ء میں یمن پر حملہ کر کے حمیری حکومت کا خاتمہ کر دیا تھا اور اس پورے علاقے پر حبشی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ یہ ساری کارروائی رومی سلطنت اور حبش کی حکومت کے باہم تعاون سے ہوئی تھی، ہوا یوں کہ اہل نجران میں سے ایک شخص دوس ذوالثعلبان بھاگ نکلا اور اُس نے قیصر روم کے پاس جا کر اس ظلم کی شکایت کی۔ قیصر نے حبش کے بادشاہ نجاشی کو بحری بیڑہ فراہم کیا اور آخر کار حبش کی ۷۰ ہزار فوج ارباط نامی ایک جنرل کی قیادت میں ۵۲۵ء میں یمن پر حملہ آور ہوئی، ذوانوس مارا گیا، یہودی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یمن حبش کی عیسائی سلطنت کا ایک حصہ بن گیا۔ فوج میں شامل ایک آفیسر 'ابرہہ' اور ارباط باہم لڑ پڑے، ابرہہ نے ارباط کو قتل کر دیا اور خود ملک پر قابض ہو گیا اور پھر اس نے شاہ حبش کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اُسی کو یمن پر اپنا نائب

---

[۱۷] فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ ترجمہ: اے محمدؐ! اُن سے کہو کہ "آؤ ہم اور تم خود بھی آجائیں اور اپنے اپنے بال بچوں کو بھی لے آئیں اور خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو"

Marfat.com

مقرر کرے۔ یہ شخص رفتہ رفتہ یمن کا خود مختار بادشاہ بن گیا، مگر برائے نام اس نے شاہ حبش کی بالادستی تسلیم کر رکھی تھی۔

۵۴۳ء میں وہ سد مارب کی مرمت سے فارغ ہوا تو اس نے ایک عظیم الشان جشن منایا جس میں قیصر روم، شاہ ایران، شاہ حیرہ اور شاہ غسان کے سفرا شریک ہوئے۔ یمن میں پوری طرح اپنا اقتدار مضبوط کر لینے کے بعد ابرہہ نے اس مقصد کے لیے کام شروع کر دیا جو اس مہم کی ابتدا سے رومی سلطنت اور اس کے حلیف حبشی عیسائیوں کے پیش نظر تھا، یعنی ایک طرف عرب میں عیسائیت پھیلانا اور دوسری طرف اس تجارت پر قبضہ کرنا جو بلادِ مشرق اور رومی مقبوضات کے درمیان عربوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ یہ ضرورت اس بنا پر اور بڑھ گئی تھی کہ ایران کے ساتھ روم کی کش مکشِ اقتدار نے بلادِ مشرق سے رومی تجارت کے دوسرے تمام راستے بند کر دیے تھے۔ ابرہہ نے اس مقصد کے لیے یمن کے دارالسلطنت صنعا میں ایک عظیم الشان کلیسا تعمیر کرایا۔ اس کام کی تکمیل کے بعد اس نے شاہ حبش کو لکھا کہ میں عربوں کا حج کعبہ سے کلیسا کی طرف موڑے بغیر نہ رہوں گا۔ اس نے یمن میں علی الاعلان اپنے اس ارادے کا اظہار کیا اور اس کی منادی کرادی۔ ابرہہ کا یہ اعلان سخت اشتعال انگیز تھا، اس کے اس اعلان پر غضب ناک ہو کر ایک عرب نے کسی نہ کسی طرح کلیسا کے اندر جا کر رفع حاجت کر ڈالی[۱۸]۔

۵۷۰ء: جب ابرہہ کے پاس یہ خبر پہنچی تو اس نے قسم کھائی کہ میں جب تک کعبے کو ڈھا نہ دوں چین سے نہ بیٹھوں گا اس کے بعد وہ اواخر ۵۷۰ء میں ساٹھ ہزار فوجی اور تیرہ ہاتھی لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں پہلے یمن کے ایک سردار ذو نفر نے عربوں کا ایک لشکر جمع کر کے اس کی مزاحمت کی، مگر وہ شکست کھا کر گرفتار ہو گیا۔ پھر خثعم کے علاقے میں ایک عرب سردار نفیل بن حبیب خثعمی اپنے قبیلے کو لے

---

[۱۸] سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ صاحبِ تفہیم القرآن لکھتے ہیں کہ "یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ ابرہہ نے خود اپنے کسی آدمی سے خفیہ طور پر ایسی کوئی حرکت کرائی ہو تاکہ اسے مکہ پر چڑھائی کرنے کا بہانہ مل جائے اور اس طرح وہ قریش کو تباہ اور تمام اہل عرب کو مرعوب کر کے اپنے دونوں مقاصد حاصل کر لے"۔

Marfat.com

کر مقابلے پر آیا، مگر وہ بھی شکست کھا کر گرفتار ہو گیا اور اس نے اپنی جان بچانے کے لیے بدرقہ کی خدمت انجام دینا قبول کر لیا۔ طائف کے قریب پہنچا تو بنی ثقیف کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ ان کے معبودلات کا مندر بھی تباہ نہ کر دے۔ چنانچہ ان کا سردار مسعود ایک وفد لے کر ابرہہ سے ملا اور اس نے کہا کہ ہمارا بت کدہ وہ معبد نہیں ہے جسے آپ ڈھانے آئے ہیں، وہ تو مکہ میں ہے، اس لیے آپ ہمارے معبد کو چھوڑ دیں، ہم مکہ کا راستہ بتانے کے لیے آپ کو بدرقہ فراہم کیے دیتے ہیں۔ ابرہہ نے یہ بات قبول کر لی اور بنی ثقیف نے ابورغال نامی ایک آدمی کو اس کے ساتھ کر دیا۔ جب مکہ تین کوس رہ گیا تو المغمس نامی مقام پر پہنچ کر ابورغال مر گیا اور عرب مدتوں تک اس کی قبر پر سنگ باری کرتے رہے۔ بنی ثقیف کو بھی وہ برس ہا برس تک طعنے دیتے رہے کہ انھوں نے لات کے مندر کو بچانے کے لیے بیت اللہ پر حملہ کرنے والوں سے تعاون کیا۔ ابرہہ نے اپنے مقدمۃ الجیش کو آگے بڑھایا اور قریش کے بہت سے مویشی لوٹ کر لے گیا جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے بھی دو سو اونٹ تھے۔

اس کے بعد اس نے اپنے ایک ایلچی کو مکہ بھیجا اور اس کے ذریعے اہل مکہ کو پیغام دیا کہ میں تم سے لڑنے نہیں آیا ہوں بلکہ اس گھر (کعبہ) کو ڈھانے آیا ہوں۔ اگر تم نہ لڑو تو میں تمھاری جان و مال سے کوئی تعرض نہ کروں گا۔ نیز اس نے اپنے ایلچی کو ہدایت کی کہ اہل مکہ اگر بات کرنا چاہیں تو ان کے سردار کو میرے پاس لے آنا۔ مکے کے سب سے بڑے سردار اس وقت عبد المطلب تھے۔ ایلچی نے ان سے مل کر ابرہہ کا پیغام پہنچایا۔ انھوں نے کہا کہ ہم میں ابرہہ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ یہ اللہ کا گھر ہے، وہ چاہے گا تو اپنے گھر کو بچا لے گا۔ ایلچی نے کہا کہ آپ میرے ساتھ ابرہہ کے پاس چلیں۔ وہ اس پر راضی ہو گئے اور اس کے ساتھ چلے گئے۔ وہ اس قدر وجیہہ اور شان دار شخص تھے کہ ان کو دیکھ کر ابرہہ بہت متاثر ہوا اور اپنے تخت سے اتر کر ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پھر پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے جو اونٹ پکڑ لیے گئے ہیں وہ مجھے واپس دے دیے جائیں۔ ابرہہ نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر تو میں بہت متاثر ہوا تھا، مگر آپ کی اس بات نے آپ کو میری نظر سے گرا دیا کہ آپ اپنے

Marfat.com

اونٹوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اور یہ گھر جو آپ کا اور آپ کے دین آبائی کا مرجع ہے۔اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے۔انھوں نے کہا میں تو صرف اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اور انھی کے بارے میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں۔رہا یہ گھر، تو اس کا ایک رب ہے، وہ اس کی حفاظت خود کرے گا۔ابرہہ نے جواب دیا وہ اس کو مجھ سے نہ بچا سکے گا۔عبدالمطلب نے کہا آپ جانیں اور وہ جانے۔یہ کہہ کر وہ ابرہہ کے پاس سے اٹھ آئے اور اس نے ان کے اونٹ واپس کر دیے۔[19]

ابرہہ کی لشکر گاہ سے واپس آکر عبدالمطلب نے قریش سے کہا کہ اپنے بال بچوں کو لے کر پہاڑوں میں چلے جائیں تاکہ ان کا قتل عام نہ ہو جائے۔پھر وہ اور قریش کے چند سردار حرم میں حاضر ہوئے اور کعبے کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ وہ اپنے گھر اور اس کے خادموں کی حفاظت فرمائے۔اس وقت خانۂ کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے۔مگر یہ لوگ اس نازک گھڑی میں اُن سب کو بھول گئے اور انھوں نے صرف اللہ کے آگے دستِ سوال پھیلایا۔"اے میرے رب! تیرے سوا میں اُن کے مقابلے میں کسی سے امید نہیں رکھتا۔اے میرے! رب ان سے اپنے حرم کی حفاظت کر اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے۔اپنے گھر کو تباہ کرنے سے ان کو روک" یہ دعائیں مانگ کر عبدالمطلب اور ان کے ساتھی بھی

---

[19] عبدالمطلب کا یہ جواب اُن کی بزدلی یا کم زوری کا اظہار نہیں تھا، اگر انہیں اپنی بہادری پر اعتماد کر کے اپنے پانچ ہزار سے کم اہلِ مکہ کے ساتھ ابرہہ کی ۶۰ ہزار لوہے میں غرق فوج کا مقابلہ کرنا ہوتا تو وہ کسی تدبیر سے گوریلا وار کا انداز اختیار کرتے نہ کہ ۶۰ ہزار کے روبرو آکر جنگی چالوں کی زبان میں خودکشی کی نادانی! دراصل اُن کا اپنے اور کعبے کے رب پر ایمان بہت زیادہ مضبوط تھا، اتنا مضبوط کہ وہ سر کی آنکھوں سے ابرہہ کو اللہ کے ہاتھوں رسوا ہوتا دیکھ رہے تھے لہٰذا انہیں اُن کے ایمان و علم نے کعبہ کے بارے میں مطمئن اور بے پرواہ کر دیا تھا جب کہ اونٹوں کا معاملہ یہ نہیں تھا۔اگر اپنے رب کی جانب سے حفاظتِ کعبہ کے یقین اور بہادری کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز نہ ہوتے تو اپنے دشمن کے سامنے کیوں آتے اور کیوں اس جرات و بہادری کے ساتھ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے بتاتے کہ اُس گھر کا مالک کوئی اور ہے جو اُس کی حفاظت کر لے گا [بے وقوف نہ بن واپس جا] اس بات کو کہنے کا یہ ایک حکیمانہ اسلوب تھا کہ اونٹوں کی تمثیل سے بتائیں کہ ہر مالک اپنی چیز کی فکر کرتا ہے، وگرنہ اللہ کی جانب سے زم زم کے کنویں کی اطلاع پانے والے اس سردارِ عرب کے لیے دو سو اونٹ کیا حقیقت رکھتے تھے جو ابھی کچھ ہی عرصہ قبل اپنے بیٹے عبداللہ کے لیے ۱۰۰ اونٹ قربان کر کے سارے اہلِ مکہ پر تقسیم کر چکا تھا [مصنف]

Marfat.com

پہاڑوں میں چلے گئے

فروری/مارچ ۵۷۱ء: دوسرے روز ابرہہ مکے میں داخل ہونے کے لیے آگے بڑھا، مگر اس کا خاص ہاتھی محمود، جو آگے آگے تھا، یکایک بیٹھ گیا۔ اس کو بہت تیر مارے گئے، آنکسوں سے کچوکے دیے گئے، یہاں تک کہ اسے زخمی کر دیا گیا، مگر وہ نہ ہلا، اسے جنوب، شمال، مشرق کی طرف موڑ کر چلانے کی کوشش کی جاتی تو وہ دوڑنے لگتا، مگر مکے کی طرف موڑا جاتا تو وہ فوراً بیٹھ جاتا اور کسی طرح آگے بڑھنے کے لیے تیار نہ ہوتا تھا۔ اتنے میں پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ اپنی چونچوں اور پنجوں میں سنگ ریزے لیے ہوئے آئے اور لشکر پر اُن کی بارش کر دی۔ جس پر بھی یہ کنکر گرتے اس کا جسم گلنا شروع ہو جاتا۔ یہ چیچک کی مانند بدرجہا ہول ناک، تکلیف دہ اور فانی مرض تھا اور بلادِ عرب میں سب سے پہلے چیچک اسی برس دیکھی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس پر کوئی کنکری گرتی اسے سخت کھجلی لاحق ہو جاتی اور کھجاتے ہی اس کی جلد پھٹتی اور گوشت جھڑنا شروع ہو جاتا۔ خود ابرہہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر رہا تھا اور جہاں سے کوئی ٹکڑا گرتا وہاں سے پیپ اور لہو بہنے لگتا۔ افراتفری میں ان لوگوں نے یمن کی طرف بھاگنا شروع کیا۔ نفیل بن حبیب خثعمی کو، جسے یہ لوگ بدرقہ بنا کر بلادِ خثعم سے پکڑ لائے تھے، تلاش کر کے انھوں نے کہا کہ واپسی کا راستہ بتائے۔ مگر اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا

این المفر و اللہ الطالب — والاشرم المغلوب لیس الغالب

اب بھاگنے کی جگہ کہاں ہے جب کہ اللہ تعاقب کر رہا ہو اور نکٹا (ابرہہ) مغلوب ہے، غالب نہیں ہے

اس بھگدڑ میں جگہ جگہ یہ لوگ گر گر کر مرتے رہے۔ تین چار برس کے اندر یمن سے حبشی اقتدار ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ اصحاب الفیل کا واقعہ محرم میں پیش آیا تھا اور نبی ﷺ کی ولادت واقعۂ فیل کے ۵۰ دن بعد ہوئی۔ نبی ﷺ اہلِ مکہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر اُس کی حاکمیت اور قدرت کی دلیل کے طور پر اس واقعے کو پیش کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے نبوت کے پہلے برس ہی میں سورۃ الفیل نازل فرمائی جس میں اس واقعے سے استدلال کیا ہے۔ [واقعہ فیل تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے]

Marfat.com

آتش پرست فارس (ساسانی) اور اللہ کی پرستار سلطنتِ روما

۵۶۳ء: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے ۸ برس پہلے کا واقعہ ہے کہ قیصر روم ماریس (Maurice) کے خلاف بغاوت ہوئی اور ایک شخص فوکاس (Phocas) تخت سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اس واقعہ سے ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو روم پر حملہ آور ہونے کے لیے بہانہ مل گیا۔ قیصر ماریس اس کا محسن تھا۔ اسی کی مدد سے پرویز کو ایران کا تخت نصیب ہوا تھا۔ اس بنا پر اس نے اعلان کیا کہ میں غاصب فوکاس سے اس ظلم کا بدلہ لوں گا۔ ۶۰۳ء میں اس نے سلطنت روم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا اور چند برس کے اندر وہ فوکاس کی فوجوں کو پے در پے شکست دیتا ہوا ایک طرف ایشیائے کوچک میں ایڈیسا (وجودہ اُورفا) تک اور دوسری طرف شام میں حلب اور انطاکیہ تک پہنچ گیا۔ روم کے اعیان سلطنت یہ دیکھ کر کہ فوکاس ملک کو نہیں بچا سکتا، افریقہ کے گورنر سے مدد کے طالب ہوئے۔ اس نے اپنے بیٹے ہرقل (Heracllus) کو ایک طاقت ور بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ بھیج دیا۔ اس کے پہنچتے ہی فوکاس معزول کر دیا گیا، اس کی جگہ ہرقل قیصر بنایا گیا یہ ۶۱۰ء کا واقعہ ہے، اور وہی سال ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت پر سرفراز ہوئے۔

۶۱۳ء: خسرو پرویز نے اب اس جنگ کو مجوسیت اور مسیحیت کی مذہبی جنگ کا رنگ دے دیا۔ ہرقل آکر اس سیلاب کو نہ روک سکا۔ تخت نشین ہوتے ہی پہلی اطلاع جو اسے مشرق سے ملی وہ انطاکیہ پر ایرانی قبضے کی تھی۔ اس کے بعد ۶۱۳ء میں دمشق فتح ہوا۔ پھر ۶۱۴ء میں بیت المقدس پر قبضہ کر کے ایرانیوں نے مسیحی دنیا پر قیامت ڈھادی۔ ۹۰ ہزار عیسائی اس شہر میں قتل کیے گئے۔ ان کا سب سے زیادہ مقدس کلیسا، کینستہ القیامہ (Sepulchre Holy) برباد کر دیا گیا۔ اصلی صلیب، جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ اسی پر مسیح نے جان دی تھی، مجوسیوں نے چھین کر مدائن پہنچادی۔ لاٹ پادری زکریاہ کو بھی پکڑ لے گئے اور شہر کے تمام بڑے بڑے گرجوں کو انھوں نے مسمار کر دیا۔

Marfat.com

۶۱۵ء: اس فتح کے بعد ایک برس کے اندر اندر ایرانی فوجیں سلطنتِ روما کے زیرِ نگیں علاقہ جات اردن، فلسطین اور جزیرہ نمائے سینا کے پورے علاقے پر قابض ہو کر حدود مصر تک پہنچ گئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ معظمہ میں ایک اور اس سے بدرجہا زیادہ تاریخی اہمیت رکھنے والی جنگ برپا تھی۔ یہاں توحید کے علم بردار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہ نمائی میں، اور شرک کے پیرو کار سرداران قریش کی قیادت میں ایک دوسرے سے ایک نظریاتی جنگ میں برسرپیکار تھے، اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ۶۱۵ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گھر بار چھوڑ کر حبش کی عیسائی سلطنت میں (جو روم کی حلیف تھی) پناہ لینی پڑی۔ اس وقت سلطنت روم پر ایران کے غلبے کا چرچا ہر زبان پر تھا۔ مکے کے مشرکین اس پر بغلیں بجا رہے تھے اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ دیکھو ایران کے آتش پرست فتح پا رہے ہیں اور وحی اور رسالت کو ماننے والے عیسائی شکست پر شکست کھاتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ہم عرب کے بت پرست بھی تمھیں اور تمھارے دین کو مٹا کر رکھ دیں گے۔ [تفصیلی حوالہ جات ایک ساتھ نبی ﷺ کی مکی دعوت کے اختتام پر دینے کا ارادہ ہے، تاہم یہ بتانا ضروری ہے کہ اس باب کے واقعات کے لیے تفہیم القرآن، الرحیق المختوم کے علاوہ انسائیکلو پیڈیاز کے مستند آرٹیکلز سے استفادہ کیا گیا ہے]

Marfat.com

باب سوم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان، پیدایش، بچپن، جوانی، تجارت اور شادی

Marfat.com

۴۸ | روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت، تسنیم احمد، مکتبہ دعوۃ الحق- کراچی، ۲۰۱۵ء

Marfat.com

باب سوم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاندان، پیدائش، بچپن، جوانی، تجارت اور شادی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب وخاندان : ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں خانہ کعبہ کی حفاظت اور آبادکاری سپرد کی تھی۔ آپ کی اولاد حجاز کے طول وعرض میں خوب پھلی پھولی، جس وقت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں یحییٰ اور ذکریا علیہما السلام فلسطین میں موجود تھے اسی زمانے کے آس پاس اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں 'عدنان' نامی ایک شخصیت مکہ میں خانہ کعبہ کی حفاظت وآبادکاری کی ذمہ دار اور دینِ ابراہیمی کی پیروکار تھی (باقی اولاد حجاز میں منتشر تھی)، اگرچہ کہ امتدادِ زمانہ نے اُس دین میں شرک، بدعات اور رسومات کا اضافہ کرکے اصل دین کی شکل بگاڑ دی تھی اور آخرت، حساب وکتاب کو بالکل فراموش کرا دیا تھا مگر وہ تصورِ الٰہ، اپنے آبا ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی تاریخ کا ادراک رکھتے تھے۔ طواف، حج، تلبیہ، سعی، رمی جمار، قربانی سب باقی تھیں اور اسی طرح وہ معروفات اور منکرات کو جاننے والے اس زمین کے اوپر بسنے والے انسانوں میں سب سے بڑھ کر عالی ظرف اور اعلیٰ انسانی اوصاف کے حامل لوگ تھے۔ تاریخ نگاروں اور شعرانے جو اِن لوگوں کے وحشی اور ظالم ہونے کا نقشہ کھینچا ہے وہ قطعاً نامناسب اور غلط ہے، یہ چنیدہ (selected) انسانی اجتماع تھا جو آنے والے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے استقبال اور اُس پر ایمان لانے کے لیے اللہ نے تیّار کیا تھا اور ہر لحاظ سے اُس ذاتِ گرامیؐ کے شایانِ شان تھا۔

عدنان کی اولاد بھی خوب پھلی پھولی بے شمار خاندان اور قبیلے وجود میں آئے جن میں عدنان کی اولاد میں قریش بہت سارے خاندانوں کا ایک مجموعہ تھی جن کو قصی نے مجتمع کیا اسی لیے اُس کا نام قریش (جمع کرنے والا) پڑ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عدنان کی سترہویں (۱۷ویں) پشت میں پیدا ہوئے، عدنان کے بیٹے معد، اُن کے بیٹے مضر اور اس طرح ہوتے ہوتے ۱۲ویں نمبر پر قصی اور ۱۴ویں نمبر پر ہاشم اور پھر ۱۷ویں نمبر پر آپ نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

۱۷	محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۶	عبداللہ
۱۵	عبدالمطلب (شیبہ)
۱۴	ہاشم (عمرو)
۱۳	عبدالمناف (مغیرہ)
۱۲	قصی (زید)
۱۱	کلاب
۱۰	مرۃ
۹	کعب
۸	نظر (قیس)
۷	کنانہ
۶	خزیمہ
۵	مدرکہ (عامر)
۴	الیاس
۳	مضر
۲	معد
۱	عدنان

کو سامنے دیے گئے جدول میں دیکھ سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدول کو الٹا لکھا گیا ہے تاکہ آپ کا نامِ نامی سب سے اوپر آئے وگرنہ جدِّاعلیٰ تو عدنان ہیں جو پہلے نمبر پر ہیں مگر سب سے نیچے نظر آرہے ہیں۔ مورخین اور ماہرینِ انساب نے آپ کا سلسلہ سیّدنا ابراہیم اور آدم علیھما السلام تک پہنچایا ہے مگر ابراہیم علیہ السلام تک نسب کے سلسلے میں بیسیوں کڑیاں اور آدم علیہ السلام تک بات پہنچانے میں تو سیکڑوں کڑیاں گم یا ناپید (missing) محسوس ہوتی ہیں اور تمام سلسلے بے سند، ٹوٹے ہوئے (broken chains) ناقابلِ اعتبار اور بے فائدہ ہیں، سوائے اس محنت اور لگن کے اظہار کے جو ہمارے مورخین اس معاملے میں کرتے رہے ہیں۔

عدنان تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ اس طرح لکھا جاسکتا ہے:

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدالمناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن نظر (قیس) بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان، یہی شجرہ اوپر جدول کی شکل میں دیا گیا ہے۔

اب ضروری ہے کہ کچھ معلومات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد، دادا اور پردادا کے بارے میں بہم پہنچائی جائیں کہ ان معلومات سے مکہ کے معاشرتی اسٹرکچر کو سمجھنے میں مدد ملے گی جس کے ذریعے ہم اُس معاشرے میں جس میں قرآن اُترا، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دینِ ابراہیمی کو زندہ کیا اور دینِ اسلام کا آخری ایڈیشن نسلِ انسانی کو قریش کے ذریعے رہتی دنیا تک کے لیے چھوڑا۔ اِس طور تحقیق و مطالعہ سے ہم آپ کے اقدامات (initiatives) کے ردِّ عمل کا سماجی اور نفسیاتی تجزیہ کر سکیں گے کہ آج دین کے احیاء کی آرزو رکھنے والوں کے لیے یہ ایک ضروری ادراک ہے۔ کہنا یہ ہے کہ یہ ساری خامہ

Marfat.com

فرسائی محض برکت اور تاریخ کے ذوق کی تکمیل کے لیے نہیں بلکہ ایک مقصد کے لیے ہے۔وہی مقصد جو نبی ﷺ کی بعثت کا تھا یعنی غلبہ دین یا اعلائے کلمۃ اللہ۔

ہاشم (جدِّ اعلیٰ قبیلہ بنو ہاشم): ہاشم بڑے عزت اور مال والے، بہت زیرک اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے جنھوں نے مکے میں قحط کے زمانے میں حاجیوں کو شوربہ روٹی چور کر کھلانے کا اہتمام کیا۔ روٹی توڑ کر شوربے میں ڈبو کر کھلانے کی وجہ سے ان کو ہاشم کہا جانے لگا کیوں کہ ہاشم کے معنی ہیں توڑنے والا،ان کا اصل نام عمرو تھا۔بزنس منجمنٹ کے ماہر تھے انھوں نے قریش کے لیے گرمی اور جاڑے کے دو سالانہ تجارتی سفروں کی بنیاد رکھی جو قریش کی خوش حالی کا ذریعہ بن گئی جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القریش میں کیا ہے۔یہ تجارت کے لیے ملک شام تشریف لے گئے۔راستے میں مدینہ پہنچے تو وہاں قبیلہ بنی نجار کی ایک خاتون سلمیٰ بنت عمرو اُنھیں بہت پسند آئیں جو بہت حسن و کردار، ناز و ادا اور خوبیوں کے ساتھ بااعتماد خاتون تھیں، انھوں نے سلمیٰ کو شادی کا پیغام دیا جو اس شرط پر منظور کرلیا گیا کہ سلمیٰ کو طلاق کا حق حاصل ہوگا۔اُن سے شادی کے بعد ہاشم کچھ دن وہیں ٹھہرے رہے پھر بیوی کو حالت حمل میں ہی چھوڑ کر ملک شام روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر فلسطین کے شہر غزہ میں انتقال کر گئے۔ادھر سلمیٰ کے بطن سے بیٹا ہوا یہ سنہ ۴۹۷ء کی بات ہے چوں کہ بچے کے سر کے بالوں میں سفیدی تھی اس لیے سلمیٰ نے اس کو پیار سے شیبہ (بوڑھا آدمی) کے نام سے پکارا اور اپنے شہر یثرب میں ہی اُس کی پرورش کرنے لگیں۔

عبدالمطّلب (شیبہ) نبی ﷺ کے دادا: جب ہاشم کے بھائی مطّلب کو اپنے بھتیجے کی یثرب میں موجودگی کا پتا چلا اُس وقت اُن کی عمر تقریباً گیارہ برس تھی تو وہ اُن کو لینے یثرب آئے، اُن کی والدہ اُنھیں بھیجنے پر ہرگز آمادہ نہ تھیں لیکن انھوں نے احساس دلایا کہ یہ اپنے باپ کی جگہ مکہ کا سردار اور اللہ کے حرم کا پاسبان بنے گا اس لیے اس کا جانا ضروری ہے چناں چہ اُن کی ماں سلمیٰ نے بیٹے شیبہ کی جدائی کو اس کے روشن مستقبل کے خیال سے قبول کرلیا۔جب یہ مکہ میں داخل ہوئے تو کوئی شیبہ کو

Marfat.com

جانتا نہ تھا اور لوگوں نے گمان کیا کہ مطّلِب کوئی غلام خرید کر لائے ہیں، اس خیال سے ان کو عبد المطّلب (مطّلب کا غلام) پکارنے لگے، ان کا نام شیبہ زبانوں پر نہ چڑھ سکا اور یہ عبد المطّلب کے نام ہی سے مشہور ہوگئے۔ شیبہ نے مطّلب کے پاس پرورش پائی۔ مطّلب کی وفات ہوگئی تو اُن کے مناصب عبد المطّلب کو حاصل ہوئے۔ عبد المطّلب نے اپنی قوم میں اس قدر شرف و اعزاز حاصل کیا کہ اُن کے آباواجداد میں کوئی اس مقام تک نہ پہنچ سکا تھا۔ قوم نے اُنھیں دل سے چاہا اور ان کی بڑی عزت و قدر کی۔ مطّلب کی وفات کے بعد نوفل نے عبد المطّلب کے صحن پر قبضہ کرلیا، قریش کے لوگوں نے آپس کے جھگڑوں میں نہ پڑنا چاہا تو عبد المطّلب نے یثرب میں اپنے ماموں ابو سعد بن عدی کو لکھا جس پر وہ ۸۰ سواروں کو لے کر آیا اور حطیم میں بیٹھے نوفل سے ہاتھ میں برہنہ تلوار لے کر کہا کہ بھانجے کی زمین واپس کرو ورنہ یہ تلوار تمھارے جسم میں پیوست کردوں گا، نوفل نے اُسی وقت زمین واپس کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ معمولی سا ہے لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ عبد المطّلب کی یثرب کی ننھیالی رشتہ داری کام آئی، یہی بات چلتے چلتے نبی ﷺ تک پہنچی اور اہل مدینہ نے جب آپؐ کی حفاظت کا وعدہ کیا اور آپؐ کو مدینہ بلایا تو اس میں ایک اپنائیت تھی کہ اللہ کا رسول اپنے دادا کی ننھیال جارہا ہے، کسی نامانوس جگہ نہیں جارہا ہے، ایک مرتبہ کم سنی میں دادا اور اپنی ماں کے ساتھ مدینے پہلے جاچکا تھا جس سفر کی واپسی میں ماں نے سفرِ آخرت اختیار کیا تھا! جب مکہ سے ہجرت کر کے آپ ﷺ مدینے پہنچے تو بنو نجار کی لڑکیوں نے جن گیتوں سے استقبال کیا اُن میں اِس ہی تعلق کا اظہار تھا۔

عبد المطّلب کے ماموں ابو سعد بن عدی اُن کے یہاں مہمان رہ کر اور عمرہ کر کے واپس یثرب چلے گئے مگر اس واقعے کے ردِّ عمل میں نوفل نے بنو شمس سے باہمی تعاون کا عہد وپیماں کر کے بنو ہاشم کے خلاف ایک محاذ قایم کیا۔ اس محاذ کے مقابلے میں بنو خزاعہ نے بنو ہاشم سے تعاون کا عہد وپیماں کرلیا۔ یہی پیمان تھا جو آگے چل کر اسلامی دور میں فتحِ مکہ کا سبب بنا۔ اس طرح زمین پر قبضے کا ایک معمولی واقعہ جو رسول اللہ ﷺ کی پیدایش سے بہت پہلے پیش آیا بعد میں آپ کے لیے ہجرت میں آسانی اور مکہ کو

Marfat.com

فتح کرنے کا سبب بن گیا[20]۔ اللہ عزیز و حکیم ہے، اُس نے اپنے رسول کو پوری مشیئت اور ضمانت کے ساتھ اس دنیا میں بھیجا تھا کہ وہ اس زمین پر اللہ کی حاکمیت کا ایک رول ماڈل بنا کر آئیں سو آپ سے اللہ نے یہ کام کروا کر دکھا دیا۔ اس کام کے لیے ربُّ العالمین نے سینکڑوں برس قبل سے زمین کو ہموار کرنا شروع کر دیا تھا جس کا اجمالی تذکرہ پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ ابتدائی مکی دور میں قرآن بھی اور خود نبی ﷺ بھی بار بار مستقبل قریب یعنی آپ کی زندگی ہی میں اظہارِ (غلبہ) دین کی اس ضمانت کا ذکر کرتے رہے جو اہلِ ایمان کی ڈھارس اور جماؤ کا سبب بنی۔

عبدالمطّلب کی زندگی میں ایسے دو اہم تاریخی واقعات پیش آئے کہ جنھوں نے آپ کے وقار اور عظمت کو چار چاند لگا دیے اور آپ غیر متنازعہ مکہ اور قریش کے لیڈر بن گئے، یہ دو واقعات ہیں:- ایک امتدادِ زمانہ سے زم زم کے بھر جانے والے کنویں کی بازیافت اور کھدائی کا واقعہ اور دوسرا ہاتھیوں والی ابرہہ کی فوج کا برباد ہو جانا اور کعبہ کا اُس کے شر سے محفوظ رہنا۔ ذیل میں ہم دونوں کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

زم زم کے بھر جانے والے کنویں کی بازیافت اور کھدائی: ایک مرتبہ عبدالمطّلب نے خواب میں دیکھا کہ اُنھیں زم زم کے کنویں کو کھود کر دوبارہ جاری کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور خواب ہی میں اُنھیں کنویں کی جگہ بھی بتائی گئی جو کسی کو معلوم نہ تھی، جاگنے پر انھوں نے اُسی مقام پر کھدائی شروع کر دی جہاں کا اشارہ اُنھیں ملا تھا۔ کھدائی سے پہلے کسی کو عبدالمطّلب کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا مگر جب زم زم کا کنواں نمودار ہو گیا تو قریش نے عبدالمطّلب سے جھگڑا شروع کیا اور مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی کھدائی میں شریک کر لو۔ عبدالمطّلب نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا، مجھے یہ کام اللہ نے سونپا ہے لیکن قریش جھگڑتے ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اُنھیں ایسی روشن نشانیاں دکھائیں کہ وہ سمجھ گئے کہ زم زم کا کام اللہ نے عبدالمطّلب کو ہی سونپا ہے۔ اس موقع پر

---

[20] جب ۱۰ ہجری کے واقعات اور تنزیلات زیرِ بحث آئیں گی تو ان دونوں محاذوں کی جنگ کی تفصیل اِن شاءاللہ سامنے آ سکے گی

Marfat.com

عبدالمطلب نے اپنے اردگرد کام میں مدد کرنے والے اور جھگڑے کے وقت بچاؤ کرنے والوں کی کمی کو بہت شدت سے محسوس کیا اور اللہ سے نذر مانی کہ اگر وہ اُنھیں دس بیٹے عطا کرے اور وہ سب کے سب اس عمر کو پہنچ جائیں کہ ان کا بچاؤ کر سکیں تو وہ ایک بیٹے کو کعبہ کے پاس قربان کر دیں گے۔

اللہ نے اُن کی دعا قبول کی، عبدالمطّلب کو اللہ نے دس بیٹے دیے: حارث، زبیر، ابو طالب، عبداللہ، حمزہ، ابو لہب، غیداق، مقوم، صفا اور عباس۔ ان کے علاوہ چھ بیٹیاں بھی: اُمِ حکیم (بیضا)، برہ، عاتکہ، صفیہ، اروی اور امیمہ۔ عبداللہ آپ ﷺ کے والد اور باقی نو بھائی آپ کے چچا، اسی طرح چھ پھوپھیاں۔

بیٹے کی قربانی کا معاملہ ہم ذرا آگے بیان کریں گے۔ زم زم کے کنویں کی کھدائی جاری رہی اور رفتہ رفتہ وہ تمام چیزیں برآمد ہوگئیں جو بنو جرہم نے مکہ چھوڑتے وقت کنویں میں دفن کر دی تھیں۔ یعنی تلواریں، زرہیں اور سونے کے دو ہرن۔ عبدالمطّلب نے تلواروں سے کعبہ کا دروازہ ڈھالا، سونے کے دو ہرن بھی دروازے ہی میں لگا دیے اور حاجیوں کو زم زم پلانے کا انتظام کر دیا۔

ہاتھیوں والی ابرہہ کی فوج کا برباد ہو جانا اور کعبہ کا اُس کے شر سے محفوظ رہنا: یہ واقعہ مناسب تفصیل سے ہم پچھلے باب میں بیان کر چکے ہیں جہاں اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں صرف اتنی بات جاننے کی ہے کہ چوں کہ اس آفت کے موقع پر صبر و سکون سے عبدالمطّلب ہی اہلِ مکہ کی سربراہی کر رہے تھے انھوں نے ہی ابرہہ سے تاریخی مکالمہ کیا اور اُن ہی کی قیادت میں سردارانِ قریش نے کعبے کے پردوں سے لپٹ کر اُس کی حفاظت کی اللہ سے رو رو کر دعائیں مانگیں، چناں چہ آفت ٹلنے پر وہ ایک عظیم عرب لیڈر[21] کے طور پر سامنے آئے اور اُن کے اوپر اللہ کی مدد کے سائے کا سب کو اعتقاد ہو گیا اور بنو ہاشم (یاد ش بخیر ہاشم عبدالمطلب کے باپ تھے) کو سب قبیلوں پر فوقیت حاصل ہو گئی، اللہ دینِ ابراہیمی کے احیا کے لیے آنے والے اپنے رسول کی جڑوں کو اُس کی پیدائش سے قبل جما رہا تھا۔

[21] سارا حجاز و عرب ابرہہ کے اس طرح مارے جانے پر دم بخود اور بنو ہاشم کا مداح و معتقد ہو گیا تھا، اس لیے ہم عبدالمطلب کو ایک عظیم عرب لیڈر کہہ سکتے ہیں [مصنف]

Marfat.com

عبداللہ، ذبیحِ ثانی، والدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: عبدالمطلب کے دس میں سے دو بیٹے ابو طالب اور عبداللہ آپ کی بیوی فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، یوں یہ دونوں سگے بھائی تھے۔ دسوں بیٹوں میں عبداللہ سب سے زیادہ خوب صورت، پسندیدہ خصلتوں اور اخلاق والے تھے اور ذبیح کہلاتے تھے۔ اوپر ہم عبدالمطلب کی ایک بیٹے کی قربانی کی منت ماننے کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ ایک روز عبدالمطلب نے اپنے دسوں بیٹوں کو اُن کے جوان ہونے پر اپنی نذر سے آگاہ کیا۔ سب نے بات مان لی۔ اس کے بعد رائج طریقے کے مطابق (جسے اسلام نے بعد میں حرام قرار دے دیا) فال نکالی تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کو ذبح کرنا چاہا تو قریش اور خصوصاً عبداللہ کے ننھیال والے اور عبداللہ کے بھائی ابو طالب نے سخت اختلاف کیا۔ آخر تکرار، بحث مباحثہ اور مشوروں کے بعد یہ طے ہوا کہ عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کریں اگر عبداللہ کے نام قرعہ نکلے تو مزید دس اونٹ بڑھا دیں۔ اس طرح اونٹ بڑھاتے جائیں اور قرعہ اندازی کرتے جائیں، یہاں تک کہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آئے تو عبداللہ کے بجائے اُن اونٹوں کو ذبح کر دیں، ایسا ہی کیا گیا اور سو اونٹوں پر عبداللہ کی جان بچ گئی۔ اس واقعے سے پہلے قریش اور عرب میں خون بہا (دیت) کی مقدار دس اونٹ تھی مگر اس واقعے کے بعد سو اونٹ کر دی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارشاد مروی ہے کہ میں دو ذبیحوں کی اولاد ہوں، ایک سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام اور دوسرے ذبیحِ ثانی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد۔

عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی کے لیے سیّدہ آمنہ کو منتخب کیا جو وہب کی بیٹی تھیں وہ مکہ ہی میں رخصت ہو کر سیّدنا عبداللہ کے پاس آئیں۔ ابھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بطن مادر ہی میں تھے عبداللہ تجارت کے لیے ملک شام تشریف لے گئے تھے۔ واپس آتے ہوئے بیمار ہو کر مدینہ اترے اور وہیں انتقال کر گئے۔ اس موقع پر سیّدہ آمنہ نے ایک پر سوز مرثیہ کہا جس کا ترجمہ الرحیق المختوم سے نقل کر رہے ہیں:

بطحا کی آغوش ہاشم کے بیٹے سے خالی ہو گئی

Marfat.com

وہ بانگ و خروش کے درمیان ایک لحد میں آسودہ خاک ہو گیا

اسے موت نے ایک پکار لگائی اور اس نے لبیک کہہ دیا

اب موت نے لوگوں میں ابن ہاشم جیسا کوئی انسان نہیں چھوڑا

(کتنی حسرت ناک تھی) وہ شام جب لوگ اُنھیں تخت پر اٹھائے لے جارہے تھے

اگرچہ موت اور موت کے حوادث نے ان کا وجود ختم کر دیا ہے

لیکن ان کے کردار کے نقوش نہیں مٹائے جا سکتے!

وہ بڑے دانا اور رحم دل تھے۔

موت سے قبل عبداللہ نے ابھی کاروبار کا آغاز ہی کیا تھا اور کوئی جایداد نہ بن پائی تھی، آپ کا کل ورثہ یہ تھا: پانچ اونٹ، بکریوں کا ایک ریوڑ، ایک حبشی لونڈی ام یمن، یہی ام یمن ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود کھلایا اور پھر بعد میں زیدؓ سے شادی ہوئی اور نبی کریم ﷺ کے محبوبِ خاص جناب اسامہؓ بن زیدؓ کی ماں بنیں۔

آپ ﷺ کی پیدائش: رسول اللہ ﷺ مکہ میں شعبِ بنی ہاشم کے احاطے میں ۹ ربیع الاوّل[22] مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء [۲۲ اپریل منصور پوریؒ] بروز پیر صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کو خانہ کعبہ میں اللہ کے شکر و سپاس اور دعائے خیر کے لیے لے گئے اور آپؐ کا نام محمد رکھا اگرچہ یہ نام عرب میں معروف نہ تھا مگر جانا جاتا تھا، ساتویں دن ختنہ کیا۔ آپؐ کی والدہ نے چند روز اور پھر ابولہب کی لونڈی ثُوبیہ نے دودھ پلایا تاوقتے کہ صحرا کی دودھ پلانے والی دائیاں مکہ آئیں اور قبیلہ بنو سعد کی حلیمہ نے آپؐ کو دودھ پلانے اور صحرائی تربیت کے لیے گود لے لیا۔ [نوٹ: آپؐ

[22] 'رحمۃ للعالمین' میں قاضی سلیمان منصور پوریؒ [جلد اول صحہ ۴۰] اور 'سیرۃ النبی' میں علامہ شبلی نعمانیؒ نے یہی تاریخ بالتحقیق اختیار کی ہے۔

Marfat.com

کی پیدائش سے ۵۰ روز قبل ابرہہ کعبہ کو ڈھانے کے ناپاک ارادے سے مکہ کے قریب آکر قہرِ الٰہی کا شکار ہوا تھا، اس کے علاوہ وہ تمام روایات جو آپؐ کی پیدائش کے وقت ساری دنیا میں محیر العقول واقعات کا تذکرہ کرتی ہیں جھوٹی اور بے اصل ہیں مثلاً: ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگورے گر گئے، مجوس کا آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا، بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا اور اُس کے گرجے منہدم ہو گئے۔]

صحرا کی وسعتوں میں شیر خوارگی: اُس زمانے میں عربوں کے یہاں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ اپنے نومولودوں کو دودھ پلانے والی صحرائی عورتوں کے حوالے کر دیا کرتے تھے تاکہ ان کے جسم مضبوط اور طاقت ور ہوں اور وہ خالص عربی زبان سیکھ لیں جو شہروں میں باہر کے لوگوں کے اختلاط کی وجہ سے بے آمیز نہ ہوتی تھی۔ نبی ﷺ کو سیدہ حلیمہ بنت ابی ذُوَیب کے حوالے کیا گیا۔ یہ اپنے قبیلہ 'بنو سعد' کی شناخت کے حوالے سے سعدیہ بھی تھیں۔ آج ڈیڑھ ہزار برس گزرنے کو آئے ہیں اور ساری دنیا میں مسلمان اپنی بیٹیوں کا نام حلیمہ اور سعدیہ رکھتے ہیں، اور پورا نام حلیمہ سعدیہ بھی؛ کیوں نہ رکھیں دائی حلیمہ کو یہ سعادت میسر آئی کہ اپنے سینے کا رس اللہ کے رسول کو پلائیں!!!

دودھ پلانے کے لیے حلیمہ سعدیہ کا انتخاب کس طرح عمل میں آیا اور پھر اللہ نے کس طرح حلیمہ سعدیہ کے خاندان کو برکت دی اُس کی تفصیلات اُنھی کی زبانی ابن اسحاق پھر ابن ہشام نے روایت کی ہیں جس کے مطابق سیدہ حلیمہؓ بیان کیا کرتی تھیں کہ: "وہ اپنے شوہر کے ساتھ اپنا ایک شیر خوار بچہ لے کر بنی سعد کی دوسری عورتوں کے قافلے میں اپنے شہر سے باہر دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں۔ یہ قحط سالی کے دن تھے اور قحط نے کچھ باقی نہ چھوڑا تھا۔ میں اپنی ایک سفید گدھی پر سوار تھی اور ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی، لیکن واللہ! اس سے ایک قطرہ دودھ نہ نکلتا تھا۔ اِدھر بھوک سے بچہ اس قدر روتا تھا کہ ہم رات کو آرام سے سو تک نہیں سکتے تھے، نہ میرے سینے میں بچہ کے لیے دودھ تھا اور نہ میرے پاس اونٹنی کے لیے کوئی خوراک کہ اسے دے سکتی۔ بس ہم بارش اور خوش حالی کی امید لگائے تھے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر چلی تو وہ کم زوری اور دُبلے پن کے

Marfat.com

باعث اتنی سست رفتار تھی کہ پورا قافلہ تنگ آگیا۔یوں گرتے پڑتے ہم کسی نہ کسی طرح دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ پہنچ گئے۔ پھر ہم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں تھی جس پر رسول اللہ ﷺ کو پیش نہ کیا گیا ہو مگر جب اُسے بتایا جاتا کہ آپ ﷺ یتیم ہیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے سے انکار کر دیتی۔ کیوں کہ ہم بچے کے باپ سے کچھ ملنے کی امید پر ہی یہ کام کرتے تھے۔ہم کہتے کہ یہ تو یتیم ہے۔ بھلا اس کی بیوہ ماں اور اس کے دادا کیا دے سکتے ہیں، بس یہی وجہ تھی کہ کوئی آپ کو لینا نہیں چاہتا تھا۔ جتنی عورتیں میرے ساتھ آئی تھیں سب کو کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا صرف مجھ ہی کو نہ مل سکا۔جب واپسی کا وقت ہوا تو میں نے اپنے شوہر (حارث) سے کہا 'واللہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میری ساری سہیلیاں تو بچے لے کر جائیں اور میں اکیلی کوئی بچہ لیے بغیر نامراد واپس جاؤں، میں جا کر اُسی یتیم بچے کو لے آتی ہوں۔' شوہر نے کہا: کوئی حرج نہیں! ممکن ہے اللہ ہمارے لیے اُسی میں برکت عطا کر دے۔اس کے بعد میں نے جا کر محض اس بنا پر بچہ لے لیا کہ کوئی اور بچہ تو مل ہی نہ سکا تھا،''کون جانتا تھا کہ حلیمہ کے نصیب جاگ گئے تھے، یہ اسی بچے کا فیض تھا کہ میں عقیدت سے سیدہ حلیمہ کا یہ واقعہ نقل کر رہا ہوں اور پڑھنے والے اِسے عقیدت سے پڑھ رہے ہیں۔اس بچے کے طفیل حلیمہ تاریخ میں امر ہو گئیں، وہ، اُن کا شوہر، اُن کے بچے اور وہ تمام جنھوں نے کبھی آپ کی چھاتیوں سے دودھ پیا اور پھر ایمان لائے سب کے سب رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے فرد بن گئے، اگر کسی مملکت کے بادشاہ بھی بن جاتے تو آنے والے زمانوں میں اربوں اربوں انسانوں کے دلوں میں یہ عقیدت اور محبت نہ پاتے۔

سیّدہ حلیمہ ؓ کہتی ہیں کہ "جب میں بچے کو لے کر (قافلے میں اپنے خیمے پر) واپس آئی اور اسے اپنے سینے سے لگایا تو دونوں سینے دودھ کے ساتھ اُس پر اُبل پڑے اور اس نے شکم سیر ہو کر پیا۔اس کے ساتھ اس کے بھائی (سیّدہ حلیمہ کے اپنے بیٹے) نے بھی شکم سیر ہو کر پیا، پھر دونوں سو گئے۔ حالاں کہ اس سے پہلے ہم اپنے بچے کے ساتھ (بھوک کے سبب) سو نہیں سکتے تھے۔جب میرے شوہر اونٹنی کا دودھ

Marfat.com

دوہنے گئے تو دیکھا کہ اس کے تھن دودھ سے لبریز ہیں، انھوں نے اتنا دودھ دوہا کہ ہم دونوں نے نہایت آسودہ ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گزاری۔ ان کا بیان ہے کہ صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا: حلیمہ! اللہ کی قسم! تم نے ایک بابرکت روح حاصل کی ہے۔ میں بولی: میرا بھی یہی خیال ہے۔

حلیمہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ میں اپنی اُسی کم زور گدھی پر سوار ہوئی اور اس بچے کو بھی اپنے ساتھ لیا، اب وُہی گدھی اللہ کی قسم! پورے قافلے کو چھوڑ کر اس طرح آگے نکل گئی کہ کوئی سواری اُس کو (تیز رفتاری میں) نہ پا سکی۔ یہاں تک میری سہیلیاں مجھ سے کہنے لگیں: او! ابو ذویب کی بیٹی! یہ کیا معاملہ ہے؟ ذرا ہمارا خیال کر۔ کیا یہ تیری وہی گدھی تو ہے جس پر تُو سوار ہو کر آئی تھی؟ میں کہتی: ہاں ہاں واللہ یہ وہی ہے، تب وہ کہتیں۔ ضرور کوئی خاص بات ہے۔

پھر ہم محلہ بنو سعد میں اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اُس زمانے میں اللہ کی اِس زمین کے اوپر کوئی علاقہ ہمارے علاقے سے زیادہ خشک سالی کا شکار ہو۔۔۔ لیکن ہماری واپسی کے بعد میری بکریاں چرنے جاتیں تو پیٹ بھری اور دودھ سے بھرپور واپس آتیں۔ ہم دوہتے اور پیتے۔ جب کہ دوسروں کے جانوروں کے تھنوں میں دودھ سرے سے رہتا ہی نہ تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہماری قوم والے اپنے چرواہوں سے کہتے کہ کم بختو! جانور وہیں چرانے لے جایا کرو جہاں ابو ذویب کی بیٹی کا چرواہا لے جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی واپس آتیں۔ ان کے اندر ایک قطرہ دودھ نہ رہتا۔ اس طرح ہم اللہ کی طرف سے متواتر برکت سے فیض یاب ہوتے رہے یہاں تک کہ دو برس پورے ہو گئے اور میں نے دودھ چھڑا دیا۔ یہ بچہ دوسرے بچوں کے مقابلے میں اتنی تیزی سے بڑا ہو رہا تھا کہ دو برس پورے ہوتے ہوتے وہ خوب صحت مند ہو گیا۔ اس کے بعد ہم اس بچے کو اس کی والدہ کے پاس لے گئے، لیکن ہم نے اس کی جس برکت کا مشاہدہ کیا تھا اس بنا پر ہماری خواہش یہی تھی کہ وہ ہمارے پاس مزید رہے۔ چناں چہ ہم نے اس کی ماں سے بات کی۔ میں نے کہا: کیوں نہ آپ اپنے بچے کو میرے پاس ہی رہنے دیں کہ ذرا اور مضبوط ہو جائے۔ کیوں کہ مجھے اس کے متعلق مکہ کی وبا کا خطرہ

Marfat.com

ہے۔ ہمارے اصرار پر انھوں نے بچہ کو مزید عرصے کے لیے دے دیا۔"

آپ ﷺ کے رضاعی رشتے دار: ابو لہب کی لونڈی ثُوبیہ نے آپؐ سے پہلے سیدنا حمزہ، اور ابو سلمہ کو دودھ پلایا تھا اور اپنے بیٹے مسروح کو بھی دودھ پلا رہی تھیں، اس طرح یہ تینوں آپ کے دودھ شریک بھائی بن گئے۔ حارث اور دائی حلیمہ کے اپنے بچے عبداللہ، انیسہ، حذافہ یا جذامہ (شَیما) جو رضاعت (دودھ پلانے) کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے بہن بھائی بنے۔ اِن کے علاوہ ابوسفیان بن حرب بھی آپ کے رضاعی بھائی ہیں جو بدر کے بعد تمام معرکوں میں مسلمانوں کے خلاف مشرکینِ قریش کے رہنما و سردار رہے اور فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے اُن کو بھی سیّدہ حلیمہ سعدیہ نے ہی دودھ پلایا تھا۔ سیّدہ حلیمہ سعدیہ کے شوہر کا نام حارث بن عبد العزیٰ تھا یہ آپ کے رضاعی باپ تھے۔

واپس ماں کی گود میں اور ماں کا انتقال: چار سال پورے ہونے کے بعد سیّدہ حلیمہ سعدیہ نے آپؐ کو آپؐ کی والدہ بی بی سیّدہ آمنہ کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ چھ برس کی عمر تک یعنی اگلے دو برس جب تک والدہ زندہ رہیں اُن کی آغوشِ محبت میں رہے۔ اپنے شوہر کی یاد میں آمنہ کو خواہش ہوئی کہ یثرب (مدینہ) جا کر اُن کی قبر کو دیکھیں اور اپنے سسر (عبدالمطلب) کی ننھیال بنی نجّار کے لوگوں سے بھی ملیں چناں چہ وہ اپنے یتیم بیٹے محمد ﷺ اپنی خادمہ اُمِّ ایمن اور عبدالمطلب کے ہم راہ تین سو کیلو میٹر دور کا سفر کاٹ کے یثرب پہنچیں، وہاں ایک ماہ تک قیام کر کے مکہ کو واپس ہوئیں۔ لیکن آغازِ سفر ہی میں بیمار ہو گئیں اور اس بیماری ہی میں مقام اَبْوَا میں پہنچ کر جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ چھ برس کا بے باپ کا یتیم بچہ ہے اور لق دق ریگستان کے درمیان ایک اپنے ۸۰ سالہ بوڑھے دادا اور ایک اپنی آیا کے ساتھ، ماں کی میّت پر، کس طرح تدفین ہوئی ہو گی؟ تاریخ خاموش ہے! مگر تاریخ بتاتی ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ چھ سالہ بچہ تاریخِ انسانی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والا انسان بن گیا۔

Marfat.com

دادا عبدالمطّلب کی زیرِ سرپرستی: تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی تھی، ہاشم کے بیٹے شیبہ (عبدالمطلب کا اصلی نام) بھی اسی طرح یتیمی کے بچپن میں اپنے چچا مطّلب کے ساتھ مدینے سے آئے تھے آج اُسی شیبہ (جواب سچ مچ شیبہ [بوڑھا] ہو گیا تھا) کے ہم راہ اُس کا یتیم و یسیر (نہ ماں نہ باپ) پوتا محمدؐ مدینے سے مکہ آ رہا تھا۔ چچا نے شیبہ کی پرورش کی تھی۔ کون جانتا تھا کہ پوتے کو پالنے اور پرورش کرنے کی ساری چاہت کے باوجود شیبہ کو بھی زندگی اتنی مہلت نہ دے گی کہ پوتے کو جوان ہوتا دیکھ سکیں اور آخرکار اس یتیم پوتے کو بھی اُس کا ایک چچا (ابو طالب) ہی پالے گا۔ تاریخ نے پرانے زخم ہرے کر دیے تھے، یتیم پوتے کی محبت سے اللہ نے عبدالمطّلب کے دل کو بھر دیا۔

قریش کا سردار عبدالمطّلب اپنی حقیقی اولاد سے بھی اتنی محبت نہ کرتا تھا جتنی محبت اِس یتیم پوتے سے اُسے تھی آپؐ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ چاہتے تھے اور بڑوں کی طرح اُن کی عزت کرتے تھے۔ عبد المطّلب کے لیے خانہ کعبہ کے سائے میں فرش بچھایا جاتا پھر اُن کے سارے بیٹے فرش کے ارد گرد بیٹھ جاتے۔ عبدالمطّلب تشریف لاتے تو فرش پر بیٹھتے۔ کسی بیٹے کی یہ مجال نہ تھی کہ فرش پر بیٹھے، لیکن رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو فرش ہی پر بیٹھ جاتے کہ ابھی آپؐ کم عمر بچے تھے۔ آپؐ کے چچا آپؐ کو پکڑ کر اتارنے لگتے لیکن جب عبدالمطّلب اُنھیں ایسا کرتے دیکھتے تو فرماتے 'میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو، واللہ! اس کی شان نرالی ہے'، پھر اُنھیں اپنے ساتھ فرش پر بٹھا لیتے۔ اپنے ہاتھ سے پیٹھ سہلاتے اور ان کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ آپ کی عمر ابھی ۸ سال دو مہینے دس دن تھی کہ دادا کا بھی وقت پورا ہوا اور اُن کا انتقال ہو گیا۔ انتقال سے پہلے عبدالمطّلب نے آپؐ کے چچا ابو طالب کو آپ کی کفالت کی وصیت کی، چچاؤں میں ابو طالب اس کے زیادہ حق دار اور ذمے دار تھے کہ جناب عبداللہ (آپ ﷺ کے والد) ابو طالب کے سگے بھائی تھے کیوں کہ آپ دونوں کی والدہ ایک ہی تھیں ۔

چچا ابو طالب کے زیرِ سایہ: ابو طالب نے اپنے بھتیجے کی سرپرستی کا حق ادا کر دیا، اُن کو اپنی اولاد سے زیادہ

Marfat.com

چاہا اور اُن کا زیادہ خیال رکھا۔ نبوت سے قبل شادی تک تمام معاملات کا خیال رکھا شادی کے بعد آپ کو آسودگی حاصل ہو گئی تو آپؐ نے اُن کے بیٹے علیؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا تا کہ چچا ابو طالب کی کچھ اعانت ہو سکے۔ آپؐ کے بالکل ابتدائی بچپن کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خشک سالی کا دور آپڑا۔ ابو طالب آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ تک لے گئے اور آپ کو دیوار سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا، اللہ سے بارش کی دعا کی کہ 'اے اللہ! یہ حسین چہرہ والا معصوم بچہ بارش کا طلب گار ہے'! دیکھتے ہی دیکھتے بادل آنا شروع ہو گئے اور دھواں دھار بارش ہو گئی اتنی کہ سارا مکہ شاداب ہو گیا، ابو طالب نے محمد ﷺ کی مدح میں جو مشہور قصیدہ کہا اُس میں اسی واقعے کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کا 'روئے مبارک تو وہ ہے کہ جس سے فیضانِ باراں کی طلب کی جاتی ہے'

بارہ برس کی عمر میں آپؐ کو ابو طالب اپنے ساتھ لے کر تجارت کے لیے ملک شام کے سفر پر نکلے اور بصریٰ پہنچے جو اس وقت روم کی اسلامی (عیسائی) حکومت کے عرب مقبوضات کا دارالحکومت تھا اِس شہر میں ایک مشہور راہب بحیرا رہتا تھا۔ اُس نے رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کے اوصاف کی بنا پر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: 'یہ سید العالمین ہیں۔ اللہ اُنھیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گا۔' بحیرا راہب نے ابو طالب سے کہا کہ اُنھیں واپس کر دو ملک شام نہ لے جاؤ۔ کیوں کہ یہود سے خطرہ ہے۔ اس پر ابو طالب نے بعض غلاموں کی معیت میں آپ کو مکہ واپس بھیج دیا۔ رجال کے ماہرین اس روایت کو سنداً صحیح تسلیم کرتے ہیں، مگر درایتاً اس روایت کی تفصیلات میں بہت ساری باتیں ایسی ہیں جن پر گفتگو کی جا سکتی ہے۔ اس روایت پر عیسائیوں نے بہت رَدّے چڑھائے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ نعوذ باللہ نبی ﷺ نے اسلام کے بارے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ بحیرا راہب کی تعلیمات کا نتیجہ ہے جس کے ساتھ آپؐ نے کچھ وقت گزار کر دین سیکھا (نعوذ باللہ)۔

جنگِ فجار میں محدود شرکت ایک مرتبہ عکاظ کے بازار میں قریش اور قیس عیلان کے درمیان حرمت والے مہینے ذی قعدہ میں ایک خوں ریز جنگ ہوئی جسے جنگِ فجار کہتے ہیں کیوں کہ اس میں حرام

۶۲ | روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت، تسنیم احمد، مکتبہ دعوۃ الحق - کراچی، ۲۰۱۵ء۔

Marfat.com

مہینے کی حرمت چاک کی گئی۔ اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے گئے تھے اور اپنے چچاؤں کو تیر تھماتے تھے۔ اس وقت آپؐ کی عمر بیس سال تھی۔ پہلے قریش پر قیس کا پلہ بھاری تھا لیکن بعد میں قریش کا پلہ بھاری ہونے لگا اور صلح کی آوازیں بلند ہوئیں اور صلح ہو گئی۔ جنگ ختم کر دی گئی

کعبہ کی تعمیر نو اور حجر اسود کی تنصیب کے لیے نبی ﷺ کی ثالثی: کعبہ کی تعمیر کو ایک مدتِ مدید گزر چکی تھی، سیلابوں نے اور امتدادِ زمانہ نے اُسے خستہ بھی کر دیا تھا، چور چھوٹی دیواروں کی بنا پر اُس کا مال بھی چرا لے گئے تھے۔ قریش نے طے کیا کہ اسے ڈھا کر از سرِ نو تعمیر کیا جائے اور اس کی تعمیر میں صرف حلال رقم ہی استعمال کریں گے۔ اس میں طوائفوں کی اُجرت، سود کا مال اور کسی کا ناحق لیا ہوا مال استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ کعبہ پہلے مستطیل تھا مگر اب اتنا بڑا کمرہ بنانے کے لیے خالص حلال کا سامان نہ مل سکا، قریش کا کہنا تھا کہ اے اللہ ہم اسے سونے کا بنا دیں مگر حلال کا مال تو بس اتنا ہی ہے۔ قریش اس معاملے میں بہت حساس تھے اور آج کے مسلمانوں کی طرح نہ تھے جو مساجد، مدارس اور دینی کاموں کے لیے کبھی خالص حلال آمدنی کے لیے حسّاس نہیں ہوتے، چناں چہ قریش نے ایک نسبتاً چھوٹا کمرہ بنایا اور باقی جگہ ایک اوپن ایر (open air, open to sky) بر آمدہ جسے حطیم کہتے ہیں بنا دیا گیا۔

ہر قبیلے کے لیے تعمیر کی سعادت کا حصہ مقرر تھا مگر جب حجرِ اسود کی تنصیب کا موقع آیا تو جھگڑا ہو گیا کہ کون یہ سعادت حاصل کرے یہ جھگڑا چار پانچ روز تک جاری رہا آخر کار ابو اُمیہ مخزومی کی تجویز پر سب نے اتفاق کر لیا کہ مسجد الحرام کے دروازے سے جو شخص پہلے داخل ہو اُسے معاملے کا ثالث مان لیں۔ اس کے بعد اللہ کی مرضی سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ ھذا الأمین رضیناہ ھذا محمد ﷺ "یہ امین ہیں، ہم ان پر راضی ہیں، یہ تو محمد ﷺ ہیں۔" تنازعے کی تفصیل جاننے کے بعد آپؐ نے ایک چادر طلب کی بیچ میں حجر اسود رکھا اور باہم دست و گریباں قبائل کے سرداروں سے کہا کہ آپ سب حضرات چادر کا کنارہ پکڑ کر اوپر اٹھائیں اور اسے

Marfat.com

اپنے مقام پر لے چلیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا، جب چادر حجرِ اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے حجرِ اسود کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھ دیا۔ یوں نہ صرف خون خرابہ ٹل گیا، محمدﷺ کی معاملہ فہمی اور اصابتِ رائے بھی ثابت و مسلّم ہو گئی۔

سماجی اور معاشرتی انصاف کے لیے حلف الفُضول میں شرکت: چند قبائلِ قریش کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں اس بات کا عہد کیا گیا کہ مظلوموں کی خواہ وہ اپنے ہوں یا پرائے مدد کی جائے گی۔ اس معاہدے کو 'حلف الفضول' کا نام دیا گیا۔ قصہ یہ ہوا کہ زبید کا ایک آدمی سامان لے کر مکہ آیا اور عاص بن وائل کے ہاتھ فروخت کر دیا، عاص نے قیمت نہیں ادا کی جس پر اُس آدمی نے لوگوں سے مدد کی درخواست کی لیکن کسی نے مدد نہ کی تو اُس نے پہاڑی پر چڑھ کر اپنی مظلومیت کی داستان شعروں میں بیان کی جس کو سن کر زبیر بن عبدالمطلب نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ یہ شخص بے یار و مددگار کیوں ہے؟ ان کی کوشش سے قبائل نے پہلے ایک معاہدہ طے کیا جسے حلف الفضول کہتے ہیں اور پھر عاص بن وائل سے زبیدی کا حق دلایا گیا۔ عہد و پیمان کیا گیا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے گا۔ خواہ مکے کا رہنے والا ہو یا کہیں اور کا، یہ سب اُس کی مدد اور حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوں گے اور اس کا حق دلوا کر رہیں گے۔ اس اجتماع میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے اور بعد میں شرفِ رسالت سے مشرف ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے۔ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سُرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر (آج کے زمانہ) اسلام میں اس عہد و پیمان کے لیے مجھے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔

آپ ﷺ کی معاشی تگ ودو: جوانی میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی خاص معاشی سرگرمی روایت نہیں ہے سوائے اس کے کہ اوائل نوجوانی میں آپ بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے بنو سعد کی بکریاں چرائیں۔ اور مکہ میں بھی اہلِ مکہ کی بکریاں معاوضے پر چراتے تھے۔ آپ نے سائب بن یزید مخزومی کے ساتھ تجارت بھی کی اور بہترین شریک ثابت ہوئے تھے، نہ بدمعاملگی اور نہ کوئی جھگڑا۔

---

۶۴ | روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت، تسنیم احمد، مکتبہ دعوۃ الحق۔ کراچی، ۲۰۱۵ء

Marfat.com

خدیجہ بنت خویلد ایک معزز مال دار اور تاجر خاتون تھیں۔ لوگوں کو اپنا مال تجارت کے لیے دیتی تھیں اور ایک ٹِرپ (trip، آنے جانے کے ایک تجارتی سفر) پر دو اونٹ مال دیا کرتی تھیں۔ ابو طالب نے نبی ﷺ کو تجویز دی کہ اُن کا مال لے کر شام جائیں جس پر آپ بخوشی راضی ہو گئے تو ابو طالب نے خدیجہؓ سے بات کی اور کہا کہ ہمارے لحاظ سے معاوضہ دو اونٹ کم ہے اور چار اونٹ مناسب ہو گا، جس پر آپ فوراً تیار ہو گئیں۔ دوسری روایات کے مطابق جب خدیجہؓ کو رسول اللہ ﷺ کی دیانت داری اور صلاحیتوں کا علم ہوا تو انھوں نے پیش کش کی کہ آپ اُن کا مال لے کر تجارت کے لیے ان کے غلام مَیسَرہ کے ساتھ ملک شام تشریف لے جائیں۔ وہ دوسرے تاجروں کو جو کچھ دیتی ہیں اس سے بہتر اجرت آپ کو دیں گی۔ آپ نے یہ پیش کش قبول کر لی اور ان کا مال لے کر ان کے غلام مَیسَرہ کے ساتھ ملک شام تشریف لے گئے۔ آپ نے بہترین طور پر عمدہ منافع کمایا اور خدیجہؓ کے غلام مَیسَرہ نے آپ کے اخلاق اور امانت دارانہ طور طریق کی بہت تعریف کی۔

<u>خدیجہؓ سے آپ کی شادی اور اولاد</u>: عرب کے دستور اور رسم و رواج کے مطابق لڑکیاں/خواتین بھی اپنا پیغام کسی کو دے سکتی تھیں۔ نبی ﷺ کے ملک شام سے واپسی کے دو مہینے بعد خدیجہؓ نے اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبہ سے نبی ﷺ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا اور نفیسہ نے جا کر نبی ﷺ سے بات کی۔ آپ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس معاملے میں بات کی اور اُن لوگوں نے خدیجہؓ کے چچا سے بات کی، بات طے ہو گئی۔ نکاح میں بنی ہاشم اور رؤسائے مضر شریک ہوئے۔ آپ ﷺ نے مہر میں بیس اونٹ دیے۔ اس وقت سیّدہ خدیجہؓ کی عمر چالیس برس تھی اور آپ ﷺ کی عمر ۲۵ برس۔ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؓ (جو مدینے میں ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی بقیہ تمام اولاد سیّدہ خدیجہؓ ہی کے بطن سے ہوئی۔ سب سے پہلے قاسمؓ پیدا ہوئے اور اُنھی کے نام پر آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم پڑی۔ پھر سیّدہ زینبؓ، رقیہؓ، اُم کلثومؓ، فاطمہؓ اور عبد اللہؓ پیدا ہوئے۔ عبد اللہؓ کا لقب طیب اور طاہر تھا۔ آپ ﷺ کے دونوں بیٹے مکہ میں بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ البتہ بیٹیوں نے نبوت کا دور دیکھا، ایمان

Marfat.com

لائیں اور ہجرت کی سیّدہ فاطمہؓ کے سوا باقی سب کا انتقال آپ کی زندگی ہی میں ہو گیا۔

*** ***

Marfat.com

باب چہارم

پروانہ نبوت، آغازِ وحی اور اولین ایمان لانے والے

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم

پروانہ نبوت، آغازِ وحی اور اوّلین ایمان لانے والے

پروانہ نبوت :

سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر جب ۴۰ برس ہونے کو آئی تو آپؐ خاصے تنہائی پسند اور غور و فکر میں مشغول رہنے لگے، یہ آپؐ کی ایک ایسی ہستی کی عبادت تھی جس سے کامل آگہی تو نہ تھی مگر یقین رکھتے تھے کہ آپؐ کی قوم جن بتوں کو پوجتی ہے وہ ہرگز نہ کسی چیز کے خالق ہیں اور نہ ہی وہ کوئی نفع نقصان پہنچا سکتے اور نہ کسی کی فریاد سن سکتے ہیں، وہ تو محض انسانوں کے ہاتھوں بنائی ہوئی بے جان مورتیاں ہیں۔ آپؐ کا غور و فکر خالقِ حقیقی کی معرفت کے بارے میں تھا، اس غور و فکر کو تحنث یا تعبّد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپؐ کئی کئی شب و روز غار حرا میں رہ کر عبادت کرنے لگے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تَحَنُّث کا لفظ استعمال کیا ہے جس کی تشریح امام زہری نے تعبّد سے کی ہے۔ یہ کسی طرح کی عبادت تھی جو آپؐ کرتے تھے، کیوں کہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو عبادت کا طریقہ نہیں بتایا گیا تھا) آپؐ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جا کر وہاں چند روز گزارتے، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور وہ مزید چند روز کے لیے سامان آپؐ کو مہیا کر دیتی تھیں۔ ایسا بھی ہوتا کہ سیدہ خدیجہؓ خود سامانِ خورد و نوش لے کر آپ کی تلاش میں یہاں آتیں، اس علاقے میں متعدد غار تھے، غارِ حرا اُن میں سے ایک تھا سیدہ خدیجہؓ کو بعض اوقات تلاش میں دقت پیش آتی کہ نہ جانے آپ کس غار میں مصروفِ عبادت ہیں۔

۹ ربیع الاول (چالیسویں تاریخ پیدائش) کو جب آپؐ کی عمر مبارک پورے چالیس برس ہو رہی تھی اور ۶۱۰ عیسوی میں اگست کی دس تاریخ تھی آپؐ نے غارِ حرا سے گھر کی طرف واپسی کے دوران آسمان میں ایک

Marfat.com

عظیم ہستی کو دیکھا، جس نے پکار کر آپؐ سے کہا کہ میں جبریل ہوں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ گویا آپ کو پروانہ نبوت Appointment Order عطا ہوا، اس کے بعد مسلسل چھ ماہ تک آپ کو اچھے خواب نظر آتے رہے بالکل اس طرح جیسے آپؐ دن میں جاگتے ہوئے کچھ دیکھ رہے ہوں اور پھر دن میں یہ خواب سچ ثابت ہوتے، یہ چھ ماہ آپؐ نے زیادہ تر غار ہی میں تعبد و تحنث میں گزارے۔ اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے کہ خود آپؐ نے اس سے کیا مطلب اخذ کیا اور آپ کیا سمجھ پائے، احادیث و روایات اس مضمون سے خالی ہیں تاہم آپ کو ایک انداز سے وحی اخذ کرنے اور ایک بڑے کام کے لیے تیار ہونے کا موقع ملا۔ ۹ ربیع الاول سے ۹ رمضان تک چھ ماہ اور پھر گیارہ دن مزید یعنی ۲۰ رمضان کو پروانہ نبوت ملنے کے چھ ماہ گیارہ دن بعد وہ گھڑی آگئی جب آپؐ پر قرآن کی پہلی وحی آنی مقدر تھی۔

پہلی وحی کے ذریعے قرآن کے نزول کا آغاز:

پروانہ نبوت ملنے کے بعد ان چھ ماہ میں تو آپؐ تعبّد کی طرف ویسے ہی زیادہ مایل تھے، مگر پہلے ہی سے گذشتہ کئی برسوں سے آپ کا یہ معمول تھا کہ رمضان کا آخری عشرہ غارِ حرا میں اعتکاف فرماتے۔ اُس وقت یہ اعتکاف اُس طرح کا نہ تھا جس طرح آج کل یہ منضبط اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ آپؐ کے پاس کھانا وغیرہ ختم ہو جاتا تو آپ گھر تشریف لے جاتے اور توشہ لے کر پھر آجاتے۔ اعتکاف کی پہلی ہی شب یعنی ۲۱ رمضان المبارک (۱۰ اگست ۶۱۰ عیسوی) کو شب میں اوّل وقت آپؐ نے حالتِ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے ریشمی کپڑے پر آپ کو ایک تحریر پیش کی اور پڑھنے کے لیے کہا آپؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اور پھر اُس شخص نے وہ تحریر آپ کو پڑھوا دی۔ آپ بیدار ہو گئے اور جس طرح آپؐ کے خواب سچ ہوتے تھے اسی طرح یہ خواب بھی سچ ہوا اور جبریل امین رات کے کسی آخری حصے میں تشریف لے آئے، آپؐ اس فرشتے کو پہچانتے نہ تھے جو دراصل روح الامین (جبریل امین کا لقب مبارک) تھے۔ فرشتے نے آکر آپؐ سے کہا "پڑھو" اس کے بعد ام المومنین عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کرتی ہیں کہ میں نے کہا "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔ اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھینچا یہاں

Marfat.com

تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے گی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔ اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے پھر کہا "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔ اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا) یہاں تک کہ مالم یعلم (جسے وہ نہ جانتا تھا) تک پہنچ گیا۔

امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ سورۃ العلق کی یہ پہلی پانچ آیات ہیں جو نبی ﷺ پر پہلی وحی میں نازل ہوئیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ ﴿۱﴾

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ ﴿۲﴾

اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ ﴿۳﴾

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ ﴿۴﴾

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ ﴿۵﴾

ان کا اردو مفہوم یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ:

اے نبی بسم اللہ کہہ کر پڑھو

اُس اللہ کے نام سے جو

رحمِ مادر میں انسان کی تخلیق کی ابتدا جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے کرتا ہے۔

پڑھو، اور جان لو کہ تمھارا رب بڑا کریم ہے

جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا

Marfat.com

انسان کو جب جتنی ضرورت ہوئی اُتنا علم دے دیا جسے وہ ہرگز نہ جانتا تھا

مختلف روایات سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہی موقع تھا (واللہ اعلم) کہ اس کے بعد جبریل امین آپؐ کے ہم راہ غار سے باہر تشریف لائے اور کسی مقام پر اپنے پیر یا پر سے ضرب لگائی جس سے پانی نکل کر جمع ہو گیا جس سے جبریل علیہ السلام نے آپؐ کو وضو کرنے کی تعلیم دی اور پھر آپؐ کو نماز پڑھنا سکھائی، نبی ﷺ نے جبریل امین کی اقتدا میں دو رکعت نماز ادا کی جس میں غالباً سورۃ الفاتحہ بھی تلاوت کی اگر ایسا ہی ہے تو سورۃ العلق کے بعد نازل ہونے والی سورۃ یہی الفاتحہ ہے، بصورت دیگر یہ ممکن ہے کہ قرآن مجید کی سورۃ کی حیثیت سے یہ کبھی دوبارہ بعد میں آپؐ کے قلبِ مبارک پر نازل ہوئی ہو۔

محمد الرسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والا پہلا انسان :

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانپتے لرزتے ہوئے وہاں سے گھر کی جانب پلٹے، یہ طلوع آفتاب کے بعد کی یعنی ۲۱ مضان المبارک کی بات ہے۔اپنی بیوی سیّدہ خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر خوف کے عالم میں کہا "مجھے اُڑھاؤ، مجھے اُڑھاؤ" چنانچہ آپؐ کو اُڑھا دیا گیا۔جب آپؐ پر سے خوف کی کیفیت دور ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا "اے خدیجہ، یہ مجھے کیا ہو گیا ہے"۔ پھر سارا قصہ آپؐ نے ان کو سنایا اور کہا "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے" انھوں نے کہا "ہرگز نہیں، آپؐ خوش ہو جایئے۔اللہ کی قسم، آپؐ کو اللہ کبھی رسوا نہ کرے گا کہ آپؐ:

رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں،

سچ بولتے ہیں (ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ امانتیں ادا کرتے ہیں)،

بے سہارا لوگوں کا بار برداشت کرتے ہیں،

نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں،

مہمان نوازی کرتے ہیں اور

Marfat.com

نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں"

نبی ﷺ کی کسی فردِ انسانی کی جانب سے یہ پہلی تصدیق تھی، یہ تصدیق سوسائیٹی کی ایک نام ور، معزز شخصیت اور مال دار خاتون کی جانب سے تھی یہ ان معنوں میں تھی کہ آپؐ ایک اعلیٰ معیار کی سچی اور نیک شخصیت کے حامل ہیں۔ تاہم معاملے کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے انھوں نے چاہا کہ کسی صاحبِ علم سے اس کی حقیقت دریافت کریں، اس کام کے لیے خاتونؓ کے ذہن میں فطری طور پر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفلؓ کا خیال آیا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو اُن کے چچازاد بھائی تھے، زمانۂ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے، عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے، بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ سیّدہ خدیجہؓ نے اُن سے کہا بھائی جان، ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سنیے۔ ورقہ بن نوفلؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا بھتیجے تم کو کیا نظر آیا؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ ورقہ بن نوفلؓ نے کہا: "یہ وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کا کلام لے کر نازل ہوتا تھا۔ کاش میں آپؐ کے زمانۂ نبوت میں قوی جوان ہوتا! کاش میں اس وقت زندہ رہوں جب آپؐ کی قوم آپؐ کو نکالے گی!" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟" ورقہؓ نے کہا "ہاں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپؐ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو۔ اگر میں نے آپؐ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپؐ کی پرزور مدد کروں گا" مگر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ورقہؓ کا انتقال ہو گیا۔ یوں سیّدہ خدیجہؓ نے اطمینان حاصل کیا اور آپؐ پر ایمان لے آئیں۔ گھر واپس تشریف لانے کے بعد نبی ﷺ نماز سکھانے کے لیے آپؓ کو لے کر غارِ حرا کے نواح میں اُسی جگہ لے آئے جہاں آپؐ نے جبریل امین کی امامت میں نماز ادا کرنی سیکھی تھی، وہاں پانی ابھی موجود تھا، آپؐ نے خدیجہؓ کو وضو کرنا سکھایا اور پھر اُس خاتونِ اوّلؓ نے نبی ﷺ کی امامت میں دو رکعت نماز ادا کی۔ پہلے یہ صرف آپؐ کی بیوی تھیں، رفتہ رفتہ آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کی بنا پر نبوت سے قبل ہی آپؐ کی گرویدہ اور عقیدت مند بنیں، مگر اب تو آپؐ کی متبع اور فرماں بردار اس حیثیت میں بن گئیں کہ

Marfat.com

آپؐ اللہ کے رسول اور یہ اس زمین پر اُس کی گواہی دینے والی پہلی انسان، پہلی خاتون، پہلا ساتھی، پہلا حواری، پہلا جاں نثار مسلم فرد!!!

دو اوّلین اسلامی خاندان

شروع میں دو اوقات، صبح و شام کی دوگانہ نمازیں فرض ہوئیں [پانچ نمازوں کا حکم تو سالوں بعد معراج کے موقع پر ملا]۔ نماز ادا کرنے کے بعد دونوں مبارک میاں بیوی زمین کے اوپر امتِ محمدی کا پہلا جوڑا واپس اپنے گھر آ گیا۔ شام کی نماز میں یا دوسرے دن کی کسی نماز میں علیؓ نے اپنے بھائی بھابھی کو ایک نئے طریقے پر عبادت ادا کرتے دیکھا تو ٹھٹھک گئے، یہ کیسا طریقہ ہے؟ کبھی رکوع میں جھک گئے، کبھی پیشانی اور ناک زمین پر ٹیک دی اور وہ بھی بیت اللہ کے رخ پر نہیں کسی اور رخ پر! آپ دونوں جب نماز سے فارغ ہوئے تو علیؓ نے اپنے بھائی سے دریافت کہ یہ سب کیا ہے؟ آپؐ نے اُنھیں بتایا کہ میں خالقِ کائنات کا اس زمین پر نمائندہ مقرر کیا گیا ہوں اور مجھے بتوں کی گندگی سے دور رہنے کا حکم ملا ہے اور یہ نماز اُس کی جناب میں بندگی بجا لانے کا طریقہ ہے جو مجھے سکھایا گیا ہے یہ بتانے کے ساتھ ہی آپؐ نے علیؓ کو دعوت دی کہ وہ بھی اس بات کو قبول کر لیں۔ علیؓ نے آپؐ کی بات پر توقف کیا اور کہا کہ میں اپنے والد ابو طالب سے دریافت کر لوں۔ نبی ﷺ نے آپؐ کو غور کرنے کی دعوت دی مگر کہا کہ چچا کو نہ بتانا کہ آپؐ کسی حکمت کی بنا پر ابھی اس بات کو کچھ زیادہ افشا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ دوسرے روز یعنی غالباً ۲۳ رمضان کو علیؓ نے آپؐ کو بتایا کہ وہ آپؐ پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں، آپؐ نے چچا سے پوچھنے والی بات کی بابت پوچھا تو علیؓ نے بتایا کہ میں غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اللہ نے مجھے پیدا کرتے وقت ابّا سے مشورہ نہیں کیا تھا سو اب اُسی اپنے خالق پر ایمان لانے کے لیے میں کیوں کسی سے مشورہ کروں!!!

یقین سے نہیں معلوم کہ کون پہلے اور کون بعد میں اور کس تاریخ کو مگر یقیناً انھی دو دِنوں میں آپؐ کے گھر کے دیگر افراد جن میں آپؐ کی بیٹیاں زینب، رُقیہ، اُم کلثوم رضي الله عنهن اور آپؐ کے منہ

Marfat.com

بولے بیٹے زید بن حارثہؓ بھی ایمان سے مشرف ہو گئے ۲۴ رمضان کو حکیم بن حزام کی لونڈی نے جو کسی کام سے خانوادۂ نبوت میں آئی تھی اس طریقِ عبادت اور اللہ واحد کی بندگی اور بتوں کی گندگی کے فلسفے سے آگاہ ہو گئی، اُس نے یہ بات حکیم بن حزام کو بتائی جہاں اُس کے اور نبی ﷺ کے مشترکہ رفیق جنابِ عتیق، ابو بکرؓ بھی اُس وقت موجود تھے وہ یہ سنتے ہی اس بات کی تصدیق کے لیے کہ لونڈی جو کچھ کہہ رہی ہے کیا سچ ہے نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور جوں ہی یہ بات معلوم ہو گئی کہ آپؐ نے اپنے لیے اللہ کے رسول ہونے کی بات کی ہے تو بلا کسی توقف اور تردد کے ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔ اس موقع پر آپؐ کو تصدیق کے لیے کسی غور و فکر کی ضرورت نہیں تھی کیوں کہ وہ آپؐ کے رفیق خاص تھے اور جانتے تھے کہ آپؐ صادق و امین ہیں۔ ابو بکرؓ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی کو میں نے ایمان کی دعوت دی اُس نے ضرور اُس پر توقف کیا سوائے ابو بکرؓ کے۔ ابو بکرؓ ایمان لانے کے بعد اسلام کے سب سے بڑے مبلغ بن گئے، ابو بکرؓ، نبی ﷺ کے لیے مثل ہارون بنے، آج مسلم عوام یہ جانتے ہیں کہ آپؓ ہجرت کے رفیق ہیں اور یارِ غار ہیں، معراج کی تصدیق میں سبقت کرنے والے، اپنا مال اللہ کی راہ میں لٹانے والے، بلالؓ کو آزاد کرانے والے، نبی ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں آپؐ کے مصلّے پر کھڑے ہو کر امامت کرانے والے ہیں مگر کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ مکہ میں نبی ﷺ کے بعد دینِ اسلام کے سب سے بڑے مبلغ اعظم آپؓ تھے۔ آپؓ کی صاحبِ جاہ و وقار عظیم شخصیت نے اپنے حلقہ احباب میں سے مکہ کی اعلیٰ پائے کی شخصیتوں کو اسلام کی جانب کھینچا، عشرہ مبشرہ میں شامل دس افراد جن کو زندگی میں جنت کی بشارت ملی اُن میں سے چھ آپؓ کی وساطت سے اسلام تک پہنچے [ابو بکرؓ کو ملا کر ان دس میں سے سات]۔ آپؓ کے ایمان لاتے ہی آپؓ کی بیوی اُمِّ رومانؓ اور بیٹے عبدالرحمٰنؓ بیٹیوں اسما اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے بھی اسلام قبول کر لیا، یوں نبی ﷺ کے گھرانے کے بعد سیّدنا ابو بکرؓ کا گھرانہ دوسرا مسلم گھرانہ بن گیا۔

فترۃ الوحی اور پھر وحی کا نزول:

اغلباً ۲۸ رمضان کو (واللہ اعلم) آپؐ اپنا اعتکاف مکمل کرنے واپس غارِ حرا میں تشریف لے گئے، گھر میں

Marfat.com

قیام کے دوران بھی آپ فرشتے کی دوبارہ آمد کے منتظر رہے ہوں گے مگر غار میں پہنچ کر آپؐ کا انتظار کا پیمانہ لبریز ہونے لگا اور آپ شدت سے وحی کا انتظار کرنے لگے اور اُس کے فراق میں بے چین رہے، ان دس دنوں، جن میں وحی نہیں آئی[23] اور آپ شدت سے منتظر رہے "فترۃ الوحی" (یعنی بندشِ وحی) کا زمانہ[24] کہتے ہیں۔ یہ انتظار اعتکاف کی پوری مدت میں اُس وقت تک جاری رہا جب آپ یکم شوال (یہ ۲۰ اگست ۶۱۰ عیسوی کی بات ہے) کو واپس گھر آرہے تھے، اور جبریل امین دوسری وحی لے کر حاضر تھے۔ آپؐ نے آسمان کی جانب دیکھا تو آپ نے جبریل امین کو سارے آسمان پر چھایا ہوا پایا، آپ یکایک جبریل علیہ السلام کو آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے دیکھ کر ہیبت زدہ ہوگئے اور سہم گئے، جلدی جلدی گھر آئے اور کہا زملونی زملونی مجھے اُڑھادو، مجھے اُڑھادو، آپؐ کو کمبل اڑھادیا گیا تو اللہ رب العالمین کا کلام آپؐ پر نازل ہونا شروع ہوگیا، جبریلِ امین آپؐ کے قلبِ مبارک پر سورۃ المدثر کی ابتدائی سات آیات القا کر رہے تھے۔

---

[23] فترۃ الوحی کی مدت بعض اصحاب نے ڈھائی تین سالوں پر محیط جانی ہے یہ بات نا قابل فہم ہے۔ (دیکھیے الرحیق المختوم صفحہ ۱۰۱)

[24] بخاری باب التعبیر میں ہے کہ "چند روز تک جب وحی رک گئی تو آنحضرت ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے تھے کہ آپ اپنے آپ کو گرا دیں۔ دفعتاً جبریلؑ نظر آتے تھے اور کہتے تھے 'اے محمد ﷺ تم واقعی اللہ کے پیغمبر ہو۔' اس وقت آپ کو اس سے تسکین ہو جاتی تھی لیکن جب پھر کچھ دنوں کے لیے رک جاتی تھی تو پھر آپ ﷺ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے آپ کو گرا دینا چاہتے تھے اور جبریلؑ نمایاں ہو کر تسکین دیتے کہ 'آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں'۔"

ایک عظیم المرتبت اور مضبوط سیرت کے انسانِ اعظم ﷺ سے پریشانی کے موقع پر بخاری میں مذکور رویے پر شبلی نعمانیؒ تبصرہ کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ تسکین ہو کر بھی بار بار جبریلؑ کو اطمینان دلانے کی ضرورت ہوتی تھی؟ کیا اور کسی پیغمبر کو بھی ابتدائے وحی میں کبھی شک ہوا تھا؟ . . . . ہم کو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ خود اصل روایت بہ سند مرفوع متصل ہے یا نہیں؟ یہ روایت امام زہری کے بلاغات میں سے ہے یعنی سند کا سلسلہ زہری تک ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں بڑھتا۔ چناں چہ شارحینِ بخاری نے تصریح کردی ہے کہ ایسے عظیم واقعہ کے لیے سند مقطوع کافی نہیں۔ (سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۴۴)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾

قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۪ۙ﴿۲﴾

وَ رَبَّکَ فَکَبِّرۡ ۪ۙ﴿۳﴾

وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرۡ ۪ۙ﴿۴﴾

وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۪ۙ﴿۵﴾

وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَکۡثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾

وَ لِرَبِّکَ فَاصۡبِرۡ ؕ﴿۷﴾

جن کا اردو میں توضیحی مفہوم یہ ہے:

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹ جانے والے ہمارے رسول

اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے کے دن پورے ہو گئے،

اُٹھیے اور خبر دار کیجیے اپنی قوم کو

جھوٹے معبودوں کے مقابلے میں اپنے ربّ کی بڑائی کا اعلان کریں۔

[وہ حلیہ اختیار نہ کیجیے جو انتر منتر چھو منتر کرنے والے جادو گر کرتے ہیں]

بلکہ آپ اپنے کپڑے پاک رکھیں اور گندگی سے دُور رہیں

اے نبی! آپ کی یہ ساری تبلیغ اور نیکیاں لوگوں سے کچھ حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ تمھارا اجر تو بس ایک اللہ کے پاس ہے

اور اے نبی! اب تو آپ کو اس راہِ تبلیغ میں آنے والی مصیبتوں پر اپنے ربّ کی خاطر صبر کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔

Marfat.com

آنے والے ساڑھے بائیس برسوں پر محیط وقت نے بتایا کہ کس طرح اس عظیم المرتبت انسان ؐ نے ان آیات پر عمل کر کے دکھایا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

Marfat.com

باب پنجم

اہلِ خانہ اور قریبی حلقہ رفاقت میں دعوت کا آغاز

Marfat.com

۸۰ | روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت، تسنیم احمد، مکتبہ دعوۃ الحق- کراچی، ۲۰۱۵ء

Marfat.com

باب پنجم

اہلِ خانہ اور قریبی حلقہ رفاقت میں دعوت کا آغاز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بس اب ایک ہی دُھن تھی کہ کسی طرح دین کے پیغام کو عام کیا جائے، انذار کا حق ادا ہو۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے حلقہ احباب و تعارف میں اس بات کو عام کرنا شروع کیا، حکمت عملی یہ ٹھہری کہ پہلے آپ اپنے اُن بااعتماد دوستوں اور واقف کاروں سے بات کریں جن کے بارے میں آپ ؐ کا اندازہ تھا کہ وہ سلیم الطبع ہیں اور دعوت قبول کرلیں گے۔

سیّدنا ابو بکرؓ کی نصرت اور تعاون : سیّدنا ابو بکرؓ کے ایمان لانے کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُن کے پاس نہ جانا پڑا نہ دعوت دینی پڑی نہ قائل کرنے کی زحمت ہوئی، حکیم بن حزام کی لونڈی سے آپ ؐ کے دعویٰ نبوت کی بابت سُنا، چلے آئے بس لونڈی کی بات کی تصدیق چاہی اور یہ جان کر کہ لونڈی نے سچ کہا ہے کہ 'آپ ؐ اپنے آپ کو اللہ کا فرستادہ بتارہے ہیں'، کسی پس و پیش کے بغیر سیّدنا ابو بکرؓ نے ایمان لانے کا اعلان کر دیا، یہ وہ تصدیقِ خالص تھی کہ جس نے آپ کو صدّیق بنا دیا۔ شبلی نعمانیؒ نے سیرۃ النبی میں سیّدنا ابو بکرؓ کے قبول اسلام پر لکھا ہے:

"سیّدنا ابو بکرؓ دولت مند، ماہرِ انساب، صاحب الرائے اور فیاض تھے، ابنِ سعد نے لکھا ہے کہ جب وہ ایمان لائے تو اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ غرض ان اوصاف کی وجہ سے مکہ میں اُن کا عام اثر تھا اور معززینِ شہر اُن سے ہر بات میں مشورہ لیتے تھے۔ اربابِ روایت کا بیان ہے کہ کبار صحابہؓ میں سے سیّدنا عثمانؓ، زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص فاتحِ ایران، طلحہؓ سب اِنھی کی ترغیب اور ہدایت سے اسلام لائے۔ اُن کی وجہ سے یہ چرچا چپکے چپکے اور لوگوں میں بھی پھیلا اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ . . . . لیکن جو کچھ ہوا پوشیدہ طور پر ہوا، نہایت احتیاط کی جاتی کہ محرمانِ خاص کے سوا کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔" (سیرۃ النبی جلد اوّل صفحہ ۱۴۵)

Marfat.com

سیّدنا صہیب رومیؓ: رسول اللہ ﷺ کے دوسرے دوست صہیب رومیؓ تھے جو عبداللہ بن جدعان کے مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ ایران کے رہنے والے تھے۔ ایران اور روم کی جنگ میں رومیوں کے غلام بن گئے تھے جنہیں ابو بکرؓ کے قریبی رشتہ دار اور سردارِ قبیلہ عبداللہ بن جدعان نے خرید لیا، بن جدعان کی موت کے بعد ابو بکرؓ قبیلے کے سربراہ مقرر ہوئے تو اُنؓ کی قربت میئسر آئی اور آپؓ کی وساطت سے آپؓ کے دوست محمد الرسول اللہ ﷺ سے صہیب رومیؓ کی دوستی ہو گئی، اس دوستی نے آپ کو ایمان لانے والے السابقون الاوّلون میں شامل کر دیا۔

سیّدنا عمّار بن یاسرؓ: بعثتِ نبوی سے ۴۵ سال قبل یمن کا رہنے والا ایک شخص یاسر بن عامر اپنے ایک کھوئے ہوئے (مفقود الخبر) بھائی کو تلاش کرتا مکہ میں آنکلا اور پھر یہیں کا ہو رہا۔ ابو حذیفہ المغیرہ نے اپنی بیٹی سمیّہ کی شادی اس شخص سے کر دی اور اس کے بطن سے اُس کے یہاں دو بچے عمّار اور عبداللہ پیدا ہوئے، ابو حذیفہ کے لیے بیٹی داماد کے ساتھ دونوں بچے نانا کی جان تھے، نانا کا انتقال نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی ہو گیا۔ یاسر اُن کی بیوی سمیّہ اور دو بیٹے عمار اور عبداللہ، چار افراد کا یہ غیر ملکی خاندان اگرچہ کہ قریشی نہ تھا مگر اُس معاشرے میں ایک باعزت خاندان تھا۔ محمد الرسول اللہ ﷺ کی شادی سے کافی عرصے قبل (تقریباً پانچ برس پہلے) اس خاندان کا بڑا بیٹا عمّار آپؐ کے دوستوں میں شامل ہو چکا تھا۔ نبیؐ نے جب دعوت کی ابتدا کی تو ایک ساتھ سب لوگوں کے سامنے پیش نہ کی بلکہ تدریجاً یہ مختلف روابط تک پہنچی بالکل آغاز کے ایّام میں تو نہیں مگر پہلے ہی سال کے ابتدا ہی میں یہ دعوتِ ایمان آپؐ کے دوست عمّارؓ (یعنی جب بیس سالہ دوستی پختگی کو پہنچ چکی تھی) کے علم میں آئی اور جب اِن کو یہ دعوت پیش کی گئی تو وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے اور پھر والد والدہ اور بھائی بھی دین حق کے اس قافلے کے راہی بن گئے اور یہ خاندان، آلِ یاسر کہلایا، قریشی نہ ہونے اور باہر کے ہونے کے سبب کوئی والی وارث نہ تھا اس لیے اِن پر کفّارِ مکہ نے مصیبتوں کے پہاڑ توڑ دیے جس کی تفصیل ہم جب چوتھے سال سے شروع ہونے والے ابتلا و آزمائش کے دور کا تذکرہ کریں گے تو قارئین کے سامنے پیش کر سکیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے دیگر دوست واحباب جو بعد میں ایمان لائے اُن کا تذکرہ بھی اپنے مقام پر آئے گا۔ (ان شاءاللہ وماتوفیقی الا باللہ)

Marfat.com

ورقہ بن نوفلؓ کا اسلام

جب سیّدہ خدیجہؓ اپنے شوہر محمد ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفلؓ کے پاس آئیں کہ جو کچھ اُن کے ساتھ غارِ حرا میں پیش آیا ہے وہ اُس پر اپنے علم کے مطابق تبصرہ کریں تو اپنی بہن خدیجہؓ کے سامنے انھوں نے گواہی دی کہ اُن کے شوہر کے پاس وہی فرشتہ آیا ہے جو پہلے موسیٰ علیہ السلام کے پاس اللہ کی کتاب لے کر آتا تھا۔ ورقہ بن نوفلؓ نے یہ بھی وعدہ کیا کہ جب اہلِ مکہ اُنھیں مکہ سے نکالیں گے تو وہ آپ کی بھرپور مدد کریں گے۔ ان باتوں سے اُن کی بہن کی تسکین و تسلی ہو گئی [25]۔ ابھی تک چوں کہ حکمِ دعوت (یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ) نہیں ملا تھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے ذہن سے نبوت کی اس بھاری ذمے داری کے بوجھ کا خوف کامل طور پر رفع ہوا تھا، نہ آپؐ نے ورقہؓ کو اپنے متبعین اور مومنین میں شمولیت کی دعوت دی اور نہ ہی اس طور ورقہؓ نے اِس کا اعلان کیا، دعوت کا کام جب دوسرے روز ۲ شوال سے شروع کیا گیا تو حکمتِ عملی یہ بنی کہ قریبی حلقہ رفاقت و واقفیت میں سلیم الطبع لوگوں کو دعوت دی جائے اس ترتیب میں ورقہؓ کا نمبر نہیں آیا اور غالباً اِس کی وجہ یہ رہی ہو گی کہ اِن سے تکذیب کا کوئی خدشہ نہیں تھا اور یہ پہلے ہی مناسب وقتِ ضرورت پر مدد کا وعدہ فرما چکے تھے، چناں چہ آپ کو پیرانہ سالی میں نوجوانوں کے قافلے میں شمولیت کی دعوت دے کر اس آزمایش میں نہیں ڈالا گیا کہ مخالفتوں کا سامنا کرتے اور اس سے قبل کہ تین سال بعد دعوتِ عام (فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ) کا موقع آتا ورقہؓ آخرت کی جانب اپنے رب کے پاس حاضر ہو چکے تھے۔

مستضعفین کو جو آزمایش برداشت نہ کر سکیں اِس طرح ایمان کے اعلانِ عام سے روکنے کی اور بھی مثالیں ہیں جن کا ہم بعد میں مناسب جگہ تذکرہ کریں گے، تحریکاتِ اسلامی کے لیے یہ حکمتِ عملی آج بھی وزن رکھتی ہے۔ نبی ﷺ نے اُنھیں (ورقہؓ) خواب میں ریشمی لباس میں دیکھا۔ امّی جان سیّدہ خدیجہؓ نے آپؐ سے ورقہؓ کے انجام کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "میں نے ورقہ کو

---

[25] نبی ﷺ کا ایک عیسائی ورقہ بن نوفل کے ذریعہ اپنی نبوت کا یقین حاصل کرنا اور نبوت پر مطمئن ہونا بعید از قیاس ہے جیسا کہ شبلی نعمانیؒ نے لکھا کہ کسی بھی نبی کو اپنی نبوت میں شبہ لاحق نہیں ہوا۔ (شبلی نعمانیؒ، جلد اول: ۱۴۴) یہ اطمینان اور تسکین خود خدیجہؓ کا تھا۔

Marfat.com

خواب میں سفید لباس میں دیکھا، اگر وہ اہلِ جہنم میں سے ہوتے تو کسی اور لباس میں ہوتے"[26]۔ چناں چہ تمام علما آپ کے جنتی ہونے کا یقین رکھتے ہیں مگر آپ کو اوّل المسلمین میں اور طبقہ صحابہ کرام میں نہیں گنتے، تکنیکی اعتبار سے یہ بات بہت صحیح ہے مگر میری ناقص رائے یہ ہے کہ اگر کوئی اُنھیں مسلم گردانے اور ایمان لانے والا پہلا فرد قرار دے جیسا کہ ہمارے بعض علما ایسا جانتے ہیں تو اس میں کسی نزاع کی بات نہیں۔ ورقہؓ بن نوفل کو اللہ اپنے بہترین اکرام سے نوازے، وہ اُس وقت بھی اللہ وحدہٗ لا شریک کو پہچانتے اور مانتے تھے جب بعد میں ایمان لانے والے مہاجرین انصار کبار صحابہ اکرامؓ اس نعمتِ فہم وادراک سے نہ نوازے گئے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دل جوئی اور آنے والی کام یابیوں کی بشارت: سورۃ الضّحیٰ اور سورۃ الانشراح

اس سے قبل کہ ہم یہ دیکھیں کہ آپؐ نے اپنے رفیقِ خاص اور دیگر اہلِ ایمان کے ساتھ مل کر انذار کے حکم (یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢) کی تعمیل کے لیے کیا عملی اقدامات کیے یہ دیکھیں کہ خود آپؐ کی اپنی تربیت و تسکین کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا اقدامات اور اسباب مہیا کیے۔ فترۃ الوحی نے آپ کے اعصاب پر ایک بوجھ ڈالا تھا، اگرچہ کہ اہلِ مکہ کے خصوصاً اور اہلِ حجاز کے عموماً بتوں کی پرستش میں مبتلا ہونے نے آپ کو بہت زیادہ پریشان کیا تھا اور یہ بوجھ نبوت کے ساتھ ہدایت کے ملنے نے کم کر دیا تھا مگر یہ نو(۹) دن ۲۲ رمضان تا یکم شوال جبریلِ امین کیوں نہیں آئے تھے؟ یہ ایک سوال آپ کے ذہن میں تھا، شاید کہ باری تعالیٰ اس ہجر کے ذریعے وصال کی قدر آپؐ کے ذہن پاک میں گہری کرنا چاہتے ہوں، خود اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی کوئی بات نہیں فرمائی مگر یکے بعد دیگرے دو مرتبہ جبریل امین آپ کے پاس سامانِ تسکین و تسلی لے کر آئے، یہ سامانِ تسلی سورۃ الضّحیٰ اور سورۃ الانشراح پر مشتمل تھا۔

---

[26] پروفیسر صلاح الدین کاشمیری نے اپنی کتاب "سیرت پیغمبرِ انقلاب جلد اوّل: ۱۲۸" میں مفتی رشید احمد صاحب کے ارشاد القاری اور دیگر حوالوں سے ورقہ بن نوفلؓ کے ایمان، نصرتِ دین کے وعدے اور اُن کے جنتی ہونے کی بشارتوں پر عمدہ بحث کی ہے۔

Marfat.com

سورۃ الضُّحیٰ فترۃ الوحی سے جو "آپ کو یہ اندیشہ لاحق ہو رہا تھا کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا قصور تو نہیں ہو گیا جس کی وجہ سے میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہے اور اس نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ اُس پر سورۃ الضحیٰ میں آپ کو اطمینان دلایا گیا کہ وحی کے نزول کا سلسلہ کسی ناراضی کی بنا پر نہیں روکا گیا تھا، بلکہ اس میں وہی مصلحت کار فرما تھی جو روزِ روشن کے بعد رات کا سکون طاری کرنے میں کار فرما ہے۔ یعنی وحی کی تیز روشنی اگر آپ پر برابر پڑتی رہتی تو آپ کے اعصاب اُسے برداشت نہ کر سکتے۔ اس لیے بیچ میں وقفہ دیا گیا تاکہ آپ کو سکون مل جائے۔" (تفہیم القرآن)۔ سورۃ الضحیٰ کا مفہوم یہ ہے:

گواہ ہے روشنی بھرا دن اور اس کے بعد پُر سکون رات

کبھی ہمارا فرستادہ وحی کی روشنی تم پر ڈالتا ہے اور کبھی تمھیں پر سکوں چھوڑے رکھتا ہے

اے نبیؐ تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ بے زار ہے

تمھارے رب کے تم پر کیا کیا احسانات ہیں......... سوچو

کیا تم یتیم نہ تھے......... اور ہم نے تمھارے قدم جما دیے

تم دین سے واقف نہ تھے......... ہم نے ہدایت (بذریعہ نبوت) بخش دی

اور تم کو مالی طور پر کم زور پایا .... تو ہم نے مال دار کر دیا

ہم مزید احسان پر آمادہ ہیں......... سو جان لو اور یقین کر لو کہ

تمھاری دعوت دین کے لیے ہر آنے والا دور پہلے سے بہتر ہو گا

اور عن قریب اللہ اتنا دے گا .... دعوتِ دین کو اُس کام یابی و کام رانی سے نوازے گا

کہ تم خوش ہو جاؤ گے

پس اِن احسانات کا تقاضا یہ ہے

Marfat.com

یتیم پر سختی نہ کرو

سائل کو نہ جھڑکو

اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو

اِن آیات میں بشارت کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ آپ نبی بنائے ہی اسی لیے گئے ہیں کہ اللہ کا دین سارے ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے۔ یہ کام یوں ہی نہیں شروع کیا گیا ہے لہٰذا آپ پورے اطمینان اور یقین کے ساتھ دعوتِ دین اور اقامتِ دین کے کام میں لگ جایئے۔

ابھی کوئی کش مکش شروع تک نہیں ہوئی ہے، گنتی کے چند دنوں میں گنتی کے جن چند افراد سے بات کی ہے سب نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے، تاہم عقل کہہ رہی تھی کہ جب بات باہر نکلے گی تو یقیناً مخالفت ہو گی بس اپنے رسول کا دل جمانے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے بشارت دی کہ جو کام تمھیں سونپا ہے اس کا ہر آنے والا دور پہلے سے بہتر ہو گا وہ تمھیں اتنا نوازے گا کہ خوش ہو جاؤ گے، یہ نوازش ٹھیک بائیس سال اور دو ماہ بعد ۱۰ ذی الحجہ ۲۳ نبوی کو اسی شہر کے نواح میں واقع میدانِ عرفات میں پوری ہو گئی۔ یہاں ایک بات بہت توجہ کے قابل ہے کہ رسول اور اہلِ ایمان کو، دعوتِ دین، طہارت و پاکیزگی، نیکی اور احسان بلا کسی اجر کی تمنا اور کردار صبر و جماؤ کی جو تلقین سورہ مدثر میں کی گئی تھی اب یہاں مزید تلقین یہ ہے کہ یتیم، سوال کرنے والے غریب نادار سائل کو نہ جھڑکا جائے اور تحدیثِ نعمت بھی ہو۔ کارِ نبوت کے بالکل ابتدائی دور میں جو احکامات دیے جا رہے ہیں وہ اُن لوگوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں جو آج پھر دین کی غربت اور اجنبیت کے دور میں اُسے زندہ کرنے کے لیے اٹھنا چاہتے ہیں۔

سورۃ الانشراح میں بھی سورۃ الضحیٰ کی مانند آپ ﷺ پر احسانات اور پھر تسلی و تسکین کا موضوع جاری رہا اس سورۃ کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے:

Marfat.com

اے اللہ کے نبی ﷺ کیا ہم نے تمھارے سینے (دل و دماغ شعور ولا شعور) کو

ہدایت کے لیے نہیں کھول دیا؟

اور نہ دَفع کر دی .... تمھارے دل و دماغ پر سے وہ بھاری اُلجھن

جو زمانے کا چلن اور بتوں کی پرستش دیکھ کر تمھاری کمر توڑے ڈال رہی تھی۔

اور رہتی دنیا تک کے لیے تمھارے ذِکر کا آوازہ بلند کر دیا۔

پس حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کے ساتھ آسانی بھی آتی ہے۔

اس راہ میں یہ دونوں طرح کے دن آتے رہیں گے بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے

لٰہذا جب تم تبلیغِ دین کے اپنے فرضِ منصبی نبوت سے فارغ ہو جایا کرو

تو عبادت کی مشقت میں مصروف ہو جایا کرو اور اپنے رب کی طرف خوب راغب رہو

نبوت کے ان ابتدائی ۱۵ دنوں میں اب تک کی ہدایات برائے انذار و دعوتِ دین، طہارت و پاکیزگی، بلا کسی اجر کی تمنا کے نیکی اور احسان اور کردار میں صبر و جماؤ، یتیم، سائل اور نادار کو جھڑکنے پر پابندی اور تحدیثِ نعمت کے بعد اب محنت کے ساتھ عبادت میں مشغولیت کا حکم دیا جار ہا ہے۔ امت محمدیہ میں جب بھی لوگ احیائے دین اور دعوتِ دین کے لیے کھڑے ہوں گے یہی ہدایات مشعلِ راہ ہوں گی، جاننے والے جانتے ہیں کہ فی زمانہ تحریکات میں اِن سے اعراض یا اِن کو زیادہ اہم نہ جاننے اور ان کے مقابلے میں اہلِ باطل کے ساتھ اُن کے میدانوں میں اقتدار کی جنگ اور سیاسی بازی گری سے سارے خبائث پرورش پائے ہیں۔

سیّدنا ابو بکرؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دعوتِ دین میں لگ جانا

فترۃ الوحی کے بعد تیزی سے قرآن رسول اللہ پر ﷺ نازل ہوتا رہا اور آپ اپنے رفیق ابو بکرؓ کے ساتھ

Marfat.com

مل کر اللہ کے دین اور پیغام کو انسانوں تک پہنچانے میں اپنی جان کی قوت اور حکمت کے ساتھ مصروفِ عمل ہو گئے۔ سیّدنا ابو بکرؓ اپنی سرداری و وجاہت، علم و فضل، کریمانہ اخلاق و کردار، انکساری، خدمتِ خلق، تجارت اور مال داری کی بنا پر ایک بہت بڑا حلقہ تعارف رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ مردانہ حُسن و وجاہت کا ایسا دل کش حصہ آپؓ کو ملا تھا کہ آپؓ کو آپؓ کی خوب صورتی کی بنیاد پر عتیق کہا جاتا تھا۔ مجلسی آدمی تھے لوگ آپ کی محفل میں بیٹھنے سے اپنے آپ کو معزز خیال کرتے تھے۔ مکہ میں یہ بات بہت مشہور تھی کہ دو آدمی جو بے شمار اعتبارات سے بہت ملتے جلتے ہیں اور دوست بھی ہیں وہ بس محمدؐ اور ابو بکرؓ ہی ہیں۔ کون جانتا تھا کہ ایک دن ایک کو 'خاتم النبیین' اور دوسرے کو 'افضل البشر بعد الانبیا' بننا مقدّر ہے۔

سیّدنا ابو بکرؓ نے تیزی کے ساتھ اپنے حلقہ تعارف میں شامل مکہ کی نوجوان اہم شخصیات (VIPs) کو حکمت کے ساتھ اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی۔ آپؓ کی کوششوں سے مکّہ کے مشہور اور بڑے خاندانوں میں سے جو لوگ اسلام کے ابتدائی دنوں (غیر اعلانیہ دعوت کے دور میں) میں سیّدنا ابو بکرؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے ان میں سے کچھ عظیم ہستیوں کے نام یہ ہیں، یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر اسلام کی داغ بیل رکھی۔

(۱) سیّدنا عثمانؓ بن عفان [جو رسول اللہ ﷺ کے دو مرتبہ داماد بنے اور شیخین کے بعد جانشینِ مسندِ خلافت ہوئے]، (۲) سیّدنا زبیرؓ بن العوام، (۳) سیّدنا طلحہؓ بن عبید اللہ، (۴) سیّدنا عبد الرحمنؓ بن عوف، (۵) سیّدنا سعدؓ بن ابی وقاص، (۶) سیّدنا عثمانؓ بن مظعون، (۷) سیّدنا ابو عبیدہؓ بن الجراح، (۸) سیّدنا ابو سلمہ عبد اللہؓ اور (۹) سیّدنا ارقم بن ابی الارقمؓ۔

زندگی میں جنت کی خوش خبری پانے والے انسان: یہ نوٹ کرنے کی بات ہے کہ زندگی میں جن دس مبارک ہستیوں کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی اُن میں سے چھ افراد وہ ہیں جو سیّدنا ابو بکر صدیقؓ کی تبلیغی کوششوں سے اسلام میں داخل ہوئے۔ اِن چھ کے علاوہ اسلام میں داخل ہونے والے اوّلین اصحاب میں چوتھے اہم شخص سیّدنا خالدؓ بن سعید ہیں۔

Marfat.com

سیّدنا خالدؓ بن سعید: خالدؓ بن سعید کو بھی سیّدنا ابو بکرؓ نے اسلام کے لیے بارگاہِ نبوت میں پیش کیا۔ یہ ایک عجیب قصہ ہے، سیّدنا خالدؓ بن سعید نے خواب میں محمد ﷺ کو دیکھا کہ وہ اُنھیں آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچا رہے ہیں، یہ خواب خالدؓ بن سعید نے جناب صدیقِ اکبر کو سنایا تو آپؓ نے اُنھیں یہ بات بتائی کہ جنابِ محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نمایندہ (رسول) مقرر کر دیا ہے اور خالدؓ اپنی خواہش پر ایمان قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ افروز ہونے کے لیے اُن کے ساتھ دربارِ رسالت میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے براہِ راست خود خواب کے ذریعے خالدؓ بن سعید کو ہدایت عطا فرمائی مگر دربارِ نبوت میں پیشی کے لیے ذریعہ سیّدنا ابو بکر کو بنایا، کتنی بڑی سعادت ہے!!!

خود صدیقِ اکبر کو ملا کر ان دس میں سے سات سابقون الاوّلون اَفراد کی یہ ٹیم ہے جن کے سر خیل سیّدنا ابو بکرؓ صدیق ہیں! اسلام کی اشاعت و اقامت میں یہ ہے اُس یارِ غار کا حصہ (contribution) جسے زبانِ باری تعالیٰ نے ثانی اثنین کہا!!! جو دس ہستیاں عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اُن کے نام یہ ہیں:

(۱) سیّدنا ابو بکرؓ صدیق (۲) سیّدنا عمرؓ فاروق (۳) سیّدنا عثمانؓ بن عفّان (۴) سیّدنا علیؓ بن ابی طالب (۵) سیّدنا طلحہؓ الخیر بن عبیداللہ (۶) سیّدنا زبیرؓ بن العوام (۷) سیّدنا عبدالرحمنؓ بن عوفؓ (۸) سیّدنا سعدؓ بن ابی وقاص (۹) سیّدنا سعیدؓ بن زید (۱۰) سیّدنا ابو عبیدہؓ بن الجراح (خط کشیدہ نام اُن برگزیدہ ہستیوں کے ہیں جو سیّدنا ابو بکرؓ کی مساعی جمیلہ سے ایمان لائیں)

چوں کہ سنن ترمذی کی ایک ہی حدیث (۳۶۸۲) میں یہ دس اسمائے گرامی ایک ساتھ بیان ہوئے ہیں اس لیے اِن اصحاب کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ وگرنہ ان صحابہ اکرامؓ کے علاوہ اور اصحابؓ کو بھی جنت کی خوش خبری دی گئی ہے جیسے خدیجہؓ بنت خویلد، عبداللہؓ بن سلام اور عکاشہؓ بن محصن وغیرہ۔

سورۃ الفاتحہ کا نزول:

میرا غالب گمان یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ رسول اللہ ﷺ کو اولین نماز میں سکھا دی گئی ہو گی کہ سورۃ الفاتحہ کے بغیر صلوٰۃ کامل نہیں ہوتی۔ بحیثیت قرآن کی ایک سورۃ کے، وہ بھی جلد ہی جبریل امینؑ آپ

Marfat.com

کے پاس لے کر آ گئے، حتمی طور پر نزولی ترتیب میں اس کا متعین مقام معلوم نہیں ہے تاہم یہ علما کا ظنِ غالب ہے کہ یہ ابتدائی پانچ نازل ہونے والی تنزیلات میں سے ایک ہے۔ سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ اور سورۃ المدثر کی ابتدائی سات آیات یقیناً پہلی اور دوسری تنزیلات ہیں چناں چہ بعض اہلِ علم اس کو تیسری کے طور پر اپنی ترتیب میں رکھتے ہیں، تاہم اس پر اصرار کا کوئی جواز نہیں ہے، اِس کا قرآن میں مقام اور نماز میں اس کی فرضیت یہ تقاضہ کرتی ہے کہ یہ جلد ترین نازل ہوئی ہو گی تاہم صحیح ترین روایات کی موجودگی میں اس کو العلق اور المدثر پر سبقت نہیں دی جا سکتی اور چوں کہ العلق اور المدثر کے درمیان فترۃ الوحی حائل ہے اِس لیے سامانِ تسکین و تسلی سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الانشراح میں نازل ہوا، لہٰذا اِن دونوں کا مقام فترۃ الوحی کے فوراً بعد بنتا ہے اور اُس کے بعد سورۃ الفاتحہ ہی کا مقام بنتا ہے۔

یہ سورۃ ایک انداز سے قرآن مجید کا پیشِ لفظ یا مقدمہ ہے، رب العالمین اپنے بندوں کو دُعائے حقیقی اور دُعا مانگنے کا طریقہ سکھاتے ہیں کہ اُس کی تعریف و توصیف کے بعد راہِ ہدایت طلب کی جائے اور ہدایت وہی معتبر ہے کہ جس پہ چلنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام نازل فرمایا اور پناہ چاہی ہے اغوائے شیطانی کا شکار ہو کر اُس کے غضب کا نشانہ بننے والوں میں شمار کیے جانے پر اور سیدھی راہ (سواء السبیل) گم کر کے بھول بھلیوں میں کھو جانے پر! اس دُعا کے جواب میں خود دُعا سکھانے والا یہ پوری کتاب سامنے رکھ دیتا ہے۔ یہ قرآن کا سورۃ فاتحہ سے تعلق ہے اور یہ قرآن میں سورہ کا مقام ہے۔

لکھنے والوں نے اس کی تفسیر پر صفحات پہ صفحات اور ضخیم کتابیں لکھ دی ہیں مگر پھر بھی آج امت اس کے ادراک سے قاصر، ضلالت کے اندھیاروں میں ٹھوکریں کھا رہی ہے، اللہ کی ناراضگی کا شکار اور اُس کے انعاماتِ عالیہ سے جو دین کے قیام کے بعد اُس کی برکتوں کی شکل میں امامتِ اقوام کی شکل میں حاصل ہوتے ہیں بہت دور کھڑی ہے، بس خالی اور معانی سے عاری اِس کی تلاوت باقی ہے جو بے روح نمازوں میں اور کبھی وہ مُردوں پر اور قبروں پر پڑھ لی جاتی ہے اور اس جرم میں اللہ کا غضب ہے جو اس امت مرحوم کا آج مقدر بنا ہے اغیار کی غلامی میں مسلم قوم شرق تا غرب مست ہے، وجہ اس کے سوا کچھ نہیں

Marfat.com

کہ نمازوں میں اور تلاوتوں میں اس کا مفہوم حلق سے نیچے نہیں اترتا کہ ایمانِ خالص سے امتِ مرحوم محروم ہے، نہ جانے یہ محرومی کب تک ہمارا مقدر رہے گی!!

جب یہ نازل ہوئی اُس وقت رسول اللہ ﷺ جیسے مربّی کی موجودگی میں عرب کے اس سیدھے سادے معاشرے میں اور قریب کی سرزمین میں قوموں کے عروج وزوال کی داستانوں کے عام طور پر جانے، جانے نے اِس کے مخاطبین کو ایک ایک لفظ کا ادراک بہم پہنچا دیا، اُن کی نمازوں میں اور تلاوت میں اس کی حقیقی روح جاری وساری رہی اور نتیجتاً اس کے نزول کے ساڑھے بائیس سال کے اندر چشمِ حقیقت سے اس کے پڑھنے والوں نے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں اپنا شمار ہوتے دیکھ لیا۔ ذیل میں اس سورۃ کا تفہیم القرآن سے ترجمہ درج ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے تفاسیر سے زیادہ اللہ پر ہر شائبہ شرک سے پاک وہ ایمانِ خالص درکار ہے جو نبی ﷺ اور صحابہ اکرامؓ کا ایمان تھا۔

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔

تمام تعریف اور شکر اللہ ہی کے لیے ہے

جو تمام کائنات کا رب ہے، رحمان اور رحیم ہے

روزِ جزا کا مالک ہے۔

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں

اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں

ہمیں سیدھا راستہ دکھا

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا

جو معتوب نہیں ہوئے، جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں آمین

Marfat.com

غالب گمان یہ ہے کہ سُورَۃُ الضُّحٰی اور سُورَۃُ الاِنْشِرَاح کے بعد شوال ہی کے مہینے میں کسی وقت، ایک آدھ دن بعد جلد ہی آپ کے سینہ مبارک پر سورۃ الفاتحہ جبریل امین نے القا کی ہو گی۔

تین اوّلین اسلامی گھرانے: [نبی کریم ﷺ اور رفیق خاص ابو بکرؓ کے گھرانوں کے بعد]

سیّدنا خالد بن سعیدؓ جن کا تذکرہ سیّدنا ابو بکرؓ کی مساعی جمیلہ کے ذیل میں بر سبیل تذکرہ آچکا ہے اوّلین اسلام سے سرفراز ہونے والے اصحاب میں سے تھے، ایمان لانے والے مردوں میں آپ کا نمبر چوتھا ہے، آپ کی بیوی امینہ یا امیمہؓ بھی آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں اور یوں یہ دو بزرگوں کے خاندانوں کے بعد تیسرا دعوتی اور مشنری گھرانہ بن گیا۔

زید بن نفیل اور خطاب بن نفیل (سیّدنا عمر فاروقؓ کے والد) آپس میں بھائی تھے، زید اُن چند لوگوں میں سے تھے جنھوں نے نبی ﷺ کی بعثت سے قبل بت پرستی سے انکار کر دیا تھا اور اس بنا پر مظالم کا شکار ہوئے اور مکہ سے نکالے گئے تھے اور آپؐ کے ظہور سے قبل انتقال کر گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زید ایک فردِ واحد کی امت بنا کر قیامت کے روز کھڑے کیے جائیں گے۔ آپ کے بیٹے سعید بن زیدؓ نے جونہی نبی ﷺ کی دعوت سنی تو ایمان لے آئے، آپ کی شان اور بلند مرتبہ یہ ہے کہ آپؓ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ آپ کی بیوی فاطمہؓ بنت خطاب جو عمر فاروقؓ کی سگی بہن تھیں وہ بھی ایمان میں سبقت لے گئیں، ایمان لانے والی خواتین میں وہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی اور بیٹیوں کے بعد نمبر رکھتی ہیں، یہ وہ ہیں جو خباب بن ارتؓ سے قرآن سیکھ رہی تھیں اور پھر جنھوں نے اپنے شوہر کے ساتھ اپنے بھائی (عمرؓ) کے ہاتھوں ایمان لانے کے جرم میں مار کھائی تھی، یہ تھا چوتھا دعوتی اور مشنری گھرانہ۔ سعید بن زیدؓ کی بہن عاتکہ بنت زیدؓ بھی بڑے زیرک باپ کی زیرک بیٹی اور عبداللہؓ بن ابو بکرؓ کی بیوی تھیں، وہ بھی ایمان لا چکی تھیں۔

سیّدنا یاسرؓ کا تذکرہ ہم نبی ﷺ کے دوستوں کے ضمن میں کر چکے ہیں، اِن کی بیوی سمیہؓ اور دونوں بیٹوں سیّدنا عمارؓ اور عبداللہؓ پر مشتمل یہ 'آلِ یاسرؓ' اسلام قبول کرنے والا ابتدائی پانچواں مسلم گھرانہ

Marfat.com

تھا۔ فردِ واحد کے مقابلے میں خاندانوں کے اِن یونٹوں نے اسلام کو بہت تقویت پہنچائی، آج بھی دعوتِ دین کے لیے مسلم انقلابی خاندانی یونٹ زیادہ موثر ہیں۔ دورِ حاضر میں جن احیائی اسلامی تحریکات کے قائدین کے گھرانے اس طرح کے انقلابی یونٹ بنے وہاں دعوت میں برکت کا عالم دیگر کے مقابلے میں بہت بہتر رہا۔

آنے والے ڈھائی برسوں میں دعوتی اور تربیتی کام

اِس سال ۹ ربیع الاول کو آپ ﷺ کے نبی مبعوث ہونے کے بعد ۲۱ رمضان المبارک تک جب آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی آپ کا زیادہ وقت تعبد و تحنث میں گزرا، اعتکاف سے واپسی پر آپؐ کو اُٹھنے اور کبریائی رب بیان کرنے کا حکم ملا اور اسی دوران آپ کو سُوْرَۃُ الضُّحٰی، سُوْرَۃُ الِانْشِرَاح اور سُوْرَۃُ الْفَاتِحَہ سے نوازا گیا جن کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ اِن چھ ماہ کے بعد آنے والے ڈھائی برسوں میں دعوت و تبلیغ بڑی حکمت کے ساتھ اپنے قریبی حلقوں میں دھیمے انداز میں اس طرح دی گئی کہ رائج الوقت سسٹم (نظامِ باطل) سے کوئی ٹکراو مول نہیں لیا گیا۔

یہ کوئی خفیہ تحریک نہیں تھی بلکہ اُس وقت حکمت کا تقاضہ یہ تھا کہ ٹکراؤ نہ ہو اور سابقون الاوّلون جاں نثاروں کا ایک ایسا تربیت یافتہ گروہ تیار ہو جائے جو ٹکراو کے موقع پر ثبات دکھا سکے۔ اس دوران کوئی اہم واقعہ رونما نہیں ہوا کہ اہم واقعات تو کش مکش اور ٹکراؤ میں جنم لیتے ہیں جیسا کہ ہم دیکھیں گے کہ اِن تین برسوں (چھ ماہ+ڈھائی سال) کے بعد ایک دم مہماتی انداز میں پہاڑی کے وعظ سے دعوتِ عام اور باطل سے ٹکراو کے ایک صبر آزما مرحلہ کا آغاز ہوا۔ اِس دھیمے انداز کے ڈھائی سالہ مرحلے کے پہلے چھ ماہ میں نازل ہونے والا قرآن الْاَعْلٰی، الْعَصْر، الْعَادِیَات، التَّکَاثُر، الْفِیل، الْقُرَیْش، اور الْقَدْر نامی سورتوں پر مشتمل رہا، جس کے ذریعے دعوتی کام کے ساتھ خاموشی سے نفوس کا تزکیہ بھی ہوتا رہا۔

آنے والی گفتگو میں ہم قرآن کی تعلیمات اور اس دور میں ایمان لانے والوں کا مبارک تذکرہ جاری

Marfat.com

رکھیں گے۔ ان شاءاللہ

Marfat.com

باب ششم

سابقون الاوّلون (ابتدائی ٹیم) کی پہلے چھ ماہ میں قرآنی تربیت سے فیض یابی

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم

سابقون الاوّلون کی پہلے چھ ماہ میں قرآنی تربیت

کارِ نبوت کے آغاز میں اب سورۃ لاعلیٰ کے ذریعے تسبیح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے، آج جب ہم نبی ﷺ سے ڈیڑھ ہزار برسوں کی دوری پر کھڑے ہیں تو مروجہ روایتی اسلام میں تسبیح کا مطلب عوام اس کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ تسبیح کے دانوں پر سبحان اللہ، سبحان اللہ کر لیا جائے یا پھر انگلیوں کے پوروں پر اس کو دہرا لیا جائے۔ جب کہ اُس وقت سبحان اللہ کہنے والا بھی جانتا تھا اور سننے والے بھی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "اللہ پاک ہے"۔ اللہ کس بات سے پاک ہے؟ نعوذ باللہ کیا کسی ظاہری گندگی سے پاکی کا اعلان ہے؟ نہیں، ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ کو کوئی گندگی نہیں لگتی۔ اللہ کے لیے اُس شرک سے پاکی کا اعلان ہے جو لوگ اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون۔ اُس نے اپنا کوئی شریک نہیں بنایا، نہ کسی کو بیٹا بنایا نہ کسی کو بیٹی، نہ ہی اپنی ذات کے کسی حصے سے کسی کو پیدا کیا۔ اہلِ مکّہ نے جو لات، منات عزّیٰ اور ھُبل کے بت رکھے ہوئے تھے، تسبیح اس کا اعلان تھی کہ وہ کسی کام کے نہیں، نفع نقصان پہنچانے میں اُن کا کوئی دخل نہیں ہے، اللہ کی پیدا کردہ کائنات و سلطنت ایسے شریکوں کی شرکت سے پاک ہے۔ ایک ہی حاکمِ اعلیٰ ہے اور ایک اللہ ہی کی ذات ہے جس کی بے چون وچرا اطاعت لازمی ہے۔

سبحان اللہ کہنے کا صاف مطلب یہ تھا کہ "اے مکہ کے سردارو! اللہ اس بات سے پاک ہے کہ تم کو حاکمیت، قانون سازی اور مطاع ہونے کے اختیارات میں شریک کر لے۔" اللہ کے پیدا کیے ہوئے انسانوں [مراد ہیں اہلِ الملا: صاحبانِ سرمایہ، عزت و اقتدار] سے فرماں روائی اور اُلوہیت کے سارے حقوق چھین کر صرف ایک اللہ کے لیے مخصوص کرنے کا اعلان "سبحان اللہ" کی ہر صدا میں موجود تھا، جس طرح جب دورانِ نماز امام غلطی کرتا ہے تو سبحان اللہ کہنا اس کا اعلان ہوتا ہے کہ کوئی غلطی ہو گئی،

Marfat.com

اور غلطی تو انسان سے ممکن ہے کہ صرف باری تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو ہر غلطی سے پاک ہے۔
سبحان اللہ کہنے کی تاکید کا مکّہ کے ماحول میں یہ مطلب اور اعلان تھا کہ "اے فرماں روائی کے منصب پر براجمان سردار و اور لیڈر و اللہ اِس غلطی سے پاک ہے کہ وہ تمھیں حاکمیت و قانون سازی کے اختیارات دے دے اور تم کو واجب الاطاعت قرار دے۔"

اس سورۃ میں آپ ﷺ کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ جب آپ پر جبرائیل امین قرآن نازل کر رہے ہوں تو اس کو بھول جانے کے خوف سے نہ دہرایئے اِسے آپ کو حفظ کرا دینا ہمارا (اللہ کا) کام ہے۔ محمد الرسول اللہ ﷺ اور آپ کے متبعین کی زبانیں تسبیح و ذکر سے تر رہیں، تزکیے کی فکر ہو، نماز کی ادائیگی کا اہتمام ہو کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے، یہ بات گرہ میں باندھ لی جائے کہ اس کے بغیر اللہ کے دین پر نہیں چلا جا سکتا۔

سورۃ الاعلیٰ

آسمانی ادب [تسبیح کا حکم، تزکیے، اللہ کے ذکر اور نماز کا حکم] سورۃ الاعلیٰ سے ماخوذ

اے کہ تبلیغِ دین پر مامور لوگو!

جان لو اور خوب کہو "سبحان اللہ" کہ تمھارا رب ---- بزرگ و برتر

مبرّا و پاک ہے اُن سارے شریکوں سے اور غلط تصورات سے

جو اُس کے بارے میں لوگوں (اہلِ مکہ) نے گھڑ لیے اور اپنے باپ دادا سے پائے ہیں

تمھارا رب بزرگ و برتر

اس کائنات کا خالق،

Marfat.com

کائنات ساری کی ساری

تمام اجزا میں ایک حسین تناسب اور امتزاج کے ساتھ

اسی خالق نے تو بنائی ہے!

وہ خالق جس نے ہر چیز پیدا کی ایک ڈیزائن اور منصوبے (تقدیر) کے ساتھ

وہی تو اُس منصوبے (تقدیر) کو تکمیل کی راہ دکھاتا ہے۔

[جیسا کہ اللہ نے راہ دکھائی چاند کو نکلنے، سورج کو ڈوبنے، مچھلی کو تیرنے، چڑیا کو اڑنے، انسان کو سوچنے اور بولنے کی--]

ایک عام مشاہدے کی بات---- دیکھو اللہ ہی تو ہے جو یہ نباتات اور فصلیں اُگاتا ہے

پھر اُن کو سیاہ کُوڑا کرکٹ بنا دیتا ہے۔

اسی طرح ایک دن ساری تخلیق اپنے منصوبے کے مطابق کام انجام دے کر بھس بن جائے گی!!!

اے کہ تبلیغِ دین پر مامور ہمارے نبی!

ہم یہ قرآن تمھیں یاد کرا دیں گے اس طرح کہ پھر تم بھولو گے نہیں

سوائے قرآن کے اُس حصے کے جو اللہ خود تمھیں بھلانا چاہے

وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اُس کو بھی جانتا ہے۔

اور جو ہماری راہ میں چلے گا اُس کو آسانی مہیا کریں گے

Marfat.com

پس لوگوں کو اچھی باتوں کی نصیحت کرو، نصیحت تو ضرور نفع بخش ہوتی ہے۔

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ نصیحت ضرور قبول کر لے گا

جو انتہائی بد بخت ہو گا وہ تمھاری نصیحت سے سرکشی کرے گا

پھر بڑی آگ میں ڈالا جائے گا،---- نہ وہاں اس میں مرے گا اور نہ جینے کا مزہ پائے گا۔

کام یاب ہے وہ شخص جس نے پاکیزگی اختیار کی

اپنے ربّ کا نام لیتا رہا، اُس کو ہر دم یاد رکھا پھر نماز پڑھی۔

مگر تم لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو!

حالاں کہ آخرت تو بہت بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے!

یہ کوئی نئی بات نہیں

یہی بات آسمان سے نازل ہوئی پہلی کتابوں میں بھی کہی گئی تھی

ابراہیمؑ اور موسیٰؑ پر نازل ہونے والے صحیفوں میں۔

******

سورۃ الاعلیٰ کے بعد سورۃ العصر نازل ہوئی جو قرآن حکیم کی مختصر ترین سورتوں میں سے ایک ہے، جس کے بارے میں بعض علما کا قول ہے کہ صرف یہ ہی انسانوں کی ہدایت کے لیے کافی ہے[27]۔ غور فرمائیں

[27] لولم ینزل من القرآن سواھا لکفت الناس اگر قرانِ حکیم میں اس سورہِ مبارکہ کے سوا اور کچھ بھی نازل نہ ہوتا تو صرف یہی ایک سورۃ انسانوں کی ہدایت کے لیے کافی ہوتی۔ [قول امام شافعی، بحوالہ تفسیر محمد عبدہ]

Marfat.com

کہ جب دین اسلام کی بنیادیں اللہ کا آخری نبی رکھ رہا تھا تو کس طرح اُس کی اور اُس کے ساتھیوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ تربیت فرما رہے تھے۔ اُن کے سامنے بس زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ ایمانِ خالص، نیک اعمال اور حق پر جمنا، اُس کی تبلیغ اور ساتھیوں کو بھی جماؤ کی تلقین۔ اِن اوصاف کے ساتھ نبی ﷺ کی ٹیم روزِ اوّل سے تیار ہوئی اور وہ پھر اس زمین پر ایک تاریخ ساز انقلاب لانے میں کام یاب ہوئی۔

سورۃ العصر

آسمانی ادب [لوازمِ نجات] سورۃ العصر سے ماخوذ

ہر گزرتی گھڑی کیا،--لمحہ لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ

بلاشبہ انسان بڑے نقصان میں ہے

سوائے اُن لوگوں کے جو

ایمان لائے

نیک اعمال کرتے رہے

اور ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی نصیحت

اور اس نیکی پر چلنے کی راہ میں آنے والے مصائب اور پریشانیوں پر

ایک دوسرے کو جمے رہنے کی تلقین کرتے رہے

******

سورۃ العصر کے بعد اس مختصر سے گروہ کے سامنے اب سورۃ العادیات اُتاری گئی ہے۔ وفاداری کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ آنے والے دنوں میں اس ٹیم کو اپنے رب کے سامنے باطل سے مقابلہ کرتے ہوئے وفاداری کا ثبوت دینا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تیار ہونے والی ٹیم کے دل سے دنیا کی محبت کم کر کے اور دنیا کو

Marfat.com

بے حقیقت بنا کر رکھنا تھا تا کہ زہد و تقویٰ سے معمور ایک ایسا گروہ تیار ہو جائے جو اپنے رب سے ملاقات کا بے گماں یقین رکھتا ہو۔

سورۃ العادیات

آسمانی ادب [وفاداری کی تعلیم] سورۃ العادیات سے ماخوذ

ذرا اپنے وفاداروں کو دیکھو

اپنے وفادار گھوڑوں کو دیکھو

تمھارا کھاتے ہیں تو پھر کس طرح تمھارا حکم بجالاتے ہیں

تمھاری خاطر دوڑتے ہوئے پھُنکاریں مارتے ہوئے

اتنی تیز کہ پتھروں پر چنگاریاں جھاڑتے ہوئے

جب چاہو اُنھیں لے جاؤ

شام ہو یا صبح

سویرے سویرے چھاپہ مارو

پھُرتی کے ساتھ، کوئی سستی نہیں

تیزی اتنی کہ گرد و غبار اُڑاتے ہیں

پھر بے خوف اِسی حالت میں دشمنوں کے کسی مجمع کے اندر جا گھستے ہیں

Marfat.com

یہ تو ہے گھوڑوں کی اپنے مالک سے وفاداری!

مگر افسوس انسان اپنے رب کا گھوڑے جتنا بھی وفادار نہیں!

حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے

اللہ کو بھلا کر شیطان کی پیروی میں خود اس کی زندگی اور اس میں اس کی مشغولیت اس پر گواہی دیتی ہے

وہ مال و دولت کی محبت میں بُری طرح مبتلا ہے

تو کیا وہ اُس وقت کو نہیں جانتا

جب نکال لی جائیں گی-اور--زندہ کر دی جائیں گی

وہ لاشیں جو قبروں میں دفن کر دی گئی تھیں

اور سینوں سے بر آمد کر لیا جائے گا

سارے اعمال کے پیچھے نیتوں اور افکار و فلسفوں کا خزانہ

خوب ان کی جانچ پڑتال کی جائے گی!

یقیناً انسان کا رب اُس روز اُس کی خبر لینے کے لیے اُس کے کرتوتوں سے خوب باخبر ہو گا۔

******

اور اب دیکھیے روح الامین سورۃ التکاثر لے کر نازل ہو رہے ہیں، آخرت کی خاطر، رب کی خاطر جو تحریک چلے اُس میں دنیا کے بندے، دینار و درہم کے بندے کام نہیں کر سکتے۔ روزِ اوّل سے قدسیوں کی مانند صحابہ کی اس ٹیم کو دنیا کی محبت سے دور رکھنا اللہ رب العالمین نے ضروری اور اہم خیال کیا، آج بھی اور مستقبل میں بھی، جب بھی احیائے دین کے لیے کوئی ٹیم اٹھے گی اُس کو یقیناً معیارِ زندگی کی دوڑ سے اجتناب کرنا ہو گا۔

Marfat.com

سورۃ التکاثر

آسمانی ادب [معیارِ زندگی کی دوڑ سے اجتناب] سورۃ التکاثر سے ماخوذ

زیادہ سے زیادہ اور ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر

دنیا کمانے کی ہوس نے تم لوگوں کو

اللہ اور آخرت سے غفلت میں ڈال رکھا ہے

یہاں تک کہ اِسی فکر میں کھوئے اور ڈوبے تم قبروں تک پہنچ جاتے ہو

حماقت کی بات ہے، بالکل غلط رویہ ہے

جلد ہی تم کو معلوم ہو جائے گا

تمھارے خیالات اور تمھارا بالکل غلط رَوّیہ

سُنو کہ تمھارے خیالات اور تمھارا بالکل غلط رَوّیہ

عن قریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔

ہر گز نہیں، اگر تمھیں اِس روش کے انجام کا علم ہوتا

تم جانتے ہوتے تو دنیا طلبی کے لیے تمھارا یہ طرزِ عمل ہر گز نہ ہوتا

ایک دن آئے گا تم دوزخ دیکھ کر رہو گے!

سر کی آنکھوں سے تم بالکل یقین کے ساتھ اُسے دیکھ لو گے!

پھر ضرور بالضرور اُس دن تم سے اِن نعمتوں کے بارے میں ----

جو ہم نے تمھیں اس دنیا میں دی تھیں

جن کے لیے تم مرے جاتے تھے اور جن کو تم حاصلِ زندگی جانتے تھے

Marfat.com

سنو ضرور بالضرور گن گن کے ایک ایک نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا

******

رسول اللہ ﷺ کی ٹیم ابھی مختصر ہے اور اکثریت نوجوانوں کی ہے۔ فی الحال کوئی کش مکش بھی شروع نہیں ہوئی ہے۔ یہی بہترین موقع تھا کہ ان افراد کو فلسفہ زندگی سمجھا دیا جاتا، جیسا کہ آپ اوپر کی آیات میں دیکھ چکے ہیں کہ سارا زور اس پر ہے کہ دنیا سے بے رغبتی ہو، آخرت پر نظریں جم جائیں، زبانیں تسبیح و ذکر سے تر رہیں، تزکیے کی فکر ہو، نیک اعمال اور پھر اُن پر جماؤ ہو، اللہ کے دین کے لیے اٹھنے والے، ایک دنیا کو تبدیل کرنے والے گھوڑوں کی مانند چست و تیز رو اور مالک کے وفادار ہوں، زندگی میں سادگی اتنی ہو کہ زیادہ سامانِ زندگی بوجھ محسوس ہو کہ ایک ایک چیز کا حساب دینا ہے۔ اس دوران دوسرے مسائل نہیں اُٹھائے گئے نہ اُن سے تعرض کیا گیا، سیاسی اقتدار کی منتقلی کا مطالبہ نہیں تھا، نکاح وطلاق کے مسائل، جنگ اور مالِ غنیمت، ڈاڑھی کی مقدار اور پائنچوں کی لمبائی زندگی کے اصلی اِشوز (issues) نہ تھے، اصل اِشوز وہی تھے جن کا اوپر مذکورہ سورتوں میں تذکرہ ہوا۔ جب جب روایتی اسلام کے مقابلے میں نسلی مسلمانوں کے درمیان حقیقی اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوششیں ہوں گی، اُسی اسلام کی جو اللہ رب العالمین نے اپنے نبی کی طرف بھیجا تھا، تو بالیقین اُسی ترتیب پر افرادِ کار کی ٹریننگ درکار ہوگی جس ترتیب پر روح الامین کی پیہم آمد کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ نے تربیت فرمائی تھی۔

تربیت کا اب ایک نیا انداز سامنے آرہا ہے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ نبی ﷺ نے ابھی عام لوگوں کو دین کی دعوت دینی شروع نہیں کی ہے۔ نازل ہونے والی سورتوں کے مخاطب فی الوقت صرف اور صرف یہ چند لوگ ہیں جو ایمان لا چکے ہیں، اِن کو مکّہ کی تاریخ (History)، معیشت (Economy) اور معاشرت (Social Behaviour) سے متعلق کچھ اشارات دیے جا رہے ہیں کہ داعی کو خصوصاً نوجوانوں کو جس ماحول میں وہ کام کر رہے ہوں، وہاں کے تاریخی حقائق کے ساتھ معاشرتی اور معاشی رَوں (Currents) سے لازماً واقف ہونا چاہیے کہ اس کے بغیر آپ اپنے مخاطبین کو نہ سمجھ سکتے ہیں نہ اُن سے بات کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

پھر یہ علم آپ کو باطل سے مقابلے کا درکار ہوتا ہے۔ جس قامت کے لوگ آپ کے سامنے ہیں، آپ کو اُن سے بات کرنی ہے، جس وقت نبی ﷺ اپنی دعوت دے رہے تھے مکتبی تعلیم بہت محدود تھی، پرنٹنگ پریس کا وجود تک نہ تھا، ایسی لائبریریاں نہ تھیں جہاں ہر موضوع پر لاکھوں کتب موجود ہوں۔ موجودہ دور کے انداز کی وسیع وعریض یونی ورسٹیاں نہ تھیں، جب یہود نے اپنی علمی برتری کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ سے تاریخی سوالات کرنے شروع کیے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کی معاونت فرمائی۔ ختمِ نبوت کے باعث آج یہ سہولت میسر نہیں ہے چناں چہ اسلام کے احیا کے لیے کام کرنے والے پہلے طبقے کو جو قیادت کا رول ادا کرے گا یقیناً سوشل سائینسز کے علمی میدانوں میں باطل قوتوں کے مقابلہ میں لازماً برتری ثابت کرنا ہوگی۔

سورۃ الفیل

آسمانی ادب [تبلیغِ دین تاریخی، معاشی اور معاشرتی حقائق کے تناظر میں]
سورۃ الفیل اور القریش سے ماخوذ

کچھ ہی سال پہلے کی تو بات ہے

اور تمھارے درمیان وہ لوگ زندہ موجود ہیں

جنھوں نے پورا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ

اللہ کے گھر کو مسمار کرنے کے لیے جب ہاتھی والوں نے چڑھائی کی تو

تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا عبرت ناک سلوک کیا؟

ساری شان وشوکت، نفری اور اسلحے کے باوجود

کیا اللہ نے اُن کے سارے منصوبے کو غارت نہیں کر دیا؟

Marfat.com

وہ کون تھا جس نے ابرہہ کی اُس بارُعب فوج پر پرندوں کے جھُنڈ بھیج دیے

جو اُن پر پکی ہوئی مٹّی کی گولیاں پھینک رہے تھے

پھر وہ گر مَر کر واپس بھاگ رہے تھے

ساٹھ ہزار کے ساٹھ ہزار، ایک بھی نہ بچا،

اُن کے میدانوں میں پڑے ہوئے لاشے اور جانوروں کے نوچے ہوئے اجسام

زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ

ایک واحد و قہار اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت کی خاطر دشمنوں سے انتقام لے لیا!

اور اُن کا یہ حال کر دیا

جیسے بھوکے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا اِدھر اُدھر بچا پڑا ہو!

******

سورۃ القریش

اے قریش کے لوگو!

جب تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اللہ ہی ہے

جس نے تمھیں بھُوک سے بچا کر کھانے کو دیا

اور بیت اللہ کی قربت کے ناطے خوف سے بچا کر امن عطا کیا

پھر حالتِ امن کے ذریعے

جاڑے اور گرمی کے تجارتی سفروں سے تمھاری تجارتوں کو فروغ بخشا

اور تمھیں فاقہ زدگی سے بچا کر یہ خوش حالی نصیب فرمائی

Marfat.com

پھر تو تمھیں اسی کی عبادت کرنی چاہیے!

******

اسلوب و معانی کے لحاظ سے سورۃ الفیل اور القریش دونوں سورتیں ایک دوسرے سے انتہائی یکسانیت و مناسبت رکھتی ہیں۔ اتنی کہ گمان ہوتا ہے کہ دو نہیں بلکہ یہ ایک ہی مسلسل سورۃ ہے، رسول اللہ ﷺ سے ایک بار ان دونوں کی مسلسل بلا فصل (دونوں کے درمیان بغیر بسم اللہ کے) تلاوت بھی منقول ہے۔ یہ دونوں سورتیں نزولی ترتیب میں بھی یک جا ہیں اور مصحف میں ان کی توفیقی ترتیبِ تلاوت بھی یکے بعد دیگرے ہے جیسا کہ جامعینِ قرآن نے اس بات کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ان دونوں کے درمیان تسمیہ (بسم اللہ) رکھ کر ان کو جُدا جُدا سورتوں کی حیثیت میں رکھا۔

اب ان کے بعد اس دور (نبوت کے بالکل ابتدائی دور یعنی سورۃ المدثر کی پہلی آیات کے چھ ماہ بعد تک) کی آخری سورۃ ہے سورۃ القدر جو قرآن کے نزول کی تاریخ اور کیفیت پر ایک گواہی ہے، مزید یہ اس مبارک رات میں لوگوں کو عبادت پر ابھارنے والی بھی ہے۔

سورۃ القدر

آسمانی ادب [وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوعِ فجر تک] سورۃ القدر سے ماخوذ

تقدیروں کے فیصلے کیے جانے والی رات

وہ مبارک رات، شبِ قدر ہی تو ہے

جس میں خالقِ کائنات نے اِس قرآن کو نازل کیا ہے

قرآن کے نزول کا آغاز کیا گیا یا پورا قرآن جبریلِ امین کے حوالے کیا گیا

کہ پھر اُس میں سے حکمِ الٰہی کے مطابق

Marfat.com

تھوڑا تھوڑا، موقع بہ موقع آیندہ ۲۳ برس تک آپ کے سینہ مبارک پر نازل کیا جاتا رہا۔

پس اے لوگو! تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے؟

اپنی اہمیت کے لحاظ سے

قدر کی یہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے

فرشتے اور رُوح الامین اُس میں اپنے ربّ کے اِذن سے

سال آئندہ میں انجام پانے والے تمام فیصلے لے کر اُترتے ہیں

وہ رات سراسر سلامتی ہے

اپنے رب کے حضور جھکنے، عاجزی کرنے اور عفو و درگزر طلب کرنے والوں کے لیے

طلوعِ فجر تک۔

******

نبی ﷺ کی دعوت کے پہلے چھ ماہ (شوال تا ربیع الاوّل نبوی سالِ اوّل) میں قرآن کی تعلیمات کا ایک مختصر تعارف اللہ کی توفیق سے مکمل ہوا۔ مطالعہ کرنے والے جو کچھ اس میں کوتاہی محسوس کریں وہ فقیر کو اس سے ضرور مطلع کریں۔ آنے والی گفتگو میں ہم اُس دور میں ایمان لانے والوں کا مبارک تذکرہ جاری رکھیں گے (اِن شاءاللہ)۔ تاکہ دیکھا جاسکے کہ اِن تعلیمات سے فیض یاب ہو کر رسول اللہ ﷺ کے مدرسے سے کس پائے کے افراد تیار ہوئے۔

Marfat.com

وہ بجلی کا کڑکا تھا؟ یا صوتِ ہادی؟ - عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی!!!

باب ہفتم

عظیم ہستیاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابتدائی ایام میں ایمان لائیں

Marfat.com

Marfat.com

باب ہفتم

کاروانِ نبوت میں شامل عظیم ہستیاں جو رسول اللہ ﷺ پر ابتدائی ایام میں ایمان لائیں

اب تک نازل ہونے والی قرآنی تعلیمات کا خلاصہ

[آگے بڑھنے سے قبل مناسب ہے کہ پہلی وحی سے اب تک ایک برس میں اللہ تعالیٰ نے جتنی ہدایات بھیجی ہیں اُن کے اصل پیغامات کا استحضار کرلیا جائے تاکہ سیرت کا مطالعہ کرنے والے قارئین کو وحی الٰہی کے محوری پیغام (چارٹر) کی روشنی میں کاروانِ نبوت کی جو سمت متعین ہو رہی ہے وہ بالکل صاف نظر آئے]

- انسانیت کے لیے رب العالمین کی جانب سے علم کی روشنی آرہی ہے، جس کو پڑھا جائے اور رہ نما بنایا جائے (سورۃ العلق)
- انذار و دعوتِ دین، طہارت و پاکیزگی، بلا کسی اجر کی تمنا کے نیکی اور احسان اور کردار میں صبر و جماؤ (سورۃ المدثر)
- یتیم، سائل اور نادار کو جھڑکنے پر پابندی اور اور تحدیثِ نعمت کا حکم (سورۃ الضحیٰ)
- آسانی اور مشقت ہر دو صورتوں میں کارواں کے ساتھ رہنے اور عبادت میں مشغولیت کا حکم دیا جارہا ہے۔(سورۃ الانشراح)
- رب العالمین کی حمد اور صرف اُس کی اطاعت اور بندگی کے اعتراف کے ساتھ ہدایت کی طلب کہ انعام والوں میں شمولیت ہو جائے نہ کہ مغضوبوں میں ہو۔(سورۃ الفاتحہ)
- دنیا سے بے رغبتی ہو، آخرت پر نظریں جم جائیں، زبانیں تسبیح و ذکر سے تر رہیں، تزکیے کی فکر ہو (سورۃ الاعلیٰ)
- نیک اعمال اور پھر اُن پر جماؤ ہو (سورۃ العصر)

Marfat.com

• اللہ کے دین کے لیے اٹھنے والے، ایک دنیا کو تبدیل کرنے والے گھوڑوں کی مانند چست و تیز رو اور اُن کی ہی مانند مالک کے وفادار ہوں (سورۃ العَادِیَات)
• زندگی میں سادگی اتنی ہو کہ زیادہ سامانِ زندگی بوجھ محسوس ہو کہ ایک ایک چیز کا حساب دینا ہے (سورۃ التَّکَاثُر)
• کیا اہلِ مکہ کو قریبی تاریخ اور اس شہر میں اپنی معاشی و معاشرتی حیثیت ایک اللہ کی بندگی پر آمادہ نہیں کرتی؟ [داعی کو ماحول کے تاریخی حقائق کے ساتھ معاشرتی اور معاشی رَوُوں (Currents) سے لازماً واقف ہونا چاہیے کہ اس کے بغیر آپ اپنے مخاطبین کو نہ سمجھ سکتے ہیں نہ اُن سے بات کر سکتے ہیں (سورۃ الفِیل، سورۃ القریش)]
• سورۃ القدر جو قرآن کے نزول کی تاریخ اور کیفیت پر ایک گواہی ہے، مزید یہ اس مبارک رات میں لوگوں کو عبادت پر ابھارنے والی بھی ہے۔ (سورۃ القدر)

دورِ نبوت کے پہلے سال میں شامل ہونے والے رفقائے کار

سابقون الاوّلون: اگلے صفحے پر دیے گئے چارٹ میں سابقون الاوّلون کے نام درج ہیں۔ گذشتہ ابواب میں اُن سات مبارک ہستیوں [۱-خدیجہؓ بنت خویلد، ۲- علیؓ بن ابی طالب، ۳-ابو بکرؓ صدیق ۴-عمار بن یاسرؓ، ۵-خالد بن سعیدؓ، ۶-سعید بن زیدؓ، ۷-صہیب بن سنان الرومیؓ] کا تذکرہ آچکا ہے یہ وہ مبارک ہستیاں جن کو سب سے آگے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاروان میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

پہلے سال نبوت میں ایمان لانے والی یہ اٹھارہ یونٹس (خاندانوں) پر مشتمل ۵۱ افراد کی ٹیم ہے۔ ان کی آپس کی ترتیب میں کچھ تقدیم وتاخیر ممکن ہے، تاہم مجموعی طور پر یہ ہی سابقون الاوّلون ہیں، اِن اٹھارہ لوگوں میں نو عشرۃ المبشرہ کے افراد شامل ہیں، دسویں عمرؓ بن الخطاب جو تین برس بعد ایمان لائے، اُن کا تیسرے سال کے واقعات میں تذکرہ آئے گا۔ ابوذر غفاریؓ کے بارے میں بعض علما کی رائے ہے کہ وہ دارِ ارقم کے قیام یعنی نبوت کے تیسرے برس کے آخر یا چوتھے برس کے شروع میں ایمان لائے اور بعض ماہرین رجال کی رائے میں عمروؓ بن عبسہ بھی چند اوّلین اسلام لانے والوں میں سے ایک تھے۔ ناقص علم

Marfat.com

سبقت کرنے والی مبارک ہستی کا نام اور اُن کے ساتھ اُن کے گھر والوں کے نام جو ایمان لائے	قبیلہ	کل افراد
۱ خاندانِ نبوت: خدیجہؓ بنت خویلد، ورقہؓ بن نوفل، زیدؓ بن حارثہ، علیؓ بن ابی طالب، نبی ﷺ کی چاروں بیٹیاں	بنی ہاشم	۸
۲ ابو بکرؓ، اہلیہ ام رومانؓ، بیٹیاں اسماؓ اور عائشہؓ، بیٹے عبدالرحمنؓ اور بہو عاتکہؓ بن زید	بنی تیم	۶
۳ عمار بن یاسرؓ ان کے والد یاسرؓ بن عامر، اُن کی والدہ سمعیہؓ اور اُن کے بھائی عبداللہؓ بن یاسر	بنی مخزوم	۴
۴ خبابؓ بن الارت	بنی زہرہ	۱
۵ خالدؓ بن سعید بن العاص بن امیہ (ابواحیحہ ان کی کنیت تھی) ان کی بیوی امیمہؓ (یا امینہ) بنت خلف الخزاعیہ	بنی امیہ	۲
۶ ابوذر غفاریؓ	غیر قریش	۱
۷ سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل (عمرؓ کے بہنوئی اور چچازاد بھائی) ان کی بیوی فاطمہؓ بنت الخطاب	بنی عدی	۲
۸ ارقمؓ بن ابی الارقم (دارِ ارقم کو وقف کرنے والے)	بنی مخزوم	۱
۹ زبیر بن العوامؓ (خدیجہؓ کے بھتیجے) اور ان کی والدہ صفیر بنت عبدالمطلب، نبی ﷺ کی پھوپھی	بنی اسد	۲
۱۰ عثمان بن عفانؓ اور ان کی والدہ اروی ؓبنت کریز	بنی امیہ	۲
۱۱ عبدالرحمن بن عوفؓ اور ان کی والدہ شفاؓ بنت عوف، عبدالرحمن بن عوفؓ کے چچازاد بھائی مطلبؓ بن ازہر	بنی زہرہ	۳
۱۲ سعد بن ابی وقاصؓ (ابو وقاصؓ کا اصل نام مالک بن اھیب تھا) ان کے دو بھائی عمیرؓ بن ابی وقاص اور عامرؓ بن ابی وقاص اور ان کی (عامر) بیوی رملہؓ بنت ابی عوف سہمیہ	بنی زہرہ	۴
۱۳ طلحہؓ بن عبیداللہ ان کی والدہ صعبہؓ بنت الحضری	بنی تیم	۲
۱۴ عثمانؓ بن مظعون اور ان کے دو بھائی قدامہؓ بن مظعون اور عبداللہؓ بن مظعون اور بیٹے سائب اور خواتین	بنی جمح	۷
۱۵ ابو عبیدہ بن الجراحؓ بنی فہر بن مالک		۱
۱۶ ابو سلمہؓ عبداللہ بن عبدالاسد (رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضائی بھائی-ام المومنین ام سلمہ کے پہلے شوہر تھے) ان کی بیوی ام سلمہؓ (یہ اور ان کے شوہر ابو سلمہ ابو جہل کے قریبی رشتہ دار تھے)	بنی مخزوم	۲
۱۷ صہیبؓ بن سنان الرومی	بنی تیم	۱
۱۸ عبداللہؓ بن مسعود اور ان کے بھائی عتبہؓ بن مسعود (قبیلہ ہذیل اور بنی زہرہ کے حلیف)	بنی زہرہ	۲

Marfat.com

کے ساتھ جس کو جہاں ترتیب میں رکھنا اور چھوڑنا تھا وہ کر لیا ہے مگر کسی بات پر نہ ہر گز اصرار ہے، نہ ہی راقم اس بحث کو قابلِ اعتنا سمجھتا ہے۔ اپنی ہر تقصیر اور جہالت پر عاجز اللہ کے حضور عفو و درگزر کا طالب ہے۔

کیا پہلے تین سالوں میں یہ پاکیزہ نفوس کسی خفیہ دعوت میں مصروف تھے؟ اِن تمام مبارک ہستیوں کا قرآن کی اب تک نازل شدہ ہدایات کی روشنی میں (قرآن کے اس چارٹر کی روشنی میں) جائزہ لیجیے یہ تمام ان ہدایات پر اس طرح عامل تھے کہ اِن کی زندگیاں قرآن کی ان آیات کی زندہ تفسیر تھیں۔ دعوت کے پہلے مرحلے میں جو مزید ڈیڑھ برس جاری رہا (یعنی پروانہ نبوت کے بعد پورے تین برس) عام طور پر خفیہ دعوت کے دور سے جانا جاتا ہے، نہ جانے کیوں کسی نے پہلی مرتبہ اس کو خفیہ دعوت کہا اور پھر سب ہی اسے اسی نام سے پکارنے لگے ہم اسے 'خاموش اور غیر مہماتی دعوتی مرحلے' سے پکاریں گے۔

یہ مرحلہ سعید روحوں کو ڈھونڈ، ڈھونڈ کر جمع کرنے اور پھر قرآن کی تلاوت کے ذریعے اُن کے تزکیہ نفس کا دور تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ نبی کو سورۃ المدثر میں قم فانذر کا حکم مل چکا ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ نہ کریں لیکن یہ دھیمے انداز میں زیادہ حکمت کے ساتھ اُن لوگوں تک محدود تھی جن کی سلامتِ طبع کے بارے میں اتنا اطمینان تھا کہ اگر بات قبول نہ بھی کی تو بات کا بتنگڑ نہ بنائیں گے، چناں چہ جن تک بات پہنچائی گئی، اُن کی اکثریت نے بات تسلیم کر لی۔ اس دور میں اصل ہدف ان افراد کا تزکیہ اور اذہان کی تیاری کا تھا۔ دنیا سے بے رغبتی آخرت پر نگاہیں، صبر و تسلیم و رضا کی عادت عبادت میں بے انتہا شغف، اللہ، اُس کے رسول اور مومنین سے محبت، نگاہوں میں دین کی سربلندی کا ہدف اور یقین، یہ وہ امور تھے جو ان سعید روحوں کے اندر حلول dissolve/inject کیے جا رہے تھے اور مزید لوگ اس ٹیم میں شامل ہو رہے تھے اس طرح کہ کانِ نمک میں شامل ہو کر سب ہی نمک بن رہے تھے اور آخر کار یہ زمین کا نمک اور پہاڑی کا چراغ بن گئے!!

ہم دیکھتے ہیں کہ ان سعید زندگیوں کو تبلیغی مہمات اور انقلابِ امامت کی جدوجہد میں نہیں لگایا گیا بلکہ اُس وقت تک کا انتظار کیا گیا کہ جب تک کہ اُمورِ مذکورہ سے قلوب منور اور روح سیراب نہیں ہوئی، یہ مرحلہ کم و بیش تین سال جاری رہا، اس دوران قرآن نازل ہو کر سینوں میں اور سیرت و اطوار میں جذب ہوتا چلا

Marfat.com

گیا۔ کم و بیش مزید ڈیڑھ سو افراد اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ جیسا کہ آپ پچھلے صفحے پر دی گئی فہرست میں دیکھتے ہیں کہ ہر قابلِ ذکر قبیلے کے افراد اور وہ بھی کردار کے دھنی اور وہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تھے جن پر اُن کا قبیلہ ناز کر سکتا تھا جو اُس کی شان و آبرو تھے جو اپنے اپنے قبیلوں کے دمکتے مستقبل کا ستارہ تھے۔ مکہ جیسے ایک چھوٹے سے قصبے میں جو آبادی کے لحاظ سے کراچی جیسے شہر کا ایک ہزارواں بھی نہ تھا اور اپنی پیمایش میں سواں بھی نہ تھا اُس میں اگر اُس کے بیش از بیش قیاس کردہ پانچ ہزار لوگوں میں سے دو سو آدمی ایمان بھی لے آئیں تو یہ ایک بہت بڑی تعداد بن جاتی ہے یعنی تقریباً چار فی صد اور اگر محتاط اندازے کے مطابق دو ہزار آبادی مانی جائے تو اہلِ ایمان کی تعداد دس فی صد تک پہنچ جاتی ہے۔ اور پھر یہ دعوت صرف کسی ایک گھرانے سے نہیں سارے مکہ کے تمام قبیلوں سے سعید روحوں کو کھینچ لائی تھی۔

اس گفتگو کی روشنی میں جو اوپر ہم نے پیش کی یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہ کوئی خفیہ تحریک ہو ہی نہیں سکتی تھی، وہ بات جس کا گھر گھر چرچا تھا کس طرح خفیہ کہی جا سکتی ہے، یہ لفظ خفیہ کا غلط استعمال یا اس کے معانی الٹ دینے کے ہیں۔ اُس مبارک دور کو خفیہ دور کہنا دعوت کی توہین ہے۔ بات دراصل یہ تھی کہ مختلف خاندانوں کے وہ چشم و چراغ اور چہیتے ایمان لائے تھے کہ گھر کے دیگر افراد اپنے ان پیاروں کی دل آزاری گوارا نہ کرتے تھے۔ چوں کہ ان لوگوں نے نظامِ باطل کو للکارا نہیں تھا، لوگوں کی سرداریاں ابھی خطرے میں نہیں پڑی تھیں ان کے معبودان کو برسرِ عام ابھی غلط نہیں کہا گیا تھا، معاشرے کی بنیادوں کو انقلاب کی صداؤں نے ہلایا نہیں تھا کعبے کو اپنی نمازوں کا مرکز نہیں بنایا گیا تھا، اِس لیے سردارانِ قریش نے بھی اس دعوت کی اعلانیہ مخالفت شروع نہیں کی تھی۔

سہ سالہ تعمیرِ سیرت کا پروگرام: اس سے قبل کہ ہم اِن سابقون الاوّلون گروہ میں شامل اُن عظیم انسانوں کا مختصر تعارف حاصل کریں جن کے طفیل یہ دین پرورش پایا اور ہم تک پہنچا ہے، اس بات پر ذرا چند لمحے غور کریں کہ آج دین کے احیا کے لیے اٹھنے والی جماعتیں اور تحریکیں قرآن کے اس چارٹر[۲۸] کا کتنا خیال رکھتی ہیں کہ جب تک قریب آنے والے افراد اپنی سیرت کی تعمیر میں ان ابتدائی مطالباتِ سیرت پر

[۲۸] اس چارٹر سے ہماری مراد دورِ نبوت کے پہلے سال میں نازل ہونے والی قرآنی تعلیمات ہیں جن کا تذکرہ پچھلے باب میں کیا گیا۔

Marfat.com

پورے نہ اتر جائیں اُنھیں احیائی تحریکوں میں کوئی مقام حاصل نہیں ہونا چاہیے!!! جب کاموں کی ترتیب یہ قرار پائے کہ پہلے تبلیغ ودعوت کا کام ہوگا اور ہر نیک وبد کلمہ گو انسان کو جو چندہ دے سکے اور لفاظی کر سکے، اُس کو دینی تحریکات اپنے سروں پر بٹھائیں گی، پہلے انقلابِ امامت کا کام ہوگا اور پھر نئی اسلامی حکومت رُشد وہدایت کا منصب سنبھالے گی کہ وہی خلافتِ راشدہ ہوگی اور تعمیرِ سیرت اور افراد کی تیاری کا کام جو انقلاب لانے والے نہ کر سکے وہ اسلامی حکومت کرے گی!!! یہ گاڑی کو گھوڑے کے آگے جوتنے کا کام ہے جو موجودہ دور میں احیائے اسلام کا کام کرنے والوں کا نبوی تعلیمات وسنت سے انحراف کے ساتھ قرآن کے طرزِ تعمیر سے بھی مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

اب ہم اُن سات افراد کو چھوڑ کر کہ جن کا تذکرہ پچھلے باب میں آچکا ہے دیگر اولوالعزم لوگوں کا مختصر تذکرہ کریں گے جنھیں سابقون الاوّلون بننے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی، سابق تذکروں کی مانند ان آنے والوں میں اُن کے گھر والوں کا علیحدہ تذکرہ نہیں ہو پائے گا جو ان کے ساتھ ایمان سے سرفراز ہوئے۔ اِن حضرات کے سوانحی خاکوں کے لیے شاہ معین الدین ندویؒ کی کتاب سیر الصحابہؓ سے اخذ واستفادہ کیا گیا ہے۔

۱-زیدؓ بن حارثہ، ۲-خبابؓ بن الارت، ۳-ابوذر غفاریؓ، ۴-ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵-زبیر بن العوامؓ، ۶-عثمانؓ بن عفّان، ۷-عبدالرحمنؓ بن عوف، ۸-سعدؓ بن ابی وقاص، ۹-طلحہؓ بن عبیداللہ، ۱۰-عثمانؓ بن مظعون، ۱۱-ابوعبیدہؓ بن الجراح، ۱۲-ابوسلمہؓ عبداللہ، ۱۳-عبداللہؓ بن مسعود، ۱۴-عمروؓ بن عبسہ

زیدؓ بن حارثہ

آپ کی کنیت ابواسامہ تھی۔ زیدؓ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ ایک مرتبہ اپنے کم عمر بچے زید کو ساتھ لے کر اپنے میکہ جا رہی تھیں، راستے میں ڈاکو اس نونہال کو خیمہ کے سامنے سے اٹھا لائے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کیا حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلدؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ نبی ﷺ نے خدیجہؓ سے شادی کے بعد اس بچے کو گھر میں پایا اور عمدہ اطوار کی وجہ سے بہت پسند کیا۔ آپ ﷺ کی پسندیدگی کو دیکھ کر خدیجہؓ نے یہ بچہ آپؐ کو دے دیا، اس طرح زیدؓ کو رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا شرف نصیب ہوا۔ ایک سال زیدؓ کے کچھ ددھیالی رشتے دار حج کے لیے مکہ

Marfat.com

آئے توانھوں نے زید کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور واپس جا کر ان کے والد کو اطلاع دی تو وہ اُسی وقت اپنے بھائی کعب بن شرجیل کو ہم راہ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہمارے بیٹے کو معاوضہ لے کر آزاد کر دیا جائے، آپ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ زیدؓ کو بلایا جائے اگر وہ تمھیں پسند کرے تو بلا معاوضہ تمھارا ہے اور اگر مجھے ترجیح دے تو اللہ کی قسم میں ایسا نہیں ہوں کہ جو میرے ساتھ رہنا چاہے میں اُسے روانہ کر دوں۔ حارثہ اور کعب نے اس بات پر شکریہ کے ساتھ رضا مندی ظاہر کی، زیدؓ بلائے گئے، نبی ﷺ نے پوچھا، تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا ہاں! یہ میرے باپ اور یہ چچا ہیں۔ آپ نے کہا کہ تمھیں اختیار ہے چاہے مجھے پسند کرو یا ان دونوں کو، زید نے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی باپ اور چچا تعجب سے بولے، زیدؓ، افسوس تم آزادی، باپ چچا اور خاندان پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو، فرمایا، ہاں! مجھے اس ذات پاک میں ایسے ہی کردار کے اوصاف نظر آئے ہیں کہ میں اِن پر کسی کو کبھی ترجیح نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے خانہ کعبہ میں مقام حجر کے پاس ان کو لے جا کر اعلان فرمایا کہ، زید آج سے میرا بیٹا ہے، میں اس کا وارث ہوں گا، وہ میرا وارث ہو گا، اس اعلان سے ان کے باپ اور چچا مطمئن ہو گئے۔

اس اعلان کے بعد زیدؓ، نبی ﷺ کے ساتھ اس تعلق کی بنا پر رواج کے مطابق 'زید بن محمد' کے نام سے پکارے جانے لگے یہاں تک کہ قرآن پاک میں صرف اپنے نسبی آبا کے ساتھ پکارے جانے کی ہدایت آگئی تو وہ پھر زید بن محمد کے بجائے زید بن حارثہ کہلانے لگے۔

اُمّ ایمنؓ، رسول اللہ ﷺ کے والد کی کنیز تھیں اور شیر خواری میں آپ ﷺ کی آیا کے فرائض ادا کیے تھے، آپ ﷺ ان کو نہایت محبوب رکھتے تھے، اور ماں کہہ کر پکارتے تھے، ایک روز آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی جنتی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کو ام ایمنؓ سے نکاح کرنا چاہیے، زیدؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خوش نودی کے اس موقع سے فایدہ اُٹھا کر ان سے شادی کر لی۔ اُسامہ بن زیدؓ اُن کے بطن سے مکہ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد کے بعد حبِّ رسول اللہ ﷺ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

Marfat.com

خباب بن ارتؓ

خبابؓ نام تھا اور ابو عبداللہ کنیت تھی۔ زمانہ جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ میں فروخت کیے گئے۔ خبابؓ کا اسلام لانے والوں میں چھٹا نمبر تھا، اسی لیے "سادس الاسلام" کہلاتے تھے۔ یہ غلام تھے، ان کا کوئی بھی حامی و مددگار نہ تھا، اس لیے کفار نے ان کو مشق ستم بنالیا اور ان کو بڑی دردناک سزائیں دیتے تھے، دہکتے ہوئے انگاروں پر ننگی پیٹھ لٹا کر سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ کر ایک آدمی اوپر سے دباتا اور زخموں کی رطوبت آگ کو بجھاتی، لیکن اس سختی کے باوجود وہ زبان کلمہ توحید سے نہ پھرتی، نبی ﷺ اس کس مپرسی کی حالت میں دل جوئی کرتے تھے؛ اُن کا آقا اتنا سنگ دل تھا کہ وہ ان کے لیے اتنی مدد بھی نہ برداشت کر سکا اور اس کی سزا میں لوہا آگ میں تپا کر اس سے ان کا سر داغ دیا۔

عاص بن وائل کے ذمہ ان کی مزدوری کے پیسے تھے، یہ جب اُس سے تقاضا کرتے تو جواب دیتا کہ 'جب تک محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑو گے، اس وقت تک نہیں مل سکتے'، یہ جواب دیتے کہ 'جب تک مر کر دوبارہ زندہ نہ ہو گے میں محمد ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتا' وہ کہتا اچھا میں مر کر پھر زندہ ہوں گا اور مجھ کو مال اور اولاد ملے گی، تو اُس وقت تمھاری مزدوری ادا کر دوں گا، اس طرح مسلمانوں کے اس عقیدے پر طنز تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ملے گی اس واقعہ پر کلام اللہ کی یہ آیت نازل ہوئی: اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۙ (مریم: ۷۷ تا ۷۹) پھر تُو نے دیکھا اُس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا؟ کیا اسے غیب کا پتا چل گیا ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟ ہر گز نہیں، جو کچھ یہ بکتا ہے اسے ہم لکھ لیں گے۔

زمانہ جاہلیت میں اور پھر کافی بعد تک تلواریں بنا کر روزی کماتے رہے۔ امیر المؤمنین سیّدنا عمرؓ اسلام کے قیام کے لیے اِن کی قربانیوں کی وجہ سے ان کا بہت احترام کرتے تھے ایک دن یہ ان سے ملنے گئے تو سیّدنا عمرؓ نے اُن کو اپنے گدھے پر بٹھایا اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کے علاوہ صرف ایک

Marfat.com

شخص اور ہے جو اس پر بیٹھنے کا مستحق ہے، خبابؓ نے پوچھا امیر المومنین! وہ کون؟ فرمایا بلالؓ! خبابؓ نے عرض کیا وہ میرے برابر کیوں کر مستحق ہو سکتے ہیں، مشرکین میں ان کے بہت سے مدد گار تھے؛ لیکن میرا پوچھنے والا سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا، اس کے بعد اپنے دورِ ابتلا کے مصائب کی داستان سنائی۔ مرض الموت کے موقع پر کچھ لوگ عیادت کرنے آئے اور کہا ابو عبد اللہ تم کو خوش ہونا چاہیے، جلد اپنے ساتھیوں سے مل جاؤ گے، یہ سن کر رقت طاری ہوگئی، فرمایا کہ میں موت سے نہیں گھبراتا تم لوگوں نے ایسے لوگوں کو یاد دلایا جو اس دنیا سے بغیر کچھ لیے اجر کے مستحق اُٹھے، مجھ کو خوف ہے کہ کہیں مجھے یہ دنیا ثواب آخرت کے بدلہ میں نہ ملی ہو۔

ارقمؓ بن ابی الارقم

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ارقمؓ کا خاندان بنو مخزوم ایامِ جاہلیت میں مخصوص عزت واقتدار کا مالک تھا، ان کے دادا ابو جندب اسد بن عبد اللہ اپنے زمانہ میں مکہ کے ایک نہایت سر برآوردہ رئیس تھے۔ آپؓ ابو جہل کے قریبی عزیز یعنی عم زاد تھے، ارقمؓ کے اسلام پر احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے اسلام کو پہلا مرکز مہیا کیا جو دارِ ارقم کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ مکان کوہِ صفا کے اتنا قریب تھا کہ سعی کے دوران حاجی اِس کے دروازے کے سامنے سے گزرتے تھے ارقمؓ کے اوصاف میں عبادت اور تقویٰ بہت نمایاں تھے، ایک مرتبہ انھوں نے بیت المقدس کا قصد کیا اور رختِ سفر باندھ کے رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہونے آئے، آپؐ نے پوچھا کہ تجارت کے خیال سے جاتے ہو یا کوئی خاص ضرورت ہے؟ بولے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ کوئی ضرورت نہیں ہے، صرف بیت المقدس میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں، آپؐ نے بتایا کہ میری اس مسجد کی ایک نماز مسجد حرام کے سوا تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے، ارقمؓ نے یہ سنتے ہی، مسجد نبویؐ کو چھوڑ کر بیت المقدس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ارقمؓ نے دارِ ارقم کو جو اپنی تاریخی عظمت کے لحاظ سے ایک تاریخی یادگار تھا، وقف علی الاولاد کر دیا خلیفہ مہدی کے 'ہونہاروں' نے اسے منہدم کر کے نئے سرے سے ایک محل تعمیر کرایا، پھر گردشِ ایام کے دوران اس میں

Marfat.com

تبدیلیاں ہوتی رہیں اور اس طرح آغاز اسلام کی پہلی تربیت گاہ کی عمارت کو آنے والی کبھی نسلیں کبھی نہ دیکھ سکیں گی۔

ارقمؓ ۸۳ برس کی عمر پا کر ۵۳ ہجری میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملاقات کے لیے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اُنھوں نے وصیت فرمائی تھی کہ سعد بن ابی وقاصؓ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائیں، لیکن وہ آپ کی وفات کے وقت مدینہ سے کچھ فاصلہ پر کسی دوسرے مقام پر تھے، اُن کے آنے میں دیر ہوئی تو والی مدینہ مروان بن حکم نے کہا کہ ایک شخص کے انتظار میں جنازہ کب تک رُکا رہے گا؟ اور چاہا کہ خود آگے بڑھ کر امامت کرے، لیکن آپ کے بیٹے عبید اللہؓ نے اجازت نہ دی اور اُن کا قبیلہ بنی مخزوم سیّدنا ارقمؓ کی وصیت کی تکمیل کے لیے جم گیا، بات کچھ جھگڑے کی شکل اختیار کر چکی تھی کہ اسی دوران سعد بن ابی وقاصؓ تشریف لے آئے اور انھوں نے ہی نماز پڑھائی۔ آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

زبیر بن العوامؓ

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور لقب حواری رسول اللہ ﷺ۔ آپ کی نبی ﷺ سے کئی رشتہ داریاں تھیں۔ آپؓ کی والدہ صفیہؓ نبی ﷺ کی پھوپھی تھیں، اس طرح آپؓ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے، اُمّ المومنین خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے بھی تھے اور ابو بکرؓ کے داماد ہونے کے سبب سے رسول اللہ ﷺ کے ساڑھو بھی تھے۔ ان کی والدہ صفیہؓ نے ابتدا ہی سے ان کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ جوان ہو کر ایک بہادر مرد بنیں ایک دفعہ نوفل بن خویلد جو اپنے بھائی عوام کے مرنے کے بعد ان کے سرپرست تھے، صفیہؓ پر نہایت خفا ہوئے کہ کیا تم اس بچے کو اس طرح مار مار کے مار ڈالو گی، اور بنو ہاشم [صفیہؓ کے قبیلہ کے لوگوں] سے کہا کہ تم لوگ صفیہؓ کو سمجھاتے کیوں نہیں! صفیہؓ نے رجز میں اس خفگی کا جواب دیا کہ: "جس نے یہ کہا کہ میں اس سے بغض رکھتی ہوں، اس نے غلط کہا، میں تو اِس کو اس لیے مارتی ہوں کہ عقل مند بنے اور فوجوں کو شکست دے سکے اور۔۔۔" اس تربیت کا یہ اثر تھا کہ وہ بچپن ہی میں بڑے بڑے مردوں کا مقابلہ کرنے لگے تھے۔ زبیرؓ صرف سولہ برس کے تھے جب ایمان لائے۔ ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو

Marfat.com

گرفتار کرلیا ہے، یہ سن کر اُسی وقت تلوار برہنہ لے کر مجمع کو چیرتے ہوئے آپ کے گھر پر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو پوچھا زبیرؓ! یہ کیا؟ عرض کیا مجھے معلوم ہوا تھا کہ (اللہ نہ کردہ) آپ گرفتار کر لیے گئے ہیں، آپ ﷺ نہایت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی یہ پہلی تلوار تھی جو اسلام کی حمایت میں میان سے باہر آئی (وہ بھی ایک نوخیز لڑکے کے ہاتھ سے)۔

عثمان بن عفانؓ

ابو عبداللہ اور ابو عمر کنیت تھی، ذوالنورین لقب اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو صاحب زادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ عثمانؓ کا خاندان ایام جاہلیت میں غیر معمولی عزت اور وقار رکھتا تھا۔ عثمانؓ واقعہ فیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے، بچپن میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا، عہدِ شباب کا آغاز ہوا تو تجارتی کاروبار میں مشغول ہوئے اور اپنی صداقت، دیانت اور راست بازی کے باعث کاروبار کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا۔

ایک روز وہ حسب معمول اپنے دوست ابو بکرؓ کے پاس آئے اور اسلام کے متعلق گفتگو شروع ہوئی، اس گفتگو سے آپ اتنے متاثر ہوئے کہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے، ابھی دونوں حضرات جانے کا خیال ہی کر رہے تھے کہ خود نبی ﷺ تشریف لے آئے اور عثمانؓ کو دیکھ کر فرمایا، "عثمان! اللہ کی جنت قبول کر، میں تیری اور تمام خلق کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوا ہوں"۔ عثمانؓ کا بیان ہے کہ زبانِ نبوت کے ان سادہ جملوں میں نہ جانے کیا تاثیر تھی کہ میں بے اختیار کلمہ شہادت پڑھنے لگا اور اسلام میں داخل ہو گیا۔

اس موقع پر یہ جاننا ضروری ہے کہ سیّدنا عثمانؓ کا تعلق اُموی خاندان سے تھا جو بنو ہاشم کا حریف تھا اور اُموی لوگ رسول اللہ ﷺ کی متوقع کامیابی کو اس لیے خوف و حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ کہیں محمد کی کامیابی سے عرب کی سیادت کی باگ بنو امیہ کے ہاتھ سے نکل کر کاملاً بنو ہاشم کے پاس چلی جائے گی، یہی وجہ تھی کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابو سفیان (دورِ جاہلیت میں) اسلام کو دبانے میں نہایت سرگرمی سے پیش

Marfat.com

پیش رہے لیکن عثمانؓ کا دل خاندانی عصبیتوں سے پاک تھا انھوں نے نہایت جرأت کے ساتھ اپنے خاندان کے خلاف اس زمانہ میں حق کی آواز پر لبیک کہا۔

خلفائے راشدین میں آپ کا تیسرا نمبر ہے، انتہائی مظلومی کی حالت میں مفسدین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ خلیفۃ المومنین ہونے اور طاقت رکھنے کے باوجود آپؓ نے مفسدین کے خلاف طاقت کا استعمال نہیں کیا، اس لیے کہ آپ اُمت کے وہ پہلے فرد نہیں بننا چاہتے تھے جو مسلمانوں پر تلوار اُٹھانے والا ہو اور نہ ہی مفسدین کے اس مطالبے کے آگے کم زوری دکھائی کہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں۔ قرآن کے پہلے سرکاری نسخے (authenticated versons) تمام اسلامی سلطنتوں میں بھجوائے اور قرآن پڑھتے ہوئے، ایک نسخے پر اپنے گرنے والے خون کے دھبّوں سے اپنی معصومیت کی مہر لگا کر جان دی۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ

عبدالرحمٰنؓ کا اصلی نام عبد عمرو تھا اور کنیت ابو محمد، جب ایمان لائے تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکانہ نام تبدیل کر کے عبدالرحمن رکھا۔ اِس وقت آپ کی عمر تیس برس سے کچھ اوپر ہو چکی تھی، دورِ جاہلیت میں ہی شراب سے تائب ہو چکے تھے، ابو بکرؓ کی تبلیغی مساعی سے نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ پہلے ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے، پھر وہاں سے مدینہ پہنچے، یہاں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن الربیع انصاریؓ سے بھائی چارہ کروایا، اور وہ انصار میں سے سب سے زیادہ مال دار تھے اور طبیعت کے فیاض بھی تھے، پیش کش کی کہ میرا نصف مال تم لے لو، اور میری دو بیویاں ہیں ان کو دیکھو جو پسند آئے میں اُسے طلاق دے دوں گا، عدت گزارنے کے بعد تم نکاح کر لینا[۲۹]، لیکن عبدالرحمنؓ کی خودداری نے مال لینا گوارا نہ کیا اور جواب دیا کہ اللہ تمھارے مال اور اہل و عیال میں برکت دے مجھے صرف بازار دکھا دو، لوگوں نے بنی قینقاع کے بازار میں پہنچا دیا، وہاں سے واپس آئے تو کچھ گھی اور پنیر وغیرہ نفع میں بچا لائے۔

---

[۲۹] انصاری صحابہ کی اپنے مہاجرین بھائیوں کے لیے بیویوں کو طلاق دے دینے کی پیشکش پر مستشرقین شدید تنقید اور اسے عورتوں پر ظلم قرار دیتے ہیں۔ اس معاملے کی حیثیت پر ہم ان شاءاللہ ہجرتِ مدینہ کے موقع پر گفتگو کریں گے۔

Marfat.com

دوسرے روز باقاعدہ تجارت شروع کردی، یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو جسم کی سجاوٹ، لباس اور خوشبوؤں سے ایسا صاف ظاہر ہو رہا تھا گویا دلہا ابھی شادی کی محفل سے اُٹھ کر آیا ہے، پوچھنے پر بتایا کہ ایک انصاریہ سے شادی کرلی ہے، پوچھا مہر کس قدر؟ عرض کیا ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا، حکم ہوا: اَوْلِمْ وَلَوْبِشَاۃٍ "، "تو پھر ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔"

سائلوں، مسکینوں اور احباب کو کھانا کھلانا اُن کا ذوق تھا، تاہم اگر قیمتی اور خوش ذائقہ کھانا سامنے آجاتا تو گذشتہ فقر و فاقہ یاد کر کے آنکھیں پرنم ہو جاتیں فقر و فاقہ کے زمانے میں بیماری کی وجہ سے جسم موٹے کپڑے سے الرجک ہو گیا تھا نبی ﷺ نے آپ کو خاص طور پر ریشمی کپڑے پہننے کی استثنائی اجازت دی [exceptionally] تھی، ایک دفعہ آپ کے بیٹے ابو سلمہ ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھے، عمرؓ نے دیکھا تو اُن کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کرتہ پھاڑ دیا، عبدالرحمنؓ نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مجھے اجازت ملی ہے، فرمایا ہاں معلوم ہے! لیکن وہ اجازت صرف تمھارے لیے ہے تمھارے بیٹے کے لیے نہیں ہے۔

سعد بن ابی وقاصؓ

ابو اسحٰق آپ کی کنیت تھی اُنیس برس کی عمر میں ابو بکرؓ کی کوششوں سے اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس اُن ہی کے ہم راہ تشریف لائے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو تیسرا مسلمان بتاتے ہیں، لیکن علما کی تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ چھ سات دیگر خاندان کے سربراہوں کو اِن سے قبل اسلام لانے کی توفیق عطا فرما چکے تھے۔ جہاں تک ان سے قبل ایمان لانے والوں کی تعداد کا معاملہ ہے تو صرف نبی ﷺ کے گھر میں نبوت کے پہلے دو ایّام میں چھ افراد، چار خواتین اور دو مرد ایمان لا چکے تھے، یہ ممکن ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کو تمام اہلِ ایمان سے اپنے قبولِ اسلام کے وقت تعارف نہ ہو اور وہ صرف دو اہلِ ایمان کو جانتے ہوں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کی والدہ کو جب بیٹے کی تبدیلی مذہب کی اطلاع ملی تو بہت ناراض ہوئیں اور طویل

Marfat.com

عرصے اُنھیں شرک کی طرف واپس آنے کے لیے مجبور کرتی رہیں، یہاں تک کہ پانچ سال بعد جب سب قریش کے لوگوں نے اپنے اپنے رشتہ داروں، غلاموں اور زیرِ دست لوگوں پر دباوڈالنااور مارناپیٹنا شروع کیا تو اُن کی والدہ نے بھی سعدؓ سے شدید قسم کا احتجاج کیااور بات چیت، کھاناپیناسب چھوڑ دیا، سعدؓ اپنی ماں کے چہیتے اور فرماں بردار تھے، یہ سخت آزمایش تھی، والدہ مسلسل تین دن تک بے آب ودانہ بھوک ہڑتال پر رہیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے تمام مومنین کے لیے معصیتِ الٰہی میں والدین کی نافرمانی کا ایک قانون عطا فرمادیا۔ وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (العنکبوت:۸) {ترجمہ: لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبُود) کو شریک ٹھہرائے جسے تُو (میرے شریک کی حیثیت سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر۔}

اسلام قبول کرنے کے بعد نبی ﷺ کے مدینہ روانہ ہونے تک مکہ میں ہی مقیم رہے آپ حبشہ نہیں گئے گو مکہ کی زمین عام مسلمانوں کے لیے تنگ اور پُرصعوبت تھی مگر آپ صبر اور پامردی سے ہر قسم کی سختیاں جھیلتے رہے۔ دورِ نبوت کے پہلے تین برسوں (کم وبیش) کے دوران مسلمان، قریش سے خواہ مخواہ مقابلے کی قبل از وقت فضاپیدا کرنے سے احتراز کرنے کی خاطر، حرم کے بجائے مکہ کی گھاٹیوں میں نماز ادا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک گھاٹی میں چند صحابہؓ نماز میں مصروف تھے، اتفاق سے قریش کے کچھ لوگ اِس طرف آگئے اور ان لوگوں کا مذاق اُڑانے لگی، سعد بن ابی وقاصؓ نے اونٹ کی ایک ہڈی اٹھا کر اس زور سے ماری کہ ایک کا سر پھٹ گیا، اسلام کی حمایت میں یہ پہلی خون کی دھار تھی۔

جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہجرت کی اجازت مل گئی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مدینہ کی جانب نکلنے کا حکم دیا، اس حکم عام کی تعمیل میں سعد بن ابی وقاصؓ اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ کی جانب ہجرت کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور وہاں اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاصؓ کے مکان میں قیام کیا۔ جنھوں نے ایام جاہلیت میں ایک خون کیا تھا اور انتقام کے خوف سے مدینہ میں سکونت پذیر تھے۔ مدینے پہنچ کر مسلمانوں کو یک گونہ آزادی میسر آئی تاہم ہر دم قریش مکہ کے حملہ کا خطرہ موجود تھا، رسول اللہ ﷺ نے عبدہ بن الحارثؓ کو ساٹھ سواروں کے ساتھ قریش کے قافلوں کی نقل وحرکت دریافت کرنے کے لیے روانہ فرمایا، سعد بن ابی وقاصؓ بھی اس

Marfat.com

دستے میں شامل تھے۔ حجاز کے ساحلی علاقہ میں قریش کی ایک بڑی جماعت سے سامنا ہوا چونکہ صرف خبر گیری مقصد تھی اس لیے کوئی لڑائی نہ کی مگر یہاں بھی سعدؓ کی نیکی میں سبقت کے لیے طبیعتِ بے تاب نے ایک تیر چلا ہی دیا، یہ نبی ﷺ کی اسلامی تحریک کا پہلا تیر تھا جو اللہ کی راہ میں چلایا گیا۔

طلحہ الخیرؓ

آپ کے دو لقب تھے، ابو محمد کنیت، فیاض اور خیر ۔ طلحہؓ ہجرت نبوی ﷺ سے چوبیس برس قبل پیدا ہوئے ان کو بچپن ہی سے تجارتی مشاغل میں مصروف ہونا پڑا، عنفوانِ شباب ہی میں دور دراز ممالک کے سفر کا اتفاق ہوا۔

ابو بکرؓ کی کوششوں سے نبی ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے حاضر ہوئے، طلحہؓ ان آٹھ آدمیوں میں سے ایک ہیں جو ابتدائے اسلام میں ایمان لائے، اسلام لانے کے بعد جب چوتھے برس سے کفار کے جبر و ستم کا آغاز ہوا تو وہ بھی اس سے محفوظ نہ رہے، عثمان بن عبید اللہ نے جو نہایت سخت مزاج اور طلحہؓ کا حقیقی بھائی تھا، ان کو اور ابو بکرؓ کو ایک ہی رسی میں باندھ کر مارا کہ اسلام کو ترک کر دیں۔ طلحہؓ نے مکہ میں نہایت خاموش زندگی بسر کی اور اپنے تجارتی مشاغل میں مصروف رہے، چناں چہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ سفرِ ہجرت میں مدینہ تشریف لے جا رہے تھے، اس وقت وہ اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے، راہ میں ملاقات ہوئی، انھوں نے ان دونوں کی خدمت میں کچھ شامی سفید کپڑے پیش کئے اور بتایا کہ اہل مدینہ نہایت بے چینی اور اضطراب کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان سفید کپڑوں میں مدینہ کی طرف بڑھے اور طلحہؓ نے مکہ پہنچ کر اپنے تجارتی کاروبار کو لپیٹا اور ابو بکرؓ کے اہل و عیال کو لے کر مدینہ پہنچے، اسعد بن زرارہؓ نے ان کو اپنا مہمان بنایا۔

عثمانؓ بن مظعون

ابو السائب آپ کی کنیت تھی جاہلیت میں بھی شراب نہ پی۔ سن پانچ نبوی میں صحابہؓ کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حبش کی راہ لی، عثمان بن مظعونؓ مہاجرین کے امیر تھے۔ تمام قریش کے ایمان لانے کی ایک غلط افواہ سُن کر مکہ واپس آ گئے۔ ولید بن مغیرہ نے اِن کو اپنی پناہ دی لیکن ایک روز

Marfat.com

ولید بن مغیرہ کے پاس پہنچے اور فرمایا، اے ابو عبد شمس تمھاری ذمہ داری پوری ہو چکی، اس وقت تک میں تمھاری پناہ میں تھا، لیکن اب اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں رہنا پسند کرتا ہوں، (جس طرح دیگر اہلِ ایمان بغیر کسی کی پناہ کے رہ رہے ہیں) میرے لیے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کا نمونہ کافی ہے۔

اس اعلان کے بعد ایک روز عثمان بن مظعونؓ قریش کی ایک مجلس میں تشریف لائے، لبید اُس زمانہ کا مشہور شاعر تھا اُس نے جب اپنا قصیدہ سناتے ہوئے یہ مصرع پڑھا جس کے معنی ہیں کہ اللہ کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں، تو عثمانؓ نے بے اختیار داد دی کہ تم نے سچ کہا؛ لیکن جب اس نے دوسرا مصرعہ پڑھا: کل نعیم لامحالۃ زائل یعنی تمام نعمتیں یقیناً زائل ہو جائیں گی۔ تو بول اُٹھے، جھوٹ کہتے ہو جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں گی، لبید نے خفیف ہو کر کہا، ارے قریش کے لوگو! اللہ کی قسم تمھاری مجلسوں کا حال یہ نہ تھا، اس جملہ سے تمام مجمع کو غصہ آگیا اور ایک شخص نے آپ کو اس زور سے طمانچہ مارا کہ ایک آنکھ زرد پڑ گئی، لوگوں نے کہا عثمان! اللہ کی قسم تم ولید کی حمایت میں نہایت معزز تھے اور تمھاری آنکھ اس صدمہ سے محفوظ تھی، بولے اللہ کی حمایت سب سے زیادہ باامن وذی عزت ہے اور جو میری آنکھ صحیح وتندرست ہے وہ بھی اپنے رفیق کے صدمہ میں شریک ہونے کی متمنی ہے، ولید نے کہا کیا اب بھی تم میری پناہ میں آنا قبول کرتے ہو؟ فرمایا میرے لیے صرف اللہ کی پناہ بہت ہے۔ رہبانیت کی طرف شدید میلان تھا، ایک دفعہ انھوں نے چاہا کہ اپنی جنس کو فنا کر دیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہ دی اور فرمایا: "کیا میری ذات تمھارے لیے اُسوہ حسنہ نہیں ہے؟ میں اپنی بیویوں سے ملتا ہوں، گوشت کھاتا ہوں، روزے رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں، بے شک میری امت کا خصی ہونا صرف روزے رکھنا ہے، اس لیے جو شخص خصی کرے گا یا خصی بنے گا وہ میری امت سے نہیں ہے۔"

شوقِ عبادت نے بیوی سے بالکل بے نیاز کر دیا تھا، ایک روز ان کی زوجہ محترمہ حرم نبوی ﷺ میں آئیں، اُمہات المومنینؓ نے ان کو عمدہ سنوری ہوئی حالت میں نہ پا کر پوچھا، تم نے ایسی شکل کیوں بنا رکھی ہے؟ تمھارے شوہر تو دولت مند ہیں" بولیں مجھے ان سے کیا سروکار؟ وہ رات رات بھر نمازیں پڑھتے

Marfat.com

ہیں، دن کو روزے رکھتے ہیں، امہات المومنینؓ نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ اسی وقت عثمان بن مظعونؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا عثمان بن مظعون کیا میری ذات تمھارے لیے نمونہ نہیں ہے؟ بولے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا بات ہوئی؟ ارشاد ہوا، تم رات بھر عبادت کرتے ہو، دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہو، عرض کیا "ہاں" ایسا کرتا ہوں، حکم ہوا، ایسا نہ کرو، تمھاری آنکھ کا، تمھارے جسم کا اور تمھارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے، نمازیں بھی پڑھو اور آرام بھی کرو، روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو" اس نصیحت پر آپؓ نے عمل کیا۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے، میدانِ جنگ سے واپس آکر اُسی برس بیمار ہوئے، انصاری بھائی اور آپ کے بیوی بچوں نے تیمارداری کی، ہجرت کے ۳۰ ماہ بعد یعنی ۳ ہجری کے آخری ایام میں ام العلاؓ انصاریہ کے گھر میں وفات پائی۔

ام العلا انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ جب تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ تیار ہوا تو نبی ﷺ تشریف لائے، میں نے کہا ابو السائب! تم پر اللہ کی رحمت ہو میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تم کو معزز کیا، ارشاد ہوا تمھیں کس طرح معلوم ہوا کہ اللہ نے معزز کیا؟ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول اللہ پھر کس کو معزز کرے گا؟ فرمایا عثمانؓ کو درجہ یقین حاصل تھا اور میں اس کے لیے بہتری کی امید رکھتا ہوں ، لیکن اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہو کر بھی نہیں جانتا کہ میرا کیا انجام ہوگا۔ (بخاری کتاب الجنائز: ۱/ ۱۶۶)

رسول اللہ ﷺ کو عثمان بن مظعونؓ کی مفارقت کا شدید غم تھا، آپؐ نے تین دفعہ جھک کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس قدر چشم پر نم ہوئے کہ اشک مبارک سے عثمانؓ کے رخسار تر ہو گئے پھر سر مبارک اُٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا، ابو السائب، میں تم سے جدا ہوتا ہوں، تم دنیا سے اس طرح نکل گئے کہ تمھارا دامن ذرا بھی اس دنیا سے ملوث نہ ہوا۔ اس وقت تک مدینہ میں مسلمانوں کا کوئی خاص قبرستان نہ تھا، عثمانؓ کی وفات کے بعد نبی ﷺ نے مقام البقیع کو مسلمانوں کے قبرستان کے لیے منتخب فرمایا، چناں چہ آپؓ وہ پہلے صحابی تھے جو اس گورِستان میں دفن ہوئے[30]، آپؐ نے جنازہ کی نماز

---

[30] بعض روایات کے مطابق پہلے صحابی جو بقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے وہ اسعدؓ بن زرارہ ہیں۔

Marfat.com

پڑھائی، قبر کے کنارے کھڑے ہو کر اہتمام سے دفن کرایا اور قبر کے سرے پر کوئی چیز بطور علامت نصب کر کے فرمایا، اب جو مرے گا وہ اسی کے آس پاس مدفون ہو گا۔

ابو عبیدہؓ ابن الجراح

آپ کا نام عامر تھا اپنی کنیت ابو عبیدہ سے جانے جاتے ہیں آپ کا لقب 'امین الامۃ' تھا۔ ابو بکرؓ کی کوششوں سے اسلام قبول کیا غزوۂ بدر میں ابو عبیدہؓ کے والد عبداللہ کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے، انھوں نے دانستہ خوب نشانہ باندھ کر اپنے بیٹے کو مارنا چاہا لیکن ابو عبیدہؓ نے ایک ہی ہاتھ میں اُن کا کام تمام کر دیا، در حقیقت یہ میدانِ جنگ میں ایمانِ خالص کا اظہار تھا، جس میں مخالف کیمپ میں باپ، بھائی، دوست احباب اور تمام رشتہ دار بالکل اجنبی دشمن کی طرح نظر آتے ہیں، چناں چہ قرآن پاک نے اللہ کی خاطر اپنے رشتہ داروں سے کٹنے کی ان الفاظ میں داد دی۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ ترجمہ: تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ (المجادلہ: ۲۲)

غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں گڑ گئیں تھیں جس سے سخت تکلیف ہوئی تھی، ابو عبیدہؓ نے دانت سے پکڑ کر کھینچا اِن کڑیوں کو اس طرح نکالنے کے دوران امین الامت کے دو دانت ٹوٹ گئے جو آپؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا نشان بن گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اہل بحرین سے مصالحت کر لی تھی، اور علا ابن الحضرمی کو بحرین کا امیر مقرر کیا تھا، ابو عبیدہؓ ایک دفعہ وہاں سے جزیہ کی رقم لانے پر مامور ہوئے، جب جزیہ لے کر مدینہ پہنچے تو اس روز صبح کو مسجد میں معمول کے خلاف بہت زیادہ لوگ جمع ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے متبسم ہو کر فرمایا شاید تم لوگوں کو ابو عبیدہؓ

Marfat.com

کے آنے کی اطلاع ہو گئی ہے، لوگوں نے عرض کیا'ہاں یارسول اللہ' آپؐ نے فرمایا کہ آج میں تمھیں خوش کردوں گا؛ لیکن اللہ کی قسم میں تمھارے فقر وافلاس سے نہیں ڈرتا؛ بلکہ مجھے ڈر ہے کہ پہلے لوگوں کی طرح تمھارے اوپر بھی دنیا کشادہ ہو جائے گی اور جس طرح پہلی قوموں کو دنیا کی دوڑ اور حسد وطمع نے ہلاک کیا، تمھیں بھی ہلاک کردے گی۔

ابو سلمہؓ بن عبد الاسد

عبداللہ بن عبدالاسد آپ کا نام تھا اور ابو سلمہ کنیت تھی۔ابو سلمہؓ نے حبشہ کی جانب دونوں ہجرتوں میں شرکت کی، ان کی بیوی ام سلمہؓ بھی رفیقِ سفر رہیں، پھر حبش سے واپس آکر عازم مدینہ ہوئے، بخاری کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے مہاجر تھے جو مدینۃ النبی میں تشریف لائے، مگر بخاری کی ایک اور روایت میں اوّلیت کا سہرا مصعب بن عمیرؓ کے سر باندھا گیا ہے، علمائے حدیث ان دونوں میں اس طرح ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں کہ ابو سلمہؓ جب حبش سے مکہ واپس آنے کے بعد مدینہ چلے تو مستقل ہجرت کا حکم نہیں ہوا تھا، بر خلاف اس کے مصعب بن عمیرؓ مدینے کی جانب مستقل ہجرت کے حکم کے بعد مدینہ آئے۔

غزوۂ بدر و اُحد میں شرکت فرمائی، غزوہ اُحد میں لگنے والے ایک تیر نے ان کا بازو زخمی کر دیا جو کامل ایک ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد بظاہر مندمل ہو گیا، لیکن غیر محسوس طریقہ پر اندر ہی اندر زخم بڑھتا رہا اُسی کے اثر سے کچھ عرصہ کے بعد انتقال فرمایا [اناللہِ وانا الیہ راجعون]۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز ابو سلمہؓ نبی ﷺ کی مجلس سے بڑے اچھے موڈ میں گھر واپس آئے اور کہنے لگے کہ آج مجھے رسول اللہ ﷺ کے ایک ارشاد نے خوب حوصلہ دیا اور خوش کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو مصیبت زدہ مسلمان اپنی مصیبت میں اللہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہے: "اے اللہ! اس مصیبت میں میری مدد کر اور (نقصان کا) بہتر نعم البدل عطا فرما" تو اللہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ امّ سلمہؓ فرماتی ہیں: چناں چہ ابو سلمہؓ کی موت نے جب مجھے نقصان پہنچایا تو میں نے اللہ کی

Marfat.com

طرف رجوع کر کے کہا اے اللہ! میری مدد کر اور کھوئی ہوئی چیز سے بہتر چیز عطا فرما؛ اور دل یہ کہتا تھا ابو سلمہؓ کا نعم البدل کون ہو سکتا ہے؟ عدت گزرنے کے بعد جب خود رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیام بھیجا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے نعم البدل کا انتظام کر دیا ہے!

عبداللہ بن مسعودؓ

عبدالرحمن آپؓ کی کنیت تھی، دینِ اسلام سے زمانہ جاہلیت میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چراتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ ابو بکرؓ کے ساتھ اس طرف سے گزرے جہاں یہ بکریاں چرا رہے تھے، ان دونوں حضرات کی شخصیات سے بہت متاثر ہوئے اور گزارش کی کہ ہدایت کی تعلیم دیں، آپ ﷺ نے شفقت سے ان کے سر پر دستِ مبارک پھیر کر فرمایا، تم تعلیم یافتہ بچے ہو۔ اُس روز سے وہ نبی ﷺ کے شاگردوں میں شامل ہوئے اور براہِ راست نبی ﷺ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی، اس معاملے میں اُن کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ ہمیشہ خدمت میں حاضر رہنے لگے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنا خادمِ خاص مقرر کر لیا۔

ایک روز مسلمانوں نے آپس میں گفتگو کی اور کہا کہ اللہ کی قسم! قریش کو اب تک بلند آواز سے قرآن کسی نے نہیں سنایا، عبداللہ بن مسعودؓ نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو پیش کیا، لوگوں نے کہا کہ تمھارا خطرہ میں پڑنا مناسب نہیں، اس کام کے لیے تو ایک ایسا شخص درکار ہے جس کا خاندان وسیع ہو اور وہ اس کی حمایت میں مشرکین سے محفوظ رہے، لیکن عبداللہؓ نے اصرار کیا اور دوسرے روز چاشت کے وقت قرآن کی تلاوت باآوازِ بلند شروع کی تو قریش نے تعجب اور غور سے سن کر پوچھا، ابنِ اُمِ عبد کیا کہہ رہا ہے؟ کسی نے کہا کہ محمد پر جو کتاب اتری ہے اس کو پڑھتا ہے، یہ سننا تھا کہ تمام مجمع ٹوٹ پڑا اور اس قدر مارا کہ چہرہ پر ورم آگیا۔

عبداللہؓ جب اس فرض کو انجام دے کر سوجے ہوئے منہ کے ساتھ دارِ ارقم میں اپنے احباب میں واپس آئے تو لوگوں نے کہا کہ ہم اسی ڈر سے تم کو نہ جانے دیتے تھے، بولے، اللہ کی قسم! دشمنانِ دین آج سے

Marfat.com

زیادہ میری نظر میں کبھی حقیر نہ تھے، اگر تم پسند کرو تو کل میں پھر اسی طرح ان کے مجمع میں جا کر قرآن کریم کی تلاوت کروں، لوگوں نے کہا اس قدر کافی ہے کہ جس قرآن کا سننا وہ ناپسند کرتے تھے اُس کو تم نے سنا دیا۔

عمرو بن عبسہؓ

عمرو بن عبسہؓ اور ابوذر غفاریؓ کی ماں ایک تھیں اس طرح دونوں ماں جائے بھائی تھے عمروؓ اسلام سے قبل ہی بت پرستی کو غلط جانتے تھے، نبی ﷺ کی خبر پا کر مکہ آئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ اعلانیہ اسلام کی تبلیغ نہیں کرتے تھے، اس لیے عمرو بن عبسہؓ ذرا احتیاط سے رسول اللہ ﷺ سے ملے اور سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں، پوچھا نبی کیا چیز ہے؟ جواب دیا کہ مجھ کو اللہ نے بھیجا (انسانوں کی ہدایت کے لیے مقرر کیا) ہے، پوچھا کن امور کی تعلیم اور ہدایت کے لیے؟ فرمایا: بت پرستی کو ختم کرانے، توحید کی دعوت دینے اور صلہ رحمی کی تلقین کرنے کے لیے، پوچھا کسی اور نے بھی اس دعوت کو قبول کیا ہے؟ فرمایا: ہاں ایک غلام اور ایک آزاد نے [اس وقت ابو بکرؓ اور بلالؓ آپ کے ساتھ تھے]، اس سوال و جواب کے بعد عرض کیا، مجھ کو بھی اللہ والوں میں شامل کر لیجیے، میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا، فرمایا اِس وقت تم وطن واپس جاؤ، جب میری بات کی شہرت ہو جائے پھر چلے آنا۔

مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق وطن لوٹ گئے اور آنے جانے والوں سے برابر حالات کا پتا چلاتے رہے، اتفاق سے مدینے سے کچھ لوگ آپ کے یہاں آئے، اُن سے پوچھا کہ جو شخص مدینہ میں آیا ہے، اُس کا کیا حال ہے انھوں نے کہا کہ لوگ جوق در جوق اس کی طرف ٹوٹ رہے ہیں، اس کی قوم نے تو اس کو قتل کر دینے کا تہیہ کر لیا تھا، مگر قتل نہ کر سکی، اب وہ مدینہ آگیا ہے۔ یہ جان کر مدینہ روانہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا تعارف کرایا، آپ نے فرمایا، میں نے تم کو پہچان لیا تم مکہ میں مجھ سے ملے تھے، پھر عمروؓ نے باقی زندگی وہیں گزاری۔

*** *** ***

Marfat.com

خاموش غیر مہماتی دعوتی و تربیتی کام کے ذریعے دنیا میں ایک تہذیبی اور سیاسی انقلاب:

گذشتہ صفحات میں آپ نے نبی ﷺ کے اوّلین ساتھیوں کے ایمان لانے اور بہت مختصراً اُن کے اوصاف اور کارناموں کا مطالعہ کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات کے نزول کے بعد نبوت کے ایک برس کے اندر اندر ایمان لے آئے۔ اس طرح پروانہ نبوت کے بعد ڈیڑھ برس مکمل ہو گئے [کہ پروانہ نبوت ملنے کے بعد چھ ماہ (۹ ربیع الاول تا ۲۱ رمضان المبارک) تعبد و تحنث میں بسر ہوئے تھے] یکم شوال سے سورۃ المدثر کی ابتدائی سات آیتوں کی حکم کی تعمیل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رہ نمائی میں خاموش اور غیر مہماتی دعوتی کام شروع ہو گیا تھا، اس دوران جو قرآن مجید نازل ہوا اُس کا بھی مختصر جائزہ آچکا ہے۔ غیر اعلانیہ اور غیر مہماتی دعوتی کام کم و بیش تیسرے برس کے اختتام تک جاری رہا یعنی ابھی اس دورانیے کے ڈیڑھ سال مزید باقی ہیں۔ یہ سوال بہت اہم ہیں کہ اِس دوران جو قرآن مجید مزید نازل ہوا وہ اس ٹیم کو کیا سکھاتا رہا؟ اُن کے اندر کیا جوت جگاتا اور اور اُن کی زندگیوں کے لیے کیا سمت عطا کرتا رہا؟ اور جو لوگ مزید اِس قافلہ راہِ حق میں شامل ہوئے وہ کون تھے اور کس طرح انھوں نے قرآن کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کا حق ادا کرنے کے ساتھ اسلامی تحریک میں اپنے قائد نبی ﷺ کے ساتھ اور آپس میں ایک ہم آہنگی کے ساتھ کام کیا اِن کا جائزہ ہم اگلے باب میں لیں گے۔

نبی ﷺ کے جاں نثاروں کے اوصاف: یہ بات بہت غور کی طالب ہے کہ اصل کش مکش سے قبل کس طرح نبی ﷺ نے وہ ٹیم تیار کرنے میں اپنی ساری توانائیاں صَرف کیں جو آنے والی کش مکش میں کام کر سکے؟ تقویٰ، ایثار، آخرت کی طلب، جاں نثاری، لگن، دنیا سے کامل بے رغبتی، عسکری جذبہ، ہر شعبہ زندگی کے لیے ہر طرح کی بہترین صلاحیتیں، قائدانہ اوصاف اور کردار میں اس طرح کے دیگر تمام اوصاف کس طرح اپنی ٹیم میں پیدا کیے جن کے ذریعے دنیا میں ایک تہذیبی اور سیاسی انقلاب لایا جاسکا؟ نبی ﷺ نے عرب کے اِس گوشے سے انسانوں کو کس ترکیب سے چنا کہ اُن کو صیقل کیا اور باطل سے ٹکرا دیا، دنیا کا جغرافیہ، تمدن اور اُس کی سیاسی قیادت کو تبدیل کر دیا؟ یہ پروپیگنڈے کا کمال تھا یا میڈیا کی ساحری؟ وہ بجلی کا کڑکا تھا؟ یا صوتِ ہادی؟۔ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی!!!

Marfat.com

باب ہشتم

نبوت کا دوسرا اور تیسرا سال

واقعات کم، روح الامین کی پیہم آمد

اُمّ القریٰ (وادی بطحا) میں کاروانِ نبوت دوسرے برس میں اس طرح داخل ہوا کہ اس میں اِکیاون (۵۱) افراد شامل ہیں، اور کم و بیش دو در جن خاندان اسلام سے روشناس ہیں۔ یہ سارے ہی سارے لوگ اپنی قسمت اور توفیقِ الٰہی سے ہدایت مل جانے پر نازاں اور فرحاں ہیں، روح الامین پیہم قرآن لے کر نازل ہوتے رہے اب تک ۱۲ سورتیں نازل ہو چکی تھیں جن میں سے دو (العلق اور المدثر) نامکمل ہیں اور باقی دس مکمل ہیں۔ سورتوں کے چھوٹے چھوٹے اثر انگیز بول دل میں اتر جانے والے اور اہلِ ایمان کو آخرت کی زندگی پر مر مٹنے اور دنیا سے بے گانہ کرنے اور ہر معروف (نیکی) کو اختیار کرنے اور ہر منکر اور جانی پہچانی برائی سے بچنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ یہ سارے مومنین، منافقت کے ہر عیب سے پاک اور شجاعت، جاں نثاری، مقصد کی لگن اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت سے سرشار ہیں، یہ زمین کا نمک اور پہاڑی کا چراغ ہیں۔ آیندہ سطور میں اگلے دو برسوں یعنی نبوت کے دوسرے اور تیسرے سالوں میں نازل ہونے والے قرآن کا ایک مختصر تعارف ہے۔ اِن اجزا (سورتوں) کا انتخاب اور تعین ان سورتوں کی درجِ ذیل خصوصیات کی بنا پر کیا گیا ہے:

۱. یہ سورتیں مفسرین کے نزدیک متفقہ طور پر مکی ہیں اور اِن سورتوں میں بیان کردہ مضامین کی بھی یہی شہادت ہے۔

۲. صاحبِ تفہیم القرآن نے اِن کے زمانہ نزول کو ابتدائی دَور (دَورِ اوّل) میں قرار دیا ہے [دیباچہ سورۃ الانعام]

۳. اِن سورتوں میں نہ تو خطابِ عام کی کیفیت ہے اور نہ ہی عوام/سامعین یا مخاطبین کے اعتراضات کے جواب ہیں۔

۴. اِن سورتوں میں کوئی ایسی داخلی شہادت نہیں ہے جس سے اندازہ ہو کہ کسی قسم کی کش مکش کا آغاز ہو گیا ہے۔

۵. دوسرے برس میں سورتوں کی لمبائی کم ہے اور تیسرے برس میں نسبتاً زیادہ ہے، اِس بات نے کارواں میں شامل ہونے والے لوگوں کو قرآن کو نازل ہونے کے ساتھ ساتھ یاد کرنے اور اُس پر عمل پیرا ہونے میں آسانی مہیا کی۔

Marfat.com

نبوت کے دوسرے سال میں نازل ہونے والا قرآن

ذیل میں دوسرے برس میں نازل ہونے والی پانچ سورتوں کا مختصر تذکرہ اس طرح ہے کہ شروع میں اُن کی نزولی ترتیب کا نمبر ہے پھر سورۃ کا نام، قوسین میں اُن کی ترتیب تلاوت اور کومے کے بعد پارے کا نمبر ہے، اگلی سطر میں اُس سورۃ کی ایک نمایندہ آیت کا میں نے انتخاب کیا ہے اور پھر آیت کا تفہیم القرآن سے ترجمہ درج ہے۔

۱۳: سورۃ التین: [۹۵: تیسواں پارہ]

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ۝

کون جزا و سزا کے معاملے میں تم کو جھٹلا سکتا ہے!

خلاصہ: انبیا کی سرزمین کو دیکھو، اس شہرِ امن کو دیکھو، حاکموں کا حاکم ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والوں کو اجر دے کر رہے گا، یہی اُس کی شان کو زیبا ہے!

۱۴: سورۃ الهمزة: [۱۰۴: تیسواں پارہ]

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝

تباہی ہے لوگوں پر طعنے کسنے اور غیبت کے خوگر پر جس نے مال جمع کیا اور اُسے گن گن کر رکھا۔

خلاصہ: طعنے بازی کرنے والا، غیبت کا عادی، مال کی محبت میں گرفتار دوزخ کی بھٹی میں ڈالا جائے گا۔

۱۵: سورۃ القارعة: [۱۰۱: تیسواں پارہ]

فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝

جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔

خلاصہ: جب وہ عظیم حادثہِ قیامت رونما ہوگا تو اعمال تولے جائیں گے، بھاری اعمال والے جنتوں میں اور ہلکی تول والے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

Marfat.com

۱۶: سورۃ الزلزال: [۹۹: تیسواں پارہ]

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ

قیامت والے دن لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے تاکہ اُن کے اعمال اُن کو دکھا دیئے جائیں

خلاصہ: قیامت کے دن زمین اپنے اندر دفن تمام انسانوں اور تمام تاریخی واقعات کو نکال پھینکے گی اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور بدی کا حساب ہوگا۔

۱۷: سورۃ القیامۃ: [۷۵: اُنتیسواں پارہ]

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ

تمھارے اندازے غلط ہیں تم لوگ جلدی حاصل ہونے والی دنیا کی محبت میں مارے گئے۔

خلاصہ: جب سب مر جائیں گے اور چاند سورج بے نور ہو جائیں گے اور انسان کی ایک ایک ہڈی کو دوبارہ جوڑ دیا جائے گا، اس روز کچھ لوگ شاداں و فرحاں ہوں گے اور کچھ اداس۔ اس دنیا میں انسان کی بے راہ روی کی اصل وجہ جلدی حاصل ہونے والی دنیا کی محبت ہے۔

نبوت کے تیسرے سال میں نازل ہونے والا قرآن

نبوت کے اِس تیسرے سال میں کتنا قرآن مجید نازل ہوا؟ کتنے لوگ ایمان لائے؟ کیا خاص واقعات پیش آئے؟ اور یہ کہ کارِ نبوت میں آپ کو کیا کامیابی حاصل ہوئی؟ یہ وہ سوالات ہیں جو اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہیں۔ نبوت کے تیسرے سال میں درجِ ذیل سات سورتیں نازل ہوئیں۔ اندراج کا طرز وہی ہے جو دوسرے برس کی سورتوں کے لیے ہم نے اختیار کیا ہے۔

۱۸: سورۃ الدھر/الانسان: [۷۶: اُنتیسواں پارہ]

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾

پس اللہ تعالیٰ اُنھیں اُس دن کے شر سے بچالے گا اور اُنھیں تازگی اور سُرور بخشے گا۔

Marfat.com

خلاصہ: انسان ایک مرد اور عورت کے مخلوط نطفے جیسی حقیر چیز سے پیدا کیا گیا، اُسے صحیح اور غلط کی تمیز عطا کی پس جو شکر کرنے والے، اللہ کی اطاعت کرنے والے اور اللہ کی رضا کے جویا بنیں گے اللہ اُنھیں جنتوں میں ہمیشگی کی نعمتیں عطا کرے گا، اس سورۃ میں اہل جنت کی کامیابیوں اور عیش کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

۱۹: سورۃ المرسلات: [۷۷: اُنتیسواں پارہ]

وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۱۵﴾

تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

خلاصہ: قیامت کا ہولناک نقشہ ہے، دنیا کے اندر انسانی تاریخ میں قوموں کا آنا جانا اور پھر اس کی حقیر پیدائش، مزید کائنات کی نشانیاں، پس اگر انسان اللہ کے مقابلے میں کوئی چال چل سکے تو چل لے تباہی اُس دن مقدر ہے جھٹلانے والوں کے لیے۔

۲۰: سورۃ النبا: [۷۸: تیسواں پارہ]

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا ﴿۲۱﴾

حقیقت میں جہنم مجرموں کی تاک میں ہے۔

خلاصہ: اس زمین پر انسانی زندگی کے لیے ماحول کی سازگاری جسے اللہ نے ترتیب دیا ہے، خود اللہ تعالیٰ دلیل کے طور پر پیش کر کے قیامت کے دن انسانوں کے اُٹھائے جانے کی منظر کشی کرتے ہیں اور ظالموں، نافرمانوں کا دردناک انجام بتاتے ہیں کہ اُن کے لیے نوع بہ نوع عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ ہوگا۔

۲۱: سورۃ النازعات: [۷۹: تیسواں پارہ]

يَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِى الۡحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾

کیا واقعی ہم پلٹا کر پھر واپس لائے جائیں گے؟

خلاصہ: اللہ کے لیے یہ تو بس ایک معمولی سا کام ہے کہ وہ کائنات کو ایک ڈانٹ لگائے اور سارے

Marfat.com

گزرے ہوئے انسان واپس پلٹ آئیں۔ ہر وہ شخص جس نے اس دنیا میں سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی ہوگی، دوزخ اس کا ٹھکانا ہوگا اور جس شخص نے اپنے رب کے سامنے جواب دہی کے خوف سے ہوائے نفس کو قابو کیا، جنت اُس کا ٹھکانا ہوگی۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم تو بس اللہ ہی کو ہے۔ موسیٰؑ نے سرکش فرعون سے کہا کہ پاکیزگی اختیار کر مگر اُس نے جھٹلایا اور بولا میں تمھارا سب سے بڑا ربّ ہوں آخرکار اللہ نے اُسے برباد کر دیا۔

[قرآن مجید میں سابقہ انبیا میں سے کسی بھی نبی کا یہ پہلا تذکرہ نبوت کے تیسرے برس آیا، آنے والے دنوں میں موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ متعدد بار مزید آئے گا جسے کسی مناسب مقام پر یک جا بیان کرنا سود مند ہو گا۔]

۲۲: سورۃ التکویر: [۸۱: تیسواں پارہ] (ابتدائی ۱۴ آیات)

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝ ۱۴

جب جہنم دہکائی جائے گی، اور جب جنّت قریب لائی جائے گی، اُس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔

خلاصہ: قیامت کے دن پیش آنے والے اختتام کائنات کے ہول ناک مناظر کو پراثر انداز میں پیش کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ اُس دن ظالم سے ظلم کی پوچھ گچھ ہوگی، انسان جان لے گا کہ وہ دنیا کی زندگی سے آخرت میں کیا لے کر آیا ہے، یہ بات ذہن نشین کرائی جارہی ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذہن و خیال میں کوئی شیطانی الہام نہیں ہے بلکہ آپ نے جبریلِ امین (روح الامین) کو اپنی آنکھوں سے افق پر دیکھا اور انھوں نے یہ غیب کی باتیں اُن پر القا کی ہیں۔

۲۳: سُوْرَةُ الْاِنْفِطَار: [۸۲: تیسواں پارہ] (ابتدائی ۸ آیات)

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝ ۵

Marfat.com

اُس وقت ہر شخص کو اُس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔

خلاصہ: کائنات کی آخری تباہی اور اختتام کا تذکرہ اور اُس کا منظر پیش کر کے مالکِ کائنات اُس بات کا جو پہلے سورۃ التکویر میں بیان کی جا چکی ہے دُہراتے ہیں کہ اُس دن ہر شخص کو اُس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔

۲۴: سورۃ الرحمٰن: [۵۵: ستائیسواں پارہ]

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

پس اے جن وانس، تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

خلاصہ: ایک پر جوش اور نہایت بلیغ خطبہ ہے جس کے دوران اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایک ایک عجوبے، اور اس کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک ایک نعمت، اور اس کی سلطانی و قہاری کے مظاہر میں سے ایک ایک مظہر، اور اس کی جزاو سزا کی تفصیلات میں سے ایک ایک چیز کو بیان کر کے بار بار جن وانس سے سوال کیا گیا ہے کہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ یہ سوال ہر جگہ اپنا ایک خاص مفہوم رکھتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

[مسند احمد میں مذکور اسماؓ بنت ابو بکرؓ کے بیان کے مطابق کعبے میں مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو سورۂ رحمٰن تلاوت کرتے سنا اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب سورۂ حجر کی دعوتِ عام والی آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اِس بنا پر اس سورہ کو ہم نے پہلے تین برس کی آخری سورۃ کے طور پر لیا ہے۔]

نبوت کے دوسرے اور تیسرے برس کے دوران کارِ تبلیغ و تربیت

ذیل میں ہم نبوت کے دوسرے اور تیسرے برسوں میں ایمان لانے والے ۹۳ مبارک افراد کے نام بلحاظ حروفِ تہجی (Alphabetical Order) درج کر رہے ہیں۔ اس سے قبل ساتویں باب میں (صفحہ ۱۱۱ پر) پہلے سال میں ایمان لانے والے ۵۱ سابقون الاوّلون ہستیوں کے نام بلحاظ سبقت فی الایمان درج کیے جا چکے ہیں۔ اس طرح ان تین برسوں میں ایمان لانے والے بالغ افراد کی کل تعداد ۱۴۴ ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

دوسرے اور تیسرے برس میں نبی ﷺ پر ایمان لانے والے افراد

دوسرے اور تیسرے برس میں نبی ﷺ پر ایمان لانے والے افراد کے نام	قبیلہ	کل افراد
ابن ام مکتومؓ	بنی عامر بن لوی	۱
ابو احمدؓ بن جحش نبی ﷺ کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے اور ام المومنین سیّدۃ زینبؓ کے بھائی	خلفائے بنی امیہ	۱
ابو سبرہؓ بن ابی رھم (نبی ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے) ان کی بیوی ام کلثومؓ بنت سہیل بن عمرو (ابو جندل کی بہن)	بنی عامر بن لوی	۲
ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ اور ان کی بیوی سہلہؓ بنت سہیل بن عمرو	بنی عبد شمس	۲
ابو فکیہہؓ یسارا الجہمی (صفوان بن امیہ کے آزاد کردہ غلام)	مظلومان	۱
اروائیؓ بنت عبد المطلب (نبی ﷺ کی پھوپھی) اور ان کے بیٹے طلیبؓ بن عمیر	بنی ہاشم	۲
اسودؓ بن نوفل	بنی اسد	۱
ام عبیسؓ (بنی تیم بن مرہ یا بنی زہرہ کی لونڈی)	مظلومان	۱
بلالؓ بن رباح (یہ امیہ بن حلف کے غلام تھے) ان کی والدہ حمامہؓ	مظلومان	۲
جعفرؓ بن ابی طالب اور اُن کی بیوی اسماؓ بنت عمیس خثعمیہ (غیر قریش)	بنی ہاشم	۲
جہمؓ بن قیس	بنی عبد الدار	۱
حارثؓ بن خالد	بنی تیم	۱
حارثؓ بن سعید	بنی فہر بن مالک	۱
حارثؓ بن قیس اور اُن کے دو بیٹے بشیر بن حارثؓ اور معمر بن حارثؓ	بنی سہم	۳
حارثؓ کے چھ بیٹے ابو قیس بن حارثؓ، عبد اللہ بن حارثؓ، سائب بن حارثؓ، حجاج بن حارثؓ، بشر بن حارثؓ اور سعید بن حارثؓ	بنی سہم	۶

Marfat.com

خالدؓ بن بکیر، ایاسؓ بن بکیر، عامرؓ بن بکیر اور عاقلؓ بن بکیر (بکیر بن عبد بن یالیل اللیثی)	خلفائے بنی عدی	۴
خالدؓ بن حزام (حکیم بن حزام کے بھائی اور سیّدۃ خدیجہؓ کے بھتیجے)	بنی اسد	۱
زنیرہؓ رومیہ - عمر بن المومل کی آزاد کردہ لونڈی	مظلومان	۱
زیدؓ بن الخطاب (سیّدنا عمر کے بڑے بھائی)	بنی عدی	۱
سعیدؓ بن قیس	بنی فہر بن مالک	۱
سکرانؓ بن عمرو اُن کے دو بھائی حاطبؓ بن عمرو، سلیطؓ بن عمرو اور سکران کی بیوی سیّدہ سودہؓ بنت زمعہ (جو سکرانؓ کی وفات کے بعد ام المومنین بنیں) اور سلیط کی بیوی نفیطہؓ بنت علقمہ	بنی عامر بن لوی	۵
سلمہؓ بن ہشام	بنی مخزوم	۱
سہیلؓ بن بیضا	بنی فہر بن مالک	۱
شرجیلؓ بن حسنتہ الکندی اور ان کے دو بھائی جابرؓ بن حسنہ اور جنادہؓ بن حسنہ	خلفائے بنی زہرہ	۳
طلیبؓ بن ازہر	بنی زہرہ	۱
طلیبؓ بن عمیر (نبی ﷺ کی پھوپھی اروا بنت عبد المطلب کے بیٹے)	بنی عبد قصی	۱
عامرؓ بن فہیرہ (طفیل بن عبد اللہ کے غلام)	مظلومان	۱
عامرؓ بن ربیعہ العنزی اور ان کی بیوی لیلیٰؓ بنت ابی حثمہ	بنی عدی	۱
عبد اللہؓ بن جحش بن رتاب	خلفائے بنی امیہ	۱
عبد اللہؓ بن سہیل بن عمرو (خود ابو جندل یا ابو جندل کے بھائی؟)	بنی عامر بن لوی	۱
عبد اللہؓ بن شہاب	بنی زہرہ	۱
عبد اللہؓ بن حذافہ اور خنیس بن حذافہ (سیّدنا عمر کے داماد - ام المومنین حفصہؓ کے پہلے شوہر)	بنی سہم	۲

Marfat.com

عبیداللہؓ بن جحش اور اُن کی بیوی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان تھیں جن کو بعد میں اُم المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا	خلفائے بنی امیہ	۲
عبیدہؓ بن الحارث بن مطلب	بنی المطلب	۱
عثمانؓ بن عبد غنم بن زہیر (سیّدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کے پھوپھی زاد بھائی)	بنی فہر بن مالک	۱
عدیؓ بن نضلہ	بنی عدی	۱
عروہؓ بن ابی اثاثہ (عمرو بن العاص کے ماں جائے بھائی)	بنی عدی	۱
عمروؓ بن الحارث بن زہیر	بنی فہر بن مالک	۱
عمروؓ بن امیہ	بنی اسد	۱
عمروؓ بن عبسہ السلمی	بنو سلیم	۱
عمیرؓ بن رتاب	خلفائے بنی سہم	۱
عیاشؓ بن ابی ربیعہ (ابوجہل کے ماں جائے بھائی- سیّدنا خالدؓ بن ولید کے چچازاد بھائی) اوران کی بیوی اسماؓ بنت سلامہ تمیمیہ	بنی مخزوم	۲
قیسؓ بن حذافہ (عبداللہؓ بن حذافہ کے بھائی)	بنی سہم	۱
لبیبہؓ (مومل بن حبیب کی لونڈی)	مظلومان	۱
مالکؓ بن زمعہ (سیّدۃ سودہؓ کے بھائی)	بنی عامر بن لوی	۱
محجنؓ بن الادرع الاسلمی	مظلومان	۱
محمیہؓ بن الجزء (یہ سیّدنا عباسؓ کی ام الفضل کے ماں جائے بھائی تھے)	خلفائے بنی سہم	۱
مسعودؓ بن ربیعہ بن عمرو- یہ بنی الھون بن خزینہ کے قبیلہ سے تھے۔	مظلومان	۱
مسعودؓ بن سوید بن حارثہ بن نضلہ	بنی عدی	۱
مصعبؓ بن عمیر اوران کے بھائی ابوالرومؓ بن عمیر	بنی عبدالدار	۲
معمرؓ بن حارث ان کی بیوی فاطمہؓ بن مجلل العامریہ، اُن کے بھائی حاطبؓ بن	بنی جمح	۶

Marfat.com

حارث اور حطابؓ بن حارث اور اُن کی (حطاب) بیوی فکیہہؓ بنت یسار اور بیٹے سفیانؓ بن معمر	بنی جمح	
معمرؓ بن عبداللہ بن نظلہ	بنی عدی	۱
مقدادؓ بن عمرو الکندی (اسود بن عبد یغوث زہری نے ان کو اپنا حلیف اور متبنی بنا رکھا تھا)	خلفائے بنی زہرہ	۱
نبیہؓ بن عثمان	بنی جمح	۱
نعیمؓ بن عبداللہ النحام	بنی عدی	۱
واقدؓ بن عبداللہ (ان کو بھی خطاب نے حلیف اور متبنی بنا رکھا تھا۔)	خلفائے بنی عدی	۱
ولیدؓ بن ولید بن مغیرہ	بنی مخزوم	۱
ہبارؓ بن سفیان اُن کے بھائی عبداللہؓ بن سفیان	بنی مخزوم	۲
ہشامؓ بن ابی حذیفہ اور ہاشمؓ بن ابی حذیفہ	بنی مخزوم	۲
ہشامؓ بن العاص بن وائل	بنی سہم	۱
یزیدؓ بن زمعہ بن الاسود	بنی عبد العزی	۱
	کل تعداد	۹۳

نبوت کے پہلے تین برسوں میں تبلیغ کے کام کی حکمتِ عملی (Strategy)

نبوت کے پہلے تین برسوں میں تبلیغ کا کام کعبے میں، بازاروں اور عام جگہوں پر مہم کی شکل میں نہیں انجام دیا گیا اور نہ ہی کھلے بندوں بتوں کی اور رائج الوقت تہذیب کی مذمت کی گئی، پہلے برس میں جو اِکیاون لوگ ایمان لائے تھے دوسرے اور تیسرے سالوں میں انھی چراغوں سے یہ مزید ترانوے (۹۳) چراغ انفرادی رابطوں کے ذریعے اسلام کی دعوت دینے سے جلے۔ قبول کرنے والے بیش تر وہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تھیں جو اپنے قبیلوں کی آنکھ کا تارا، فہم و فراست میں ممتاز اور کردار میں ایسے

Marfat.com

پسندیدہ تھے کہ اِن کے ساتھ کاروبار میں شرکت اور رشتہ داری کی تمنا کی جاتی اور جن کی سفارشیں قبول اور جن کی باتوں پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ چناں چہ باوجود اِس کے کہ مکہ کی وادی میں اس کا گھر گھر چرچا ہو چلا تھا، کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کا کوئی ایک نہ ایک نوجوان محمد ﷺ کے قافلے میں شامل نہ ہو گیا ہو۔ مگر قریش نے از خود اس کی مخالفت اور اس کو کچلنے کے لیے آواز بلند نہیں کی۔ اوپر دی گئی فہرست اس بات کو واضح کر دیتی ہے کہ مکہ کے تقریباً تمام قبیلوں میں یہ دعوت جانی جاچکی اور سرائیت کر چکی تھی، یہ کس طرح خفیہ دعوت یا خفیہ دور ہے؟؟؟ ذیل میں اس دور پر ہم چند اہم سیرت نگاروں کا تبصرہ نقل کر رہے ہیں، یہ تبصرے اس پر شاہد ہیں کہ یہ دعوت ٹکراؤ کے بغیر سب کی نظروں کے سامنے جاری رہی تھی سوائے تلاوتِ قرآن، تبلیغِ عام اور ادائیگی نماز کے جو اعلانیہ کعبہ میں نہیں کی جاتی تھی۔ حکمت کے تحت ان کاموں کو ذرا خاموشی سے ادا کرنا اس پوری تحریک اور اس پورے دور پر کس طرح خفیہ کا لیبل چسپاں کر سکتا ہے؟

ابتدائی سہ سالہ دعوتی دور پر سیرت نگاروں کا تبصرہ

"یہ خبریں قریش کو پہنچ چکی تھیں، لیکن قریش نے اُنھیں کوئی اہمیت نہیں دی۔ غالباً انھوں نے محمد ﷺ کو بھی اُسی طرح کا کوئی دینی آدمی سمجھا جو اُلوہیت اور حقوقِ اُلوہیت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔ جیسا کہ امیہ بن ابی الصلت، قس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ نے کیا تھا۔ البتہ قریش نے آپ کی خبر کے پھیلاؤ اور اثر کے بڑھاؤ سے کچھ اندیشے ضرور محسوس کیے تھے اور ان کی نگاہیں رفتارِ زمانہ کے ساتھ آپ کے انجام اور آپ کی تبلیغ پر رہنے لگی تھیں۔" (فقہ السیرۃ، غزالی صفحہ ۷۶)

"اب رسول اللہ ﷺ کا ذکرِ خیر مکہ معظمہ کی گلیوں محلوں اور گھروں میں صبح و شام ہونے لگا، آپ ﷺ کے ذکر کی خوش بو اِن اہلِ مکہ کی خصوصی محفلوں میں پہنچ گئی جن کے دلوں پر بد بختی کے پردے پڑے ہوتے تھے۔ بد بو کے عادی خوش بو سے بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اس دین کا حال بھی قس، امیہ اور ورقہ بن نوفل کے دین کا سا ہو گا جو کچھ

Marfat.com

مقبولیت کے بعد اپنی موت آپ ہی مر گیا۔ جس طرح دوسرے مذہبی رہنماؤں اور علما کی محفلیں آج ویران پڑی ہیں یہ بھی ویران ہو جائے گا اور پھر آج مسلمان کہلانے والے پھر اپنے اصلی دین بت پرستی کی طرف لوٹ آئیں گے، اور پھر ہبل اور لات جیسے دیوتا و عزیٰ جیسے غیرت مند اور ان سب سے بڑھ کر اساف و نائلہ غضب ناک دیوتا، جسے قربانی کے خون میں تیرایا جاتا ہے۔ اپنے منکروں کو یوں ہی آزاد تھوڑا چھوڑ دیں گے، یقیناً وہ ایک دن ان سب کو اپنے حضور میں سر نگوں کر کے ہی رہیں گے۔" حیاتِ (محمد ﷺ، حسنین ہیکل صفحہ ۲۰۸)

(دعوت کے اِن ابتدائی تین برسوں میں)" وحی کے ذریعے توحید کے مختلف گوشے بیان کیے جاتے تھے، تزکیۂ نفس کی رغبت دلائی جاتی تھی۔ مکارم اخلاق پر ابھارا جاتا تھا۔ جنت اور جہنم کا نقشہ اس طرح کھینچا جاتا تھا گویا وہ آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ایسے بلیغ وعظ ہوتے تھے جن سے سینے کھل جاتے تھے۔ روحیں آسودہ ہو جاتیں اور اہل ایمان اس وقت کے انسانی معاشرے سے الگ ایک دوسری ہی فضا کی سیر کرنے لگتے۔ یوں تین برس گزر گئے اور دعوت و تبلیغ کا کام صرف افراد تک محدود رہا۔ مجمعوں اور مجلسوں میں اس کا اعلان نہیں کیا گیا لیکن اس دوران وہ قریش کے اندر خاصی معروف ہوگئی، مکہ میں اسلام کا ذکر پھیل گیا اور لوگوں میں اس کا چرچا ہو گیا۔ بعض نے کسی کسی وقت نکیر بھی کی اور بعض اہل ایمان پر سختی بھی ہوئی لیکن مجموعی طور پر اس دعوت کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے دین سے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ نہ ان کے معبودوں کے بارے میں زبان کھولی تھی۔" (الرحیق المختوم، مبارک پوری صفحہ ۱۱۱)

"تحریک اپنے اس خفیہ دور[۳۱] میں قریش کی نگاہوں میں درخورِ اعتنا نہ تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ چند نوجوانوں کا سر پھرا پن ہے، الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں، چار دن میں دماغوں سے یہ ہوا نکل جائے

---

[۳۱] یہ نعیم صدیقی ؒ صاحب کا خیال ہے، احوال و دلائلِ تاریخ اس دور کو خفیہ تسلیم کرنے میں مانع ہیں۔

Marfat.com

گی! ہمارے سامنے کوئی دم مار سکتا ہے؟ مگر برسرِ اقتدار طبقہ تختِ قیادت پر بیٹھا اپنے زعمِ قوت میں مگن رہا اور سچائی اور نیکی کی کونپل تخت کے سائے میں آہستہ آہستہ جڑیں چھوڑتی رہی اور نئی پتیاں نکالتی رہی، یہاں تک کہ تاریخ کی زمین میں اِس نے اپنا ایک مقام بنالیا۔ قریش کا اعتقاد یہ بھی تھا کہ لات منات اور عزیٰ جن کے آگے ہم پیشانیاں رگڑتے اور چڑھاوے پیش کرتے ہیں اور جن کے ہم خدام بارگاہ ہیں اپنے احترام اور مذہب پرستی کی خود حفاظت کریں گے اور ان کی روحانی مار ہنگامے کو ختم کردے گی۔" (محسنِ انسانیت ﷺ، نعیم صدیقیؒ صفحہ ۱۴۹)

ابتدائی دور میں کن کو دعوت دی گئی اور کون ایمان لے کر آیا؟

آپؐ پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے آپ کے قریبی دوست اور اہلِ خانہ تھے اِن میں سے کسی نے آپؐ کی نیت میں اقتدار و جاہ طلبی کا گمان یا ذہنی صحت پر شک نہیں کیا جیسا کہ قریش نے بعد میں آپ کے بارے میں یہ بات کہی، اگر اس میں ذرہ برابر بھی صداقت یا شبہ کی گنجایش ہوتی تو آپؐ کے اہلِ خانہ اور آپؐ کے قریبی افراد اس کا شبہ کرتے سوائے اس کے کہ آپ کے ایک دوست ضماد بن ثعلبہؓ جو طبیب (medical-doctor) تھے انھوں نے لوگوں سے اس طرح کی فضول باتیں سن کر آپ سے کہا کہ میں علاج کر سکتا ہوں۔ تاہم آپ ﷺ کی دعوت اور جاری جاہلی تہذیب کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر جان کر ضمادؓ بھی قافلہ راہِ حق کے راہی بن گئے۔ آپؐ کی ذہین و فہیم بیوی خدیجہؓ، منہ بولے بیٹے زید بن حارثہؓ اور عالی قدر دوست ابو بکرؓ اِن تینوں عاقل و بالغ افراد کا کامل اعتماد کرنا اور بلا چون و چرا آپؐ کی تصدیق کرنا آپؐ کی صداقت کی دلیل تھی۔ ابو بکر جیسے رفیق کامل جانا مشیت ایزدی سے ایسا ہی تھا جیسے موسیٰؑ کو ہارونؑ کی معیت میسر آنا۔ اِن ابتدائی تین برسوں میں وادی بطحا میں تبلیغ کا بنیادی کام ابو بکرؓ نے ہی انجام دیا یہ ایک طرح سے مشیتِ ایزدی سے دو افراد کے درمیان تقسیم کار تھی، نبی کے ذمہ اُن لوگوں کو تلاوتِ آیات کے ذریعے انذار اور کبریائے ربُّ العالمین سے آگاہ کرنا تھا جیسا کہ سورۃ المدثر میں حکم دیا گیا تھا۔ جن لوگوں کو آمادۂ ایمان کر کے ابو بکرؓ آپ ﷺ کے پاس لاتے رہے اور پھر اہلِ ایمان چراغ سے چراغ جلانے کا یہی وظیفہ انجام دیتے ہوئے اپنے اعزہ و اقربا اور مزید افراد کو آپ

Marfat.com

ﷺ کے پاس لاتے رہے، جب کہ آپ ﷺ اپنے قریب پہنچنے والے اِن افراد کے سامنے تلاوتِ آیات اور اُن کے تزکیے میں مصروف رہے۔ آپ ﷺ ایک عمدہ حکیمانہ پالیسی کے تحت ان برسوں میں براہِ راست تبلیغ کے لیے افراد سے رابطے میں زیادہ متحرک اور سرگرم نظر نہیں آتے ہیں۔

آپ کے قریب آنے اور ایمان لانے والوں (اہلِ خانہ، دوست احباب کے علاوہ) میں دوسری قسم اُن افراد کی تھی جو پہلے سے ہی بت پرستی سے نالاں اور بے زار تھے۔ اِن لوگوں کے علاوہ وہ سلیم الطبع افراد جو بنیادی طور پر نیک تھے، ہر جھوٹ اور منکر سے اپنی فطرت کی وجہ سے نفرت کرتے تھے کہ اللہ نے اُنھیں بنایا ہی ایسا تھا۔ ابو بکرؓ نے اِسی طرح کے افراد کو آمادۂ ایمان کیا اور پھر اِن افراد کی بیویاں، والدین اور بہن بھائی اور بچے ایمان لے آئے۔ اس دور میں دعوتِ ایمان عام نہ تھی ہر ایک کے سامنے پیش نہیں کی گئی بلکہ خاموشی سے صرف اُن لوگوں کو دی گئی جن کے فہم کردار و جرات پر بھروسہ تھا۔

اس پورے دور میں جن چنیدہ (selected) سلیم الطبع لوگوں کے سامنے ایمان پیش کیا گیا وہ کم و بیش سب ایمان لے آئے اور جو ایمان نہیں لائے تو انھوں نے مخالفت بھی نہیں کی ایسے ایمان نہ لانے والے حضرات میں ابو طالب اور حکیم بن حزام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ابو طالب تو اس لحاظ سے بہت ممتاز ہیں کہ اُن کی مدد اور تعاون سے نبی ﷺ نے مکہ میں آزادی سے وقت گزارا اُن کی موت کے بعد یہ بات ممکن نہیں رہی۔ جن سعید ہستیوں نے ایمان قبول کیا اُن کا ایک خاص وصف یہ بھی سامنے آتا ہے کہ اُن میں سے کوئی بھی کعبہ کے مناصب پر فائز نہ تھا۔ اِن مناصب پر فائز افراد کی حیثیت موجودہ زمانے کے نظام زندگی کے بنیادی ستونوں (مثلاً وزرا، سیکریٹریز، عدلیہ اور فوج کے سربراہان) کی سی تھی۔ اِن افراد کے چلتے ہوئے نظام کے ساتھ گہرے سماجی اور معاشی مفادات و مرتبے وابستہ ہوتے ہیں، کسی بھی انقلابی دعوت پر ایمان لانے سے یہ مفادات خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔

اس دور میں جن افراد اور اُن کے خاندانوں کو ایمان لانے کی توفیق ملی اُن کے نام ہم پچھلے جدول (Table)

Marfat.com

میں دے چکے ہیں۔ یہ ۱۹۳ افراد ہیں، پہلے برس میں ایمان لانے والوں کو ملا کر کل ۲۴۴ لوگ ہو جاتے ہیں، آیندہ دس برسوں میں ہجرتِ مدینہ سے قبل مکہ میں یہ تعداد اندازاً ۵۰۰ تک پہنچ جاتی ہے مگر سابقون الاوّلون کے مرتبے والے چند افراد ہی مزید مل سکے مثلاً سیّدنا حمزہؓ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما۔ اسلام کے بنیادی سپاہی یہی ۲۴۴ تھے جو پہلے تین برسوں میں ایمان لائے یا وہ انصارِ مدینہ تھے جو آپ ﷺ کی شہر میں تشریف آوری سے قبل بیعتِ عقبہ ثانیہ تک یا اُس سے قبل ایمان لے آئے۔ میری رائے میں اسلام کے غلبے کے لیے اور رسول اللہ ﷺ کی کارِ نبوت میں کام یابی کے لیے ممد و معاون بننے والے افراد کے بس یہی دو بنیادی گروپس[۳۲] ہیں، اس موضوع پر مزید گفتگو ہجرت کے پہلے برس میں کاروانِ نبوت کی کار گزاری کے مطالعے کے موقع پر ہو گی۔

دارِ ارقم- تعلیم و تربیت اور عبادت کا پہلا مرکز

ان تین برسوں کے اختتام سے چند ماہ پہلے ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ نبی ﷺ اپنے رفقا کے ساتھ ایک گھاٹی میں صلوٰۃ ادا فرما رہے تھے کہ مشرکین قریش کے کچھ لوگ وہاں آنکلے اور اس نئے اندازِ عبادت کا مذاق اڑانے لگے، سیّدنا سعد بن ابی وقاصؓ جو شیلے نوجوان تھے انھوں نے نبی ﷺ کے اِذن کے بغیر اونٹ کی ایک بڑی ہڈی جو قریب کہیں پڑی تھی، اٹھا کر مذاق اڑانے والے کے سر پر دے ماری، خون کی ایک دھار پھوٹ پڑی، جسے تاریخ نگار اللہ کی راہ میں کسی دشمنِ خدا کے جسم سے نکلنے والی 'پہلی خون کی دھار' سے یاد کرتے ہیں۔ مشرکین کا شہر اور مخالفت کی فضا...... اس واقعے کے پسِ منظر میں سنسان گھاٹیوں میں عبادت کرنا خطرے سے خالی نہ رہا چناں چہ جنابِ ارقمؓ کے مہیا کردہ مکان پر اسلام کی تعلیم و تربیت اور عبادت کا پہلا مرکز بنایا گیا جسے تاریخ میں لازوال شہرت نصیب ہوئی اور وہ دارِ ارقم

---

[۳۲] مکہ کے پہلے تین برسوں میں ایمان لانے والا گروپ بہ سمیت دو متاخرین [سیدنا عمر بن الخطاب اور حمزہ رضی اللہ عنہما] اور دوسرا گروپ اُن اہلِ مدینہ کا جو بیعتِ عقبہ ثانیہ تک ایمان لے آیا۔

Marfat.com

کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ میں اس مرکز نے بڑی شہرت پائی ہے اور اسلامی تحریکات اپنے تربیتی تعلیمی ادارے نبی ﷺ کے قایم کردہ دارِ ارقم کے نام نامی پر رکھتی ہیں۔ جب ہم آیندہ چوتھے، پانچویں اور چھٹے برس کے واقعات زیرِ بحث لائیں گے تو اس کا تذکرہ آئے گا۔ دارِ ارقم میں مرکز کے قیام نے خاموشی سے جاری اسلامی دعوت کو ایک 'تحریک' بنادیا، یوں تو اس دعوت کا چرچا ہر گھر میں پہلے ہی سے تھا مگر ایک مرکز کے قیام نے مکہ میں ہلچل مچادی۔ ہلچل کیوں نہ مچتی کہ مشرکین کے ہاتھوں میں مقبوضہ، ابراہیم علیہ السلام کے مرکز، کعبۃ اللہ کے عین سامنے یہ نئی تحریک کا مرکز بنا تھا، صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان کہ حج اور عمرہ میں سعی کرنے والے اُس کے دروازے کے سامنے سے گزرتے تھے۔

یہ ابتدائی سہ سالہ دور محمد ﷺ کے لائے ہوئے دینِ اسلام کی ریڑھ کی ہڈی کی تیاری کا دور تھا، راقم کم علم کے تجزیے کے مطابق کفر کو مٹانے اور اللہ کے کلمے کو غالب کرنے کا ۴۰ فی صد کام ان تین برسوں کے قلیل عرصے میں انجام پایا، بقیہ ۶۰ فی صد آنے والے ۲۰ برسوں میں مکمل ہوا۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ اس نقطہ نظر سے کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی سنت اور آپؐ کے اُسوے کے مطابق وہی تبلیغِ دین اور غلبہ دین کا کام کریں جو آپؐ نے کیا تھا اور جس کے کرنے کا مطالبہ قرآن حکیم ہر مسلمان سے کرتا ہے تو پھر اُنھیں اِن تین برسوں پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنیادی کام کیسے کیا؟ بلاشبہ آخرت کے انکاری اور کتاب سے ناآشنا بت پرست معاشرے اور ایک ایسے معاشرے میں جہاں لوگ آخرت، قرآن اور نبی ﷺ کی سنت کو اعتقاداً حجت مانتے ہوں بڑا فرق ہے، لاکھ شعوری اور نسلی مسلمان کی تعبیروں سے شرک و بدعات سے آلودہ موجودہ مسلمان معاشروں کو مکہ کے جاہلی معاشرے سے تشبیہ دی جائے مگر دونوں معاشرے کام کرنے کے لیے جہاں کچھ مختلف تقاضے رکھتے ہیں وہیں مشترک اساسات بھی کم نہیں ہیں۔ [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، نبوت کے پہلے تین سال تک کے نزول قرآن کے ساتھ سیرتِ طیبہ کا ذکر مکمل ہوا، بقیہ گفتگو ان شاءاللہ دوسری جلد میں ہو سکے گی]

*** *** ***

Marfat.com

Marfat.com

اشاریہ

الف

ابراہیم علیہ السلام ۱۷
ابرہہ کی کعبہ پر چڑھائی اور ہزیمت ۴۰
ابرہہ نے ارياط کو قتل کر دیا ۴۰
ابن ام مکتومؓ ۱۴۳
اِبن سلول ۲۷
ابواحمدؓ بن جحش ۱۴۳
ابوبکرؓ ۸۷
ابوبکرؓ کی نصرت اور تعاون ۸۱
ابوجندلؓ ۱۴۴
ابوذر غفاریؓ ۱۱۸
ابوسبرہؓ بن ابی رہم ۱۴۳
ابوسلمہؓ کا نعم البدل ۱۳۱
ابوطالب ۶۱، ۶۲، ۱۴۹
ابوطالب کے زیر سایہ [نبی ﷺ کا بچپن] ۶۲
ابوعبداللہؓ ۱۲۳
ابوعبیدہؓ بن الجراح ۱۱۸
ابواسامہؓ ۱۱۸
ابواسحٰقؓ ۱۲۵
ابوالسائبؓ ۱۲۷
ابوبکرؓ صدیق ۸۹
ابوبکرؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے ۸۸
ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ ۱۴۳
ابوسفیانؓ ۱۲۳
ابوسلمہؓ بن عبدالاسد ۱۳۱
ابوسلمہؓ عبداللہ ۱۱۸
ابوعبداللہؓ ۱۲۱
ابوعبیدہ ۱۳۰
ابوعبیدہؓ ابن الجراح ۱۳۰
ابوعبیدہؓ بن الجراح ۸۹
ابوعمر ۱۲۳
ابوفکیہہؓ یسار الجہنی ۱۴۳
ابومحمد ۱۲۶، ۱۲۴
آپؐ کی بیٹیاں ۷۴
آپ ﷺ کی پیدائش ۵۶
آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ ۷۳
آپ ﷺ کے چچا ابوطالب ۶۱
آپؐ نے علیؓ کو دعوت دی ۷۴
احیائی اسلامی تحریکات ۹۳
اُر (ایک مقام) ۱۷
ارقمؓ بن ابی الارقم ۱۲۱
ارقمؓ بن ابی الارقم ۱۱۸
اروائیؓ بنت عبدالمطلب ۱۴۳
اُسامہ بن زیدؓ ۱۱۹
آسانی اور مشقت ہر دو صورتوں میں کارواں کے ساتھ ۱۱۳
اسحاق علیہ السلام ۴۹
اسعدؓ بن زرارہ ۱۲۹
اسلام (جسے وہ غلطی سے عیسائیت کہنے لگے تھے) ۲۵
اسودؓ بن نوفل ۱۴۳
اصحاب الاخدود ۳۸

Marfat.com

اصحابِ کہف	۳۴
آغازِ وحی	٦۷
افضل البشر بعد الانبیا	۸۸
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِی وَثَنًا یُعْبَدُ	۳۸
اللہ کس بات سے پاک ہے؟	۹۷
اللہ نے مجھے رہبانیت کے لیے مبعوث نہیں کیا	۱۲۸
اُم العلا انصاریہؓ	۱۲۹
اُمِ ایمنؓ، رسول اللہ ﷺ کے والد کی کنیز	۱۱۹
اُمِ حبیبہ بنت ابی سفیان	۱۴۵
اُم سلمہ	۱۳۱
اُم عبیس	۱۴۳
اُم کلثوم	۷۴
اُموی خاندان	۱۲۳
امینہ یا امیمہؓ	۹۲
اوس (مدینے میں انصاری قبیلہ)	۲۷
اَوْلِمْ وَلَوْبِشَاةٍ	۱۲۴
اہلِ ایمان کی آزمائشیں	۲۹
ایتھوپیا (حبش، ابی سینیا)	۲۴
ایک انصاریہ سے شادی (عبد الرحمن بن عوفؓ)	۱۲۴

ب

بحرِ احمر	۲۴
بحیرہ مردار	۳۱
بعثت سے قبل بت پرستی سے انکار	۹۲
بلاد الرافدین	۱۸
بلالؓ بن رباح	۱۴۳
بنو امیہ	۱۲۳
بنو نجار	۵۲
بنو ہاشم کا حریف قبیلہ	۱۲۳
بنی اسرائیل	۳۲
بنی ثقیف	۴۲
بیس ہزار اہلِ ایمان کا آگ میں جلایا جانا	۳۸

پ

پاکیزہ نفوس کیا کسی خفیہ دعوت میں مصروف تھے؟	۱۱٦
پانچواں مسلم گھرانہ	۹۳
پروانہ نبوت	٦۷
پہلا ایمان لانے والا انسان	۷۲
پہلا تیر تھا جو اللہ کی راہ میں چلایا گیا	۱۲٦
پہلے مہاجر تھے جو اس گورستان میں دفن ہوئے	۱۲۹
پہلے انصاری جو بقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے	۱۲۹
پہلے مہاجر جو واردِ یثرب ہوئے	۱۳۱
پیروانِ مسیح	۳۷
پیٹرا کے کھنڈرات	۳۱

ت

تاریخ مدینہ	۲۵
تحدیثِ نعمت کا حکم	۱۱۳
تزکیہ اور اذہان کی تیاری	۱۱٦
تسبیح کا مطلب	۹۷
تعبد و تحنث [نبوت سے قبل عبادت]	۷۰
تیسرا دعوتی اور مشنری گھرانہ	۹۲

Marfat.com

تین اوّلین اسلامی گھرانے ۹۲
تین برسوں میں ایمان لانے
والے بالغ افراد ۱۴۲

ج، چ

جامعینِ قرآن ۱۰۸
جبریل امین کا لقب مبارک ۷۰
جبریل امین کی امامت میں نماز ۷۳
جبریل علیہ السلام سے یہود کی دشمنی ۲۴
جعفرؓ بن ابی طالب ۱۴۳
جنگ بعاث ۲۷
جنگ فِجار میں نبی ﷺ
کی محدود شرکت ۶۳
جنگ فِجار (fidjar) ۲۷
جہمؓ بن قیس ۱۴۳
چوتھا دعوتی اور مشنری گھرانہ ۹۲

ح

حارثؓ ۵۸
حارثؓ بن خالد ۱۴۳
حارثؓ بن سعید ۱۴۳
حارثؓ بن قیس ۱۴۳
حبش کی عیسائی سلطنت ۴۶
حجاز ۳۱
حطیم ۶۳
حکیمؓ بن حزام ۱۴۴
حلف الفضول ۶۴

خ

خاتم النبیین ۸۸
خادم خاص ۱۳۲
خالدؓ بن بکیر ۱۴۴
خالد بن سعیدؓ ۹۲
خالدؓ بن سعید ۸۹
خالدؓ بن حزام ۱۴۴
خاندانی یونٹ
[مکی زندگی میں تنظیم کا انداز] ۹۳
خباب بن ارتؓ ۱۱۸، ۱۲۰
خدیجہؓ سے آپؐ کی شادی اور اولاد ۶۵
خدیجہ بنت خویلدؓ ۸۹، ۶۵
خفیہ تحریک ۹۳
خلفائے راشدینؓ ۱۲۳
خنیسؓ بن حذافہ ۱۴۴
خون بہا (دیت) کی مقدار ۵۵

د

دس اسمائے گرامی، زندگی میں جنت کی
خوش خبری پانے والے [عشرہ مبشرہ] ۸۹
دعا مانگی وہ پوری ہوئی ۲۳
دعوت ٹکراؤ کے بغیر اعلانیہ جاری رہی ۱۴۷
دعوت کے پہلے چھ ماہ [شوال تا
ربیع الاوّل نبوی سالِ اوّل] ۱۰۹
دعوتی اور تربیتی کام ۹۳
دقیانوس ۳۷
دنیا سے بے رغبتی ۱۱۳
دو اوّلین اسلامی خاندان ۷۴
دودھ پلانے کے لیے
حلیمہ سعدیہؓ کا انتخاب ۵۷
دورِ نبوت کے پہلے سال میں رفقائے کار ۱۱۴
دوس ذوالثعلبان ۴۰

ذ، ر، ز

ذوالنورین لقب ۱۲۳

Marfat.com

ذونواس ۴۰
رسول اللہ ﷺ کے بہن بھائی ۶۰
رضاعی رشتے دار[رسول اللہ ﷺ کے] ۶۰
رُقیہؓ ۷۴
رمضان کا آخری عشرہ غارِ حرا میں ۷۰
روح الامینؑ ۷۰
روما کی عظیم الشان حکومت ۲۴
رہبانیت کی طرف شدید میلان تھا ۱۲۸
ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت ۱۲۵
زبیر بن العوامؓ ۸۹، ۱۱۸، ۱۲۲
زم زم ۵۳
زندگی کے اصلی اِشوز (issues) ۱۰۵
زندگی میں جنت کی خوش خبری ۸۸
زنیرہؓ رومیہ ۱۴۴
زیادہ سامانِ زندگی بوجھ محسوس ہو ۱۱۴
زیدؓ آج سے میرا بیٹا ہے ۱۱۹
زید ایک فردِ واحد کی امت ۹۲
زیدؓ بن الخطاب ۱۴۴
زیدؓ بن حارثہ ۱۱۸
زید بن محمد' کے نام سے
پکارے جانے لگے ۱۱۹
زیدؓ بن نفیل اور خطاب بن نفیل ۹۲
زینبؓ ۷۴

س

سابقون الاوّلون (ابتدائی ٹیم) ۹۵، ۱۱۴
سارہؑ ۱۸
سان لی عورفہ Şanlıurfa ۱۸
سد مارب کی مرمت ۴۱
سعد بن ابی وقاصؓ ۸۹، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۴
سعد بن الربیع انصاریؓ ۱۲۴
سعیدؓ بن زید ۸۹
سعیدؓ بن قیس ۱۴۴
سکرانؓ بن عمرو ۱۴۴
سلطنتِ روما ۲۵
سلمیٰؓ بنت عمرو ۵۱
سلیط بن عمرو ۱۴۴
سورۃ الاعلیٰ ۹۸
سورۃ الانشراح ۸۴
سُورَۃُ الاِنفطار ابتدائی ۸ آیات ۱۴۱
سورۃ التکاثر ۱۰۳
سورۃ التکویر ابتدائی ۱۴ آیات ۱۴۱
سورۃ التین ۱۳۸
سورۃ الدھر/الانسان ۱۳۹
سورۃ الرحمٰن ۱۴۲
سورۃ الزلزال ۱۳۹
سورۃ الضحیٰ ۸۴
سورۃ العادیات ۱۱۴، ۱۰۵
سورۃ العصر ۱۰۰
سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات ۷۱
سورۃ الفاتحہ کا نزول ۸۹
سورۃ الفیل ۱۰۶
سورۃ الفیل اور القریش ۱۰۸
سورۃ القارعۃ ۱۳۸
سورۃ القدر ۱۰۸
سورۃ القریش ۱۰۷
سورۃ القیامۃ ۱۳۹

Marfat.com

سورۃ المدثر پہلی سات آیات ۷۶
سورۃ النازعات ۱۴۰
سورۃ النبا ۱۴۰
سورۃ الھمزۃ ۱۳۸
سورۃ المرسلات ۱۴۰
سوشل سائنسز کے علمی میدانوں
میں باطل قوتوں کے مقابلہ ۱۰۶
سہ سالہ تعمیرِ سیرت کا پروگرام ۱۱۷
سیدہ آمنہ ۵۵
سیدہ حلیمہؓ بنت ابی ذُوَیب ۵۷
سیدہ خدیجہؓ ۷۲
سینا میں چالیس برس صحرا نوردی ۲۰

ش

شامی سفید کپڑے پہن کر مدینے میں آپ کا داخلہ ۱۲۷
شرجیلؓ بن حسنتہ الکندی ۱۴۴
شعبِ بنی ہاشم ۵۶
شیبہ (بوڑھا آدمی، عبدالمطلب) ۵۱
شیر خوارگی ۵۷

ص، ض، ط

صبح وشام کی دوگانہ نمازیں ۷۴
صفیہؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپی ۱۲۲
ضماد بن ثعلبہؓ جو طبیب ۱۴۹
طلحہؓ الخیر بن عبید اللہ ۸۹،۱۲۶
طلیبؓ بن ازہر ۱۴۴
طہارت و پاکیزگی، بلاکسی اجر کی تمنا
کے نیکی اور احسان ۱۱۳

ع

عاتکہ بنت زید ۹۲
عامر ۱۳۰
عامرؓ بن فہیرہ ۱۴۴
عامرؓ بن ربیعہ العنزی ۱۴۴
عبد اللہ بن ابّی بن سلول، رئیس المنافقین ۲۷
عبد المطلب کی پیدائش ۵۱
عبد المطلب (شیبہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ۵۱،۵۴
عبد المطلب کا ابرہہ کو جواب ۴۳
عبد الرحمٰن بن عوفؓ ۸۹،۱۲۴
عبد اللہؓ بن جحش بن رتاب ۱۴۴
عبد اللہؓ بن حذافہ ۱۴۴
عبد اللہؓ بن سلام ۸۹
عبد اللہؓ بن سہیل بن عمرو ۱۴۴
عبد اللہؓ بن شہاب ۱۴۴
عبد اللہؓ بن مسعود ۱۱۸
عبد اللہ کی شادی ۵۵
عبد اللہ، ذبیحِ ثانی، والدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۵
عبد عمرو ۱۲۴
عبید اللہؓ بن جحش ۱۴۵
عبیدہؓ بن الحارث بن مطلب ۱۴۵
عتبہؓ بن ابی وقاص ۱۲۶
عثمانؓ واقعہ فیل کے چھٹے برس
پیدا ہوئے ۱۲۳
عثمانؓ بن عبد غنم بن زہیر ۱۴۵
عثمانؓ بن عبید اللہ سخت مزاج اور
طلحہؓ کا حقیقی بھائی ۱۲۷
غیر اعلانیہ اور غیر مہماتی دعوتی کام ۱۳۴
عثمان بن عفانؓ ۱۲۳
عثمانؓ بن مظعون ۱۱۸،۱۲۷
عدنان تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ ۵۰
عدنان کی اولاد ۴۹

Marfat.com

عدیؓ بن نضلہ ۱۴۵
عروہؓ بن ابی اثاثہ ۱۴۵
عشرہ مبشرہ ۸۹
عظیم ہستیاں ۱۱۱
عقبہ بن ابی معیط ۱۲۳
عکاشہؓ بن محجن ۸۹
علم کی روشنی آرہی ہے ۱۱۳
عمارؓ ۸۲
عمرؓ فاروق ۸۹
عمروؓ بن الحارث بن زھیر ۱۴۵
عمروؓ بن امیہ ۱۴۵
عمروؓ بن عبسہ ۱۱۴،۱۴۵،۱۳۳،۱۱۸
عمیرؓ بن رتاب ۱۴۵
عیاشؓ بن ابی ربیعہ ۱۴۵
عیسیٰ علیہ السلام ۳۳

غ

غارِ حرا ۶۹
غار والے ۳۴
غزوہ بدر ۳۵
غیر اعلانیہ اور غیر مہماتی
دعوتی کام [خفیہ نہیں!] ۱۳۴

ف، ق

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ۱۴۲
فاطمہؓ بنت خطاب ۹۲
فترۃ الوحی ۷۵
فلسطین ۱۸
قاسمؓ ۶۵
قرآن کی ان آیات کی زندہ تفسیر ۱۱۶
قرآن کے پہلے سرکاری
نسخے (authenticated versions) ۱۲۴
قرآن کے نزول کا آغاز ۷۰
قریش بہت سارے خاندانوں کا ایک مجموعہ ۴۹
قصی ۴۹
قم فانذر کا حکم ۱۱۶
قیسؓ بن حذافہ ۱۴۵
قیصر تھیوڈوسیس (Theodosius) ۳۷
قیصر روم ماریس ۴۵

ک، گ

کس نے پہلی مرتبہ اس کو
خفیہ دعوت کہا ۱۱۶
کعبۃ اللہ کی تعمیر ۲۱
کنویں کی بازیافت ۵۳
کنیت ابو القاسم ۶۶
کنیسۃ القیامہ (Holy Sepulcher) ۴۵
گڑھے والے ۳۹

ل، میم

لات، منات عزیٰ اور ہُبل ۹۷
لبیبہؓ ۱۴۵
لوطؑ ۱۸
ماریہؓ قبطیہ ۶۵
مالکؓ بن زمعہ ۱۴۵
ماں کا انتقال [نبی ﷺ کی والدہ کا] ۶۰
مباہلہ ۴۰
محجنؓ بن الادرع الاسلمی ۱۴۵
محمیہؓ بن الجزء ۱۴۵
مروان بن حکم والی مدینہ ۱۲۲
مروہ ۲۰
مستضعفین ۸۳

Marfat.com

مسجدِ ابراہیم ۱۸
مسعودؓ بن ربیعہ بن عمرو ۱۴۵
مسعودؓ بن سوید بن حارثہ بن نضلہ ۱۴۵
مسلم انقلابی خاندانی یونٹ ۹۳
مصعبؓ بن عمیر ۱۴۵
معصیتِ الٰہی میں والدین
کی نافرمانی کی اجازت ۱۲۵
معمرؓ بن حارث ۱۴۵
معمرؓ بن عبد اللہ بن نظلہ ۱۴۶
معیارِ زندگی کی دوڑ ۱۰۳
مقامِ عقیق ۱۲۲
مقدادؓ بن عمرو الکندی ۱۴۶
منہ بولے بیٹے زید بن حارثہؓ ۷۵
موجودہ دور میں احیائے اسلام کا کام ۱۱۸
موسیٰ علیہ السلام ۳۳،۲۵
میدانِ عرفات ۸۶
مَیْسَرہ ۶۵
میسوپوٹامیا Mesopotamia ۱۸

ن

نبوت کے پہلے تین برسوں میں
تبلیغی کام کی حکمت ۱۴۶
نبوت کے دوسرے اور تیسرے
برس کے دوران کارِ تبلیغ و تربیت ۱۴۲
نبوت کے دوسرے سال میں
نازل ہونے والا قرآن ۱۳۸
نبوت کے تیسرے سال میں
نازل ہونے والا قرآن ۱۳۹
نبی اکرم ﷺ کا نسب و خاندان ۴۹
نبی ﷺ کے جاں نثاروں کے اوصاف ۱۳۴
نبیہہؓ بن عثمان ۱۴۶
نجاشی ۴۰
نجران ۳۹
نعیمؓ بن عبد اللہ النخام ۱۴۶
نفیلؓ بن حبیب خثعمی ۴۴،۴۱
نوفل بن خویلد ۱۲۲

و، ہ، ی

واقدؓ بن عبد اللہ ۱۴۶
ورقہ بن نوفلؓ ۷۳
ورقہ بن نوفلؓ کا اسلام ۸۳
ولیدؓ بن ولید بن مغیرہ ۱۴۶
ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو ۱۲۴
ہاتھیوں والی ابرہہ کی فوج ۵۴
ہاجرہ ۱۹
ہاشم (جدِّ اعلیٰ قبیلہ بنو ہاشم) ۵۱
ہبارؓ بن سفیان ۱۴۶
ہرقل (Heraclius) ۴۵
ہشامؓ بن العاص بن وائل ۱۴۶
یاسرؓ ۹۲
یاسرؓ ان کی بیوی سمیہؓ اور دو بیٹے عمارؓ
اور عبد اللہؓ ۸۲
یتیم، سائل اور نادار کو جھڑکنے پر پابندی ۱۱۳
یحییٰ اور زکریا علیہما السلام ۴۹
یزیدؓ بن زمعہ بن الاسود ۱۴۶
یکم شوال کو سورۃ المدثر کی ابتدائی سات ۱۳۴
یہودیت اور عیسائیت کا آغاز اور پھیلاؤ ۲۳

Marfat.com

۱.	قرآنِ حکیم	
۲.	تفہیم القرآن	ابوالاعلیٰ مودودیؒ
۳.	تد قرآن	امین احسن اصلاحیؒ
۴.	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	شبلی نعمانیؒ
۵.	سیرت سرورِ عالمؐ	ابوالاعلیٰ مودودیؒ
۶.	محسنِ انسانیتؐ	نعیم صدیقیؒ
۷.	رحمۃ للعالمینؐ	قاضی محمد سلیمانؒ منصور پوری
۸.	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	محمد عبدالملک ابن ہشام
۹.	خطباتِ بہاول پور	ڈاکٹر محمد حمیداللہؒ
۱۰.	الرحیق المختوم	صفی الرحمٰن مبارک پوری
۱۱.	سیرت پیغمبرِ انقلاب	پروفیسر صلاح الدین کاشمیریؒ
۱۲.	حیاتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	حسنین ہیکل
۱۳.	حیاتِ صحابہؓ کے درخشاں پہلو	محموداحمد غضنفر
۱۴.	سیر الصحابہؓ	شاہ الدین ندویؒ
۱۵.	سیرتِ نبوی قرآنی	عبدالماجد دریابادیؒ

Marfat.com